ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

میر محمد لقمان برادران

سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

كلام الملوك ملوك الكلام

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ حٰمٓ السجدۃ
سورۃ الشورٰی
سورۃ الزخرف
سورۃ الدخان
سورۃ الجاثیہ
سورۃ الاحقاف
(مکمل)

جلد ۱۸

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب	----	ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (سورۃ حم سجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان، جاثیہ، الاحقاف، مکمل)
افادات	----	شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	----	مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالا
سرورق	----	محمد خاور بٹ، گوجرانوالا
کمپوزنگ	----	محمد صفدر حمید
تعداد	----	گیارہ سو [۱۱۰۰]
تاریخ طباعت	----	
قیمت	----	
طابع وناشر	----	لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالا

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالا

۲) اسلامی کتاب گھر، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالا

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔(چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم-اے پنجابی بھی کیا ہے۔اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم-اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کردونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدّ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علمائے ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے اس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف رِیڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

نوٹ: اغلاط کی نشان دہی کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

0300-6450340

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ حٰمٓ السجدۃ

(مکمل)

جلد............۱۸

اٰیاتھا ۵۴ ۴۱ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۱ رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ﴿۲﴾ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْہِ وَاسْتَغْفِرُوْہُ ؕ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ ع ۱۵

حٰمٓ ○ تَنْزِیْلٌ اتاری ہوئی ہے مِّنَ الرَّحْمٰنِ رحمٰن کی طرف سے الرَّحِیْمِ رحیم کی طرف سے کِتٰبٌ کتاب ہے فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اس کی آیتیں قُرْاٰنًا قرآن ہے عَرَبِیًّا عربی میں لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ اس قوم کے لیے جو جانتی ہے بَشِیْرًا خوش خبری دینے والا ہے وَّنَذِیْرًا اور ڈرانے والا ہے فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ پس اعراض کیا ان میں سے اکثر نے فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ پس وہ سنتے نہیں

وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے قُلُوْبُنَا ہمارے دل فِیْٓ اَکِنَّۃٍ پردوں میں ہیں مِّمَّا اس چیز سے تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ جس چیز کی طرف آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں وَّمِنْۢ بَیْنِنَا اور ہمارے درمیان وَبَیْنِكَ اور آپ کے درمیان حِجَابٌ پردہ ہے فَاعْمَلْ پس آپ اپنا کام کریں اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ بے شک ہم اپنا عمل کرنے والے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ پختہ بات ہے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بشر ہوں تمہارے جیسا یُوْحٰٓی اِلَیَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف اَنَّمَآ پختہ بات ہے اِلٰـهُكُمْ تمہارا معبود اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک ہی معبود ہے فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْهِ پس قائم ہو جاؤ اس کی طرف وَاسْتَغْفِرُوْهُ اور اس سے معافی مانگو وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وہ جو نہیں دیتے زکوٰۃ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کے منکر ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے لَهُمْ اَجْرٌ ان کے لیے اجر ہے غَیْرُ مَمْنُوْنٍ غیر منقطع۔

تعارف سورت:

اس سورہ کا نام حٰمٓ سجدہ ہے۔ حٰمٓ تو پہلی آیت ہے اور اس میں آگے سجدہ بھی آ رہا ہے۔ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے ساٹھ سورتیں نازل ہو چکی

تھیں۔اس کے چھ (۶) رکوع اور چون (۵۴) آیتیں ہیں۔سورتوں کے شروع میں جو حروف مقطعات ہیں جیسے الم، حم، طٰه وغیرہ، ان کے متعلق مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مختلف اقوال ہیں۔ایک قول یہ ہے اللہ اَعلم بمرادہٖ بذٰلك ''ان کی مراد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔'' دوسرا قول یہ ہے کہ سِرٌّ بَیْنَ اللہِ وَ رَسُوْلِہٖ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان راز ہیں۔'' ان کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ھی اسماء اللہ تعالیٰ ''یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔اس کی پھر دو تفسیریں ہیں۔ایک یہ کہ حم بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا نام ہے الم بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں تو ان کا ذکر نہیں ہے؟ تو اس کا جواب امام رازی، حافظ ابن کثیر علامہ آلوسی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم یہ دیتے ہیں کہ ننانوے نام تو مشہور ہیں۔سارے نام یہی نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام تو آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں موجود ہیں لہٰذا یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ ایک ایک حرف ایک ایک نام کی طرف اشارہ ہے۔مثلاً 'ح' سے مراد حمید ہے۔حمید کا معنٰی ہے قابل تعریف۔اور میم سے مراد مجید ہے۔معنٰی ہے بزرگ۔درود شریف میں ہے اِنَّكَ حَمِیْدٌ۔اس تفسیر کے مطابق معنٰی ہوگا وہ ذات پروردگار قابل تعریف اور بزرگ ہے۔

تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اتاری ہوئی ہے رحمٰن ورحیم کی طرف سے کِتٰبٌ کتاب ہے۔یہ کتاب جو ہمارے سامنے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ہے جو رحمٰن بڑا مہربان ہے اور رحیم کی طرف سے اتاری گئی ہے جو نہایت رحم کرنے والا ہے۔حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمٰن اسے کہتے ہیں جو بن

مانگے دے اور رحیم اسے کہتے ہیں جو مانگنے پر دے۔رب تعالیٰ رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی ہے بن مانگے بھی دیتا ہے اور مانگنے پر بھی دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں بن مانگے وجود دیا، ہاتھ، پاؤں، آنکھیں دیں، ناک، کان، دل دماغ دیا، زبان اور کتنی چیزیں ہیں جو بن مانگے دیتا ہے۔فرمایا فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اس کی آیتیں۔ جن میں کوئی ابہام اور اخفا نہیں ہے عقائد و مسائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا یہ قرآن ہے عربی زبان میں لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں جانتے ہیں۔قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔آنحضرت ﷺ بھی عربی تھے۔

عربوں کی مذمت نہیں کرنی چاہیے :

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم عربیوں کو بُرا نہ کہو لا تسبوا العرب لانی عربی کیونکہ میں بھی عربی ہوں۔مثلاً: اگر کوئی یوں کہے کہ عربی ایسے ہوتے ہیں تو اس میں تو آنحضرت ﷺ بھی آگئے تو ایمان کہاں بچے گا؟ تو فرمایا کہ سب عربیوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ میں عربی ہوں۔اس طرح تمہارے ایمان پر زد پڑے گی۔ہاں اگر کوئی یوں کہے کہ آج کل کے عربیوں کا کوئی حال نہیں الا ماشاء اللہ۔تو یہ جملہ کہہ سکتے ہیں۔سارے نیک بھی نہیں سارے بد بھی نہیں۔

ایک موقع پر کافروں نے آنحضرت ﷺ کو شعروں میں بُرا کہا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ان کا جواب دو۔مگر ایک بات یاد رکھنا کہ تم جو قریش کی مذمت کرو گے تو میں بھی تو قریشی ہوں۔تم جو کہو گے کہ قریشی ایسے ہوتے ہیں قریشی ویسے ہوتے ہیں تو میں بھی قریشی ہوں۔تو بخاری شریف کی روایت ہے حضرت

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت! میں آپ کو ایسے نکال لوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکال دیا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی زد نہیں آئے گی۔ مثلاً: میں یہ نہیں کہوں گا قریشی ایسے ہوتے ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ قریش میں جو مشرک اور کافر ہیں، رب کے نافرمان قریشی ہیں وہ بُرے ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ ان لفظوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو شامل نہیں ہیں۔

تو فرمایا کہ اہل عرب کو بُرا بھلا نہ کہو کہ میں بھی عربی ہوں۔ تو قرآن عربی زبان میں نازل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عربی ہیں اور جنتیوں کی زبان بھی عربی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عربی جیسی فصیح و بلیغ زبان دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ زبان زبان کا فرق ہوتا ہے۔ پھر ہر زبان کے اپنے الفاظ و معانی اور انداز ہے جو زبان والا ہی سمجھتا ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے مقرر تھے اور پنجابی میں تقریر کرتے تھے۔ یہ جو بڑی عمر کے لوگ ہیں انھوں نے ان کی تقریریں سنی ہوں گی۔ ایک جگہ تقریر کے لیے کھڑے ہوئے تو ایک بابا جی نے کھڑے ہو کر کہا شاہ جی! آج پنجابی میں تقریر کرنا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم پنجابی جانتے ہو؟ کہنے لگا ہاں میں پنجابی جانتا ہوں۔ فرمایا یہ بتا کہ پنجابی میں بے وقوف کسے کہتے ہیں؟ اس نے کہا بے وقوف کو۔ فرمایا کھڑا ہو جا۔ دوسرے سے پوچھا کہ بے وقوف کو کیا کہتے ہیں۔ اس نے کہا جھلا! فرمایا تو بھی کھڑا ہو جا۔ ایک اور سے پوچھا تو اس نے کہا پاگل۔ فرمایا تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ فرمایا تم تو پنجابی نہیں جانتے۔ فرمایا پنجابی میں بے وقوف کو جھلا یوڑ کہتے ہیں۔ یہ ٹھیٹھ پنجابی ہے۔ تو خیر زبانوں میں فصیح و بلیغ زبان عربی ہے۔ پھر اس کی نزاکتوں کو وہی لوگ جانتے ہیں جو عربی ہیں۔ ہم تم عجمی کیا سمجھتے ہیں؟ الحمد للہ! میں نے سولہ سال پڑھنے کے بعد

تخصص کیا جس کو پی، ایچ، ڈی کہتے ہیں۔تو اٹھارہ سال پڑھا اور تقریباً ساٹھ سال ہو گئے ہیں پڑھاتے ہوئے لیکن ابھی تک میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مجھے عربی پر مکمل عبور حاصل ہے،توبہ توبہ کچھ نہیں۔یہ بڑی وسیع زبان ہے۔

تو فرمایا یہ قرآن عربی میں ہے اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے بَشِيْرًا یہ قرآن خوش خبری دینے والا ہے۔نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوش خبری دیتا ہے وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا ہے۔نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہے،قبر کے عذاب سے،جہنم کے عذاب سے ڈراتا ہے۔چاہیے تو یہ تھا کہ لوگ اس کو مان کر اس پر عمل کرتے لیکن فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ پس اعراض کیا ان میں سے اکثر نے فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ نہیں سنتے۔ایسا سننا کہ جس کے بعد اس کو قبول کر لیں ویسے تو سنتے ہیں لیکن سماع قبول نہیں ہے کہ سننے کے بعد قبول کر لیں وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے۔کافروں نے کہا قُلُوْبُنَا قلب کی جمع ہے فِيْٓ اَكِنَّةٍ كِنَانٌ کی جمع ہے۔ہمارے دل پردوں میں ہیں مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ اس چیز سے جس چیز کے بارے میں آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ہم نے اپنے دلوں پر پردے چڑھا رکھے ہیں آپ کی بات کو دلوں کے قریب نہیں آنے دیتے وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں، ڈاٹ ہیں۔تم جتنا مرضی چلاتے رہو، زور لگاتے رہو، وعظ کرتے رہو ہم نے اس کو کانوں تک نہیں پہنچنے دینا وَمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے۔ہم نے جحود وانکار کا پردہ لٹکایا ہوا ہے۔اس کی موجودگی میں آپ کی کوئی بات ہمارے قریب نہیں آسکتی فَاعْمَلْ آپ اپنا کام کریں اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔جب انھوں نے اس چیز کو پسند کر لیا اور اپنے لیے ہدایت کے دروازے خود

بند کردیے تو پھر اللہ تعالیٰ نے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَ عَلٰی سَمْعِہِمْ وَ عَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ [سورۃ بقرہ] ''مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔'' ابتداءً انہیں ان کے اس پر راضی ہونے کے بعد۔ یہ آیت کریمہ جب پڑھتے ہیں تو سطحی قسم کے لوگ اشکال میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود مہریں لگا دیں تو پھر بندے کا کیا اختیار ہے؟ بندہ خدا سے طاقت ور تو نہیں ہے کہ اس کی مہروں اور پردوں کو ہٹا دے۔ فارسی کا مشہور شعر ہے:

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز میگوئی دامن ترمکن ہشیار باش

''کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں پھینک دو پھر کہو کہ پانی میں بھیگنا نہیں ہے۔'' بھائی وہ بھیگے گا نہیں تو اور کیا کرے گا؟ تو ایسی آیات کو پڑھ کر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان کا کیا قصور ہے۔ تو بات سمجھ آ گئی نا کہ اللہ تعالیٰ ابتداءً اور جبراً کسی کو مہر نہیں لگاتا جب انھوں نے خود مہریں لگا دیں پردے کر لیے اور کفر و شرک پر راضی ہو گئے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو اس پر پکا کر دیتا ہے اور ان کے لیے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی [النساء:۱۱۵] ''ہم اس کو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف اس نے رخ کیا۔'' یعنی جس طرف کوئی چلنا چاہتا ہے رب تعالیٰ اس کو اس طرف چلا دیتے ہیں فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ [سورہ صف] ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔'' اور سورہ عنکبوت آیت نمبر ۶۱ میں ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ''اور جو کوشش کرتے ہیں ہمارے لیے تو ہم ضرور ان کی راہنمائی کرتے ہیں اپنے راستوں کی۔'' تو اللہ تعالیٰ نہ کسی کو جبراً

گمراہ کرتے ہیں اور نہ ہدایت دیتے ہیں۔

تو کافروں نے کہا کہ ہم پر آپ کا وعظ کچھ اثر نہیں کرتا آپ اپنا کام کریں ہم اپنا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ ان سے کہہ دیں اے نبی کریم ﷺ! اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پختہ بات ہے کہ میں بشر ہوں تمہارے جیسا میرے اختیار میں نہیں ہے کہ تمہارے کانوں سے ڈاٹیں نکال دوں۔ تمہارے دلوں اور آنکھوں سے پردے ہٹا دوں۔ پیغمبر کا کام ہے حق سنانا، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورۃ القصص آیت نمبر ۵۶ پارہ ۲۰ میں ہے "بے شک آپ ﷺ اے نبی کریم! ہدایت نہیں دے سکتے اسے جس کے ساتھ آپ کی محبت ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔" پیغمبر کا کام ہے حق پہنچا دینا اور سنا دینا وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ [سورۃ:] حضرت آدم علیہ السلام نے بیٹے قابیل کی جب حرکتیں دیکھیں تو باپ اور پیغمبر ہونے کی حیثیت سے سمجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو بڑے پیارے انداز میں سمجھایا يٰبُنَىَّ ارْكَبْ مَّعَنَا [ھود:۴۱] "اے میرے پیارے بیٹے سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ کافروں کا ساتھ نہ دو غرق ہو جاؤ گے۔" اس نے بڑے متکبرانہ انداز میں جواب دیا سَاٰوِىْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِىْ مِنَ الْمَآءِ "میں پناہ پکڑوں گا اس پہاڑ کی طرف وہ مجھے بچالے گا پانی میں ڈوبنے سے۔" بیوی نے بھی ہدایت قبول نہیں کی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے دل سے کفر نہ نکال سکے بڑے پیارے انداز میں سمجھاتے رہے ہیں يٰٓاَبَتِ يٰٓاَبَتِ "اے اباجی، اے اباجی" تو فرمایا میں تمہارے جیسا بشر ہوں ہاں فرق یہ ہے کہ يُوْحٰٓى اِلَىَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اس میں بنیادی مسئلہ یہ ہے اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات

ہے کہ اللہ تمہارا ایک ہی اللہ ہے اس کے سوا تمہارا کوئی معبود، مشکل کشا نہیں ہے فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ پس تم سب کے سب قائم ہو جاؤ اس کی طرف۔ رب تعالیٰ کے دین پر آ کر ڈٹ جاؤ وَاسْتَغْفِرُوْهُ اور بخشش طلب کرو اس سے، معافی مانگو اس سے کفر، شرک اور معاصی سے۔ ہر آدمی کو اپنے اپنے اعتبار سے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنا چاہیے۔ اور یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہم نیک پاک ہیں کیونکہ جو اپنے آپ کو نیک پاک سمجھے گا اس نے کب توبہ کرنی ہے؟ لہٰذا اپنے آپ کو گناہ گار سمجھو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ اور ہلاکت اور خرابی ہے مشرکوں کے لیے۔ دو صفتیں اللہ تعالیٰ نے یہاں بیان فرمائی ہیں۔

پہلی صفت: اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے بھی مشرک ہیں کہ انھوں نے شیطان اور نفس کی اطاعت کی، رب تعالیٰ کا حکم نہیں مانا۔

دوسری صفت: وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ آخرت کا انکار دو قسم پر ہے عقیدے کے لحاظ سے اور عمل کے لحاظ سے۔ کلمہ پڑھنے والے عقیدہ کے لحاظ سے تو قیامت کے منکر نہیں ہیں لیکن عمل کے لحاظ سے ان کو دیکھو تو گویا انھیں قیامت پر یقین نہیں ہے۔ ان مغربی قوتوں نے ہمارے ایمانوں پر ضرب کاری لگائی ہے اور لگا رہے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان صحیح معنٰی میں مسلمان نہ رہے۔ مسلمانوں کو بدعمل بنا کر ان پر مختلف علاقوں میں مظالم ڈھا رہے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے نہ ہوں۔ اب کچھ مسلمان مختلف علاقوں میں جہاد کے لیے اٹھے ہیں اور جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے۔ یہود و ہنود وغیرہ

مسلمانوں پر عقیدے کے لحاظ سے عمل اور اخلاق کے لحاظ سے حملے کر رہے ہیں کہ مسلمان ہر اعتبار سے تباہ ہو جائیں۔ ان کو یہ خدشہ اور ڈر ہے کہ جس طرح صلیبی جنگوں میں ہمارے ساتھ ہوا تھا دوبارہ ایسا نہ ہو۔

صلیبی جنگوں کے زمانے میں سارا یورپ یہ ارادہ کر کے نکلا تھا کہ ہم نے ایک بھی کلمہ پڑھنے والا نہیں چھوڑنا اور اس عہد پر انہوں نے اپنے بدن سے خون نکال کر اس سے دستخط کیے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" اللہ تعالیٰ نور ایمان، نور اسلام اور نور توحید کو چمکانے والا ہے کافر بے شک جلتے رہیں۔" اللہ تعالیٰ نے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کیا اور اس نے ان کو سبق سکھایا۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے ارادے خاک میں ملا دیئے۔ اے پروردگار! ہمیں صلاح الدین ایوبی جیسا بندہ عطا فرما، سلطان محمود غزنوی جیسا بندہ عطا فرمایا الپ ارسلان جیسا بندہ عطا فرما۔ ہمارے حکمران تو شیطان مجسم ہیں چاہے کسی بھی جگہ کے ہوں۔ بس! انیس بیس کا فرق ہوگا دین کے خیر خواہ اور حامی نہیں ہیں صرف اپنی ذات کے خیر خواہ ہیں۔ تو فرمایا خرابی ہے مشرکوں کے لیے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

ان کے برعکس لوگوں کا ذکر ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انھوں نے عمل کیے اچھے لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ان کے لیے اجر ہے غیر منقطع۔ جو ختم ہونے میں نہیں آئے گا کیونکہ جنت کی ہر چیز دائمی ہے۔ زندگی دائمی، پھل میوے دائمی، خوشیاں دائمی۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن مرد عورت کو نصیب فرمائے۔
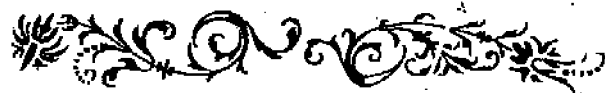
قُلْ

اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۹ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىٕلِیْنَ ۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ ۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۱۲ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ؕ ۱۳ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓىٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۱۴

قُلْ آپ کہہ دیں اَئِنَّكُمْ کیا بے شک تم لَتَكْفُرُوْنَ انکار کرتے ہو بِالَّذِیْ اس ذات کا خَلَقَ الْاَرْضَ جس نے پیدا کیا زمین کو فِیْ یَوْمَیْنِ دودنوں میں وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اور بناتے ہو اس کے لیے اَنْدَادًا شریک ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یہ ہے تمام جہانوں کا پالنے والا وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ اور رکھے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ مِنْ فَوْقِهَا اس کے اوپر وَبٰرَكَ فِیْهَا اور برکت ڈالی اس میں وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اور مقرر کی ہیں اس میں

اَقْوَاتَهَا اس کی خوراکیں فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ چار دنوں میں سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ برابر ہے پوچھنے والوں کے لیے ثُمَّ اسْتَوٰۤی پھر اس نے ارادہ کیا اِلَی السَّمَآءِ آسمان کی طرف وَهِیَ دُخَانٌ اور وہ دھواں تھا فَقَالَ لَهَا پس فرمایا اس کو وَلِلْاَرْضِ اور زمین کو ائْتِیَا آؤ تم دونوں طَوْعًا خوشی سے اَوْ كَرْهًا یا جبراً قَالَتَاۤ دونوں نے کہا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ آئے ہیں ہم خوشی کے ساتھ فَقَضٰهُنَّ پس اللہ تعالیٰ نے پورا کیا ان کو سَبْعَ سَمٰوَاتٍ سات آسمان فِیْ یَوْمَیْنِ دو دنوں میں وَاَوْحٰی اور وحی کی اس نے فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ ہر آسمان میں اَمْرَهَا اس کے معاملے کی وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا اور مزین کیا ہم نے آسمان دنیا کو بِمَصَابِیْحَ چراغوں کے ساتھ وَحِفْظًا اور حفاظت کے لیے ذٰلِكَ یہ تَقْدِیْرُ اندازہ ہے الْعَزِیْزِ غالب کا الْعَلِیْمِ جاننے والے کا فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر وہ اعراض کریں فَقُلْ پس آپ کہہ دیں اَنْذَرْتُكُمْ میں نے تمھیں ڈرادیا ہے صٰعِقَةً عذاب سے مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ جیسا کہ عذاب آیا عاد قوم پر وَّثَمُوْدَ اور ثمود قوم پر اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ جس وقت آئے ان کے پاس رسول مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ ان کے آگے سے وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور ان کے پیچھے سے اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ کہ نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قَالُوْا انہوں نے کہا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا اگر چاہتا ہمارا رب لَاَنْزَلَ

مَلٰٓئِكَةً البتہ اتارتا فرشتوں کو فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ پس بے شک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو انکار کرنے والے ہیں۔

ربط آیات :

اس سے پہلے ذکر تھا مشرکوں کی خرابی اور ہلاکت کا۔آگے اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھایا ہے اپنے پیغمبر کے ذریعے۔اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ فرما دیں، ان سے کہہ دیں اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ کیا بے شک تم انکار کرتے ہو اس ذات کا یعنی اس کے احکام کا خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ جس نے پیدا کیا زمین کو دو دنوں میں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کا مادہ دو دنوں میں بنایا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اتوار اور سوموار والے دن زمین کو بنا کر پیڑے کی شکل میں جیسے روٹی کا پیڑا ہوتا ہے کعبے والی جگہ رکھا۔مکہ مکرمہ مرکز ہے۔مکہ کا لفظی معنیٰ ہے ناف۔یہ انسانی جسم کے عین درمیان میں ہوتی ہے۔تو مکہ مکرمہ بھی دنیا کے سنٹر میں ہے تو زمین کو تو اللہ تعالیٰ نے بنایا وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا۔انداد جمع ہے نِدٌّ کی۔شریک کے معنیٰ میں ہے کہ تم بناتے ہو اللہ تعالیٰ کے شریک او ظالمو! تم اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے ہو حالانکہ زمین کو تو اس نے پیدا کیا ہے ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یہی ہے رب العالمین جس نے زمین پیدا کی ہے وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ۔یہ رَاسِيَةٌ کی جمع ہے مضبوط پہاڑ۔ اور رکھے اللہ تعالیٰ نے زمین میں مضبوط پہاڑ مِنْ فَوْقِهَا اس کے اوپر۔زمین کو پہلے اللہ تعالیٰ نے پیڑے کی شکل میں بنا کر رکھا پھر آسمان بنائے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا [سورۃ النازعات] "اس کے بعد زمین کو بچھایا۔"روٹی بعد میں بنائی۔تب زمین میں

حرکت تھی اللہ تعالیٰ نے اس میں پہاڑ رکھ دیے اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ [سورۃ لقمان] کہ وہ حرکت نہ کرے۔ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا [سورۃ النباء] ''پہاڑوں کو میخیں بنا کر زمین میں گاڑ دیا۔'' وَبٰرَكَ فِيْهَا اور برکت رکھی اس میں۔ ھا ضمیر کا مرجع پہاڑ بھی بناتے ہیں کہ پہاڑوں میں برکت رکھی کہ پہاڑوں پر درخت ہیں جڑی بوٹیاں ہیں، پانی کے چشمے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے۔ اور اس کا مرجع زمین بھی بناتے ہیں۔ تو معنیٰ ہوگا اللہ تعالیٰ نے زمین میں برکت رکھی ہے۔ زمین میں تو بہت کچھ ہے۔ تو فرمایا زمین کو پیدا کیا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا۔ اقوات قوت کی جمع ہے۔ معنیٰ ہے خوراک، روزی۔ تو معنیٰ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں اس میں خوراکیں، روزیاں فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ چار دنوں میں۔ دو دن میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو گیند کی شکل میں بنایا پھر دو دن میں اس میں پہاڑ رکھے اس کو پھیلایا اور اس میں روزیاں مقرر کیں۔ کسی جگہ گندم، کسی جگہ چاول، کسی جگہ مکئی اور باجرا ہو گا، کسی جگہ کوئی پھل ہوگا، کسی جگہ کوئی پھل ہوگا۔ منگل اور بدھ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ اور خوراکیں زمین میں مقرر فرمائیں سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ یہ برابر ہے پوچھنے والوں کے لیے۔ چوں کہ آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تھا کہ زمین کو کیسے اور کتنے دنوں میں بنایا ہے۔ تو ان کے سوال کا جواب مکمل ہو گیا۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اِلَى السَّمَآءِ آسمان کی طرف وَهِيَ دُخَانٌ اور وہ دھواں تھا فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا پس اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کہا اور زمین سے آؤ تم دونوں طَوْعًا اَوْ كَرْهًا خوشی سے یا جبراً۔ جس ساخت میں میں تمھیں بنانا چاہتا ہوں خوشی سے بننا چاہتے ہو یا جبراً قَالَتَآ آسمان بھی بولا اور زمین بھی بولی اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ آئے ہیں ہم خوشی کے ساتھ۔ پروردگار! ہم بن گئے، تعمیل

کرتے ہیں آپ کے حکم کی۔ جمعرات اور جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے، اتوار، سوموار کو زمین کا مادہ بنایا، منگل بدھ کو زمین میں پہاڑ، خوراکیں چشمے وغیرہ مقرر فرمائے۔ جمعرات اور جمعہ کے دن آسمان بنائے۔ یہ خلاصہ ہے مسلم شریف کی روایت کا۔ فرمایا فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو برابر کر دیا سات آسمان فِیْ یَوْمَیْنِ دو دنوں میں۔ جمعرات اور جمعہ کو۔ قرآن پاک میں سات آسمانوں کا ذکر متعدد بار آیا ہے اور زمین کے سات ہونے کا ذکر صرف ایک مرتبہ سورہ طلاق میں آیا ہے مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اور یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں اس کے نیچے اور زمین ہے، اس کے نیچے اور زمین ہے، اس کے نیچے اور زمین ہے، اس طرح سات زمینیں ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ ہر زمین میں مخلوق ہے اور یہ زمینیں اوپر نیچے ہیں۔ اس طرح نہیں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں مثلاً ایک زمین پاکستان کی ہے، ایک امریکہ کی ہے اور ایک افریقہ کی ہے اس طرح سات زمینیں ہیں۔ یہ نظریہ غلط ہے بلکہ زمینیں اوپر نیچے ہیں۔ اور اس پر بہت سارے دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث ہے جو آدمی کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین پر بھی ناجائز قبضہ کرے گا تو قیامت والے دن وہ زمین بھی اور اس کے نیچے کی چھ زمینوں میں سے ایک ایک بالشت اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ زمینیں اوپر نیچے ہوں ورنہ اس زمین کا امریکہ چین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

دوسری دلیل: ترمذی شریف میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص زمین میں زنجیر لٹکائے کہ وہ دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں زمین

تک پہنچ جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ زمینیں بھی آسمانوں کی طرح اوپر نیچے ہیں۔ فرمایا وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا اور وحی کی اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان میں اس کے معاملے کی۔ ہر آسمان میں فرشتے مقرر فرمائے اور ان کے ذمے ڈیوٹیاں لگائیں۔ باقی معاملات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آسمان پر ایک بالشت بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مشغول نہ ہو اور فرشتوں کی حمد وثنا ہے سبحان اللہ و بحمدہٖ۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ افضل الکلام سبحان اللہ و بحمدہٖ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے اور اسی کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ حیوانوں کو روزی دیتا ہے وہ زبان حال سے کہتے ہیں سبحان اللہ و بحمدہٖ اور ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے بیت المعمور، یہ فرشتوں کا قبلہ ہے روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور جس نے ایک دفعہ طواف کر لیا پھر اس کو ساری زندگی دوبارہ طواف کا موقع نہیں ملتا۔

تو فرشتوں کی تعداد کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اور ہر آدمی کے ساتھ چوبیس گھنٹوں میں چوبیس فرشتے ہوتے ہیں۔ چار فرشتے تو کراماً کاتبین ہیں دو دن کے اور دو رات کے وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ [سورۃ الانفطار] اور سورہ ق پارہ ۲۶ میں ہے عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ "دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہیں۔" دائیں کندھے پر نیکیاں لکھنے والا اور بائیں کندھے پر بدیاں لکھنے والا بیٹھا ہے مگر محسوس نہیں ہوتے اور دس فرشتے دن کو انسان کی حفاظت پر مامور ہیں اور دس رات کو لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ [الرعد:۱۱] "اس کے لیے آگے پیچھے آنے

والے فرشتے ہیں۔'' آدمی کے آگے اور پیچھے جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ سند کے ساتھ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دس فرشتے دن کو انسان کی حفاظت کے لیے مقرر ہوتے ہیں اور دس رات کو، جب تک انسان کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے۔ پھر جس طرح انسان کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں اسی طرح ہر جن کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس رات کو حفاظت کے لیے مقرر ہیں۔ جنات بھی مکلف ہیں اور جنات کی آبادی انسانوں سے زیادہ ہے کہ ان کی پیدائش انسان سے دو ہزار سال پہلے ہوئی ہے۔ انسان سے پہلے انھوں نے دو ہزار سال زمین میں حکمرانی کی ہے پھر ان میں نیک بھی ہیں اور بد بھی، مومن بھی اور کافر بھی۔

سورہ جن پارہ ۲۹ میں ہے وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ''اور بے شک ہم میں نیکوکار بھی ہیں اور اس کے علاوہ بھی یعنی بدکار بھی۔ ہم مختلف راستوں میں بٹے ہوئے ہیں'' اور آگے ہے وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ''اور بے شک ہم میں مسلمان بھی ہیں اور ناانصاف بھی یعنی کافر بھی۔'' یہ جنات کا اپنا بیان ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہر آسمان میں اس کے معاملے کی وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ اور مزین کیا ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں کے ساتھ یعنی ستاروں کے ساتھ۔ مطلع صاف ہو تو رات کو ستارے جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ ان میں کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ بڑے ہیں۔ بعض ستارے زمین سے بھی کئی گنا بڑے ہیں اور بے شمار ستارے ہیں۔

فضیلتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ حضرت! کوئی بندہ ایسا بھی ہے کہ جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ یہاں سے تم ان کے ذہن کا اندازہ لگاؤ کیا سوچ ہے، کیا فکر ہے۔ ہماری ماں بہن ہوتی تو سوال ہوتا کہ حضرت! ستاروں کے برابر کس کے پاس پیسے ہوں گے۔ سوال ڈالروں، پونڈوں اور ریالوں کا ہوتا۔ مگر ام المومنین پوچھتی ہیں کہ حضرت کوئی ایسا بندہ ہے جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں؟ فرمایا ہاں! عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہیں۔ مگر افسوس کہ جس کی نیکیاں ستاروں کی طرح بے شمار ہیں آج لوگ ان پر برستے اور زبان درازی کرتے ہیں۔ کتنا ظلم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کا مسئلہ اور رافضیوں کا نظریہ:

خمینی اپنی کتاب کشف الاسرار میں لکھتا ہے کہ قرآن کریم کا پہلا منکر اور باغی ابوبکر ہے رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت کا حصہ نہیں دیا۔ یہاں پر ایک مسئلہ سمجھ لیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت تقسیم ہوتی تو مسئلہ بنتا چوبیس (۲۴) سے کیوں کہ اس وقت شرعی وراث چچا، بیویاں اور بیٹی تھی۔ تو مسئلہ چوبیس سے حل ہوتا آدھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مل جاتا کیونکہ قرآن کریم میں ہے وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ [النساء:۱۱] ''اور ایک ہی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔'' اور بیوی ایک ہو یا ایک سے زاید ہوں تو ان کو آٹھواں حصہ ملتا ہے۔ تو چوبیس میں سے بارہ حصے ملتے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ آٹھواں حصہ بنتا ہے تین۔ تو تین حصے بیویوں کو ملتے۔ باقی نو حصے ملتے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو۔ اگر وراثت تقسیم ہوتی تو اس طرح ہوتی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور

یہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور متواتر روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ مَا تَرَكْنٰهُ صَدَقَةٌ ''ہم پیغمبروں کی جماعت جو چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے پیغمبروں کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر فرمایا۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے اس رب کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ پیغمبروں کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی قَالَا اللّٰہ نَعَمْ دونوں بزرگوں نے کہا ہاں اللہ گواہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن کے کیسے منکر ہوئے؟ پھر خمینی نے لکھا ہے کہ دوسرے نمبر پر قرآن کا منکر، ملحد اور زندیق عمر ہے رضی اللہ عنہ۔ خمینی کے انقلاب سے پہلے یہ لوگ ہر ملک میں دبے ہوئے تھے پاکستان میں بھی ان کو اتنی جرات نہیں تھی کہ کھل کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کریں یہ پَر ان کو خمینی نے لگائے ہیں۔

تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت! کسی آدمی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں عمر کی۔ تو ام المومنین نے کہا میرے ابا جی کی نیکیاں؟ فرمایا عائشہ! عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

تو آسمان پر بے شمار ستارے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کو مزین کیا ہے وَحِفْظًا اور آسمان کی حفاظت کے لیے ہیں کہ یہ جنات اور شیاطین اوپر جا کر فرشتوں کی باتیں نہ سنیں۔ جب یہ اوپر جاتے ہیں تو فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ [سورۃ الحجر] ''پس پیچھا کرتا ہے اس کا ایک روشن شہاب۔'' ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ اندازہ ہے غالب کا، جاننے والے کا فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر وہ اعراض کریں۔ اگر یہ کافر مشرک لوگ اعراض کریں آپ کی نصیحت کو قبول نہ کریں فَقُلْ تو ان سے کہہ

دیں اَنْذَرْتُكُمْ میں نے تمہیں ڈرادیا ہے صٰعِقَةً۔صاعقہ کا معنٰی بجلی کا بھی ہے اور مطلق عذاب کا بھی ہے چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ یہاں معنٰی عذاب کا ہے۔ میں تمہیں ڈراچکا ہوں عذاب سے مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ عاد اور ثمود کے عذاب کی طرح۔ جیسے عاد قوم پر تند و تیز ہوا کا عذاب آیا اور ثمود قوم کے متعلق صَیْحَہ کا لفظ بھی آیا ہے ڈراؤنی آواز اور رَجْفَہ کا لفظ بھی آیا ہے زلزلہ۔ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ جس وقت آئے قوم عاد اور ثمود کے پاس ان کے رسول مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے۔ اگر قوم آرہی ہوتی اللہ تعالیٰ کا پیغمبر سامنے سے پہنچا اور کہا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اور جارہے ہوتے تو پیچھے سے آواز دے کر اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتے۔ تو سامنے سے بھی تبلیغ کی پیچھے سے بھی تبلیغ کی اور یہ سبق دیا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا ان لوگوں نے کہا اگر چاہتا ہمارا رب لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً البتہ اتارتا فرشتے نوری مخلوق کو پیغمبر بنا کر بھیجتا۔ تم تو ہماری طرح کھاتے پیتے ہو، انسان ہو تم کیسے پیغمبر بن گئے۔

سورہ مومنون آیت نمبر ۳۳ پارہ ۱۸ میں ہے مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''نہیں یہ پیغمبر مگر انسان تمہارے جیسا يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ کھاتا ہے ان چیزوں سے جن سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے ان چیزوں میں سے جو تم پیتے ہو۔'' اور سورۃ الفرقان آیت نمبر ۷ پارہ ۱۸ میں ہے کہ انھوں نے کہا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ''کیا ہے اس رسول کو یہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں۔'' سودا سلف خریدتا ہے، بیچتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ مشرک

قوموں کا نظریہ تھا کہ پیغمبر بشر نہیں ہونا چاہیے، نوری ہونا چاہیے۔

تو کہنے لگے اگر چاہتا ہمارا پروردگار تو اتارتا فرشتے فَإِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ پس بے شک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں۔ نہ توحید مانتے ہیں، نہ رسالت، نہ قیامت مانتے ہیں۔ آگے بھی اسی سلسلے کا ذکر ہے۔
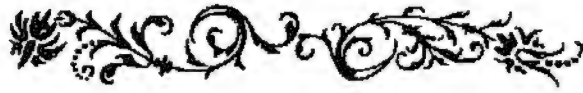
فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾

ع ٢ ١٠ ١٦

فَاَمَّا عَادٌ پس بہ ہر حال عاد قوم نے فَاسْتَكْبَرُوْا پس تکبر کیا فِي الْاَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق وَقَالُوْا اور انھوں نے کہا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون زیادہ سخت ہے ہم سے قوت میں اَوَلَمْ يَرَوْا کیا اور انھوں نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ بے شک اللہ تعالیٰ کی وہ ذات خَلَقَهُمْ جس نے ان کو پیدا کیا هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ زیادہ سخت ہے ان سے قوت

میں وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور تھے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پس بھیجی ہم نے ان پر رِيْحًا ہوا صَرْصَرًا تند و تیز
فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ منحوس دنوں میں لِّنُذِيْقَهُمْ تا کہ ہم چکھائیں ان کو
عَذَابَ الْخِزْيِ رسوائی کا عذاب فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی رسوا کرنے والا
ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ اور ان کی مدد نہیں کی جائے گی وَاَمَّا ثَمُوْدُ اور
بہرحال قوم ثمود فَهَدَيْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو راستہ بتلایا فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى
پس انھوں نے پسند کیا اندھے پن کو عَلَى الْهُدٰى ہدایت کے اوپر
فَاَخَذَتْهُمْ پس پکڑا ان کو صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ ذلت والے عذاب
کی کڑک نے بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بہ سبب اس کے جو وہ کماتے تھے وَنَجَّيْنَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ
اور وہ بچتے تھے وَيَوْمَ يُحْشَرُ اور جس دن اکٹھے کیے جائیں گے اَعْدَآءُ
اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دشمن اِلَى النَّارِ دوزخ کی طرف فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ
پس وہ گروہ درگروہ کردیئے جائیں گے حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ وہ
اس کے قریب پہنچیں گے شَهِدَ عَلَيْهِمْ گواہی دیں گے ان کے خلاف
سَمْعُهُمْ ان کے کان وَاَبْصَارُهُمْ اور ان کی آنکھیں وَجُلُوْدُهُمْ
ان کے چمڑے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس چیز کی جو وہ کرتے تھے وَقَالُوْا

اور وہ کہیں گے لِجُلُوْدِهِمْ اپنے چمڑوں کو لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا تم کیوں گواہی دیتے ہو ہمارے خلاف قَالُوْٓا وہ کہیں گے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ بلوایا ہے ہم کو اس اللہ نے اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اور اسی نے تم کو پیدا کیا اَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے گئے ہو۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے یہ بات پڑھی اور سنی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ لوگ نصیحت سے اعراض کریں ،توحید ورسالت اور قیامت سے اعراض کریں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ میں نے تمھیں ڈرادیا ہے عذاب سے جیسا کہ عذاب آیا تھا عاد اور ثمود قوم پر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ہلاک ہو جاؤ جس طرح کہ وہ ہلاک ہوئے ہیں۔اب پروردگار اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان فرماتے ہیں۔

فرمایا فَاَمَّا عَادٌ پس بہر حال عاد قوم نے فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ پس تکبر کیا زمین میں ناحق۔نوح علیہ السلام کے بعد دنیا میں قوم عاد تھی۔ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔بارھویں پارے میں ہے وَاِلٰي عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ”اور ہم نے عاد قوم کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔“ یہ قوم نجران،حضرموت، مغربی یمن اور عمان کے درمیان میں آباد تھی۔جغرافیے میں اس کا نام ربع خالی اور طھماء ہے۔اس علاقے میں زیادہ تر ریت کے ٹیلے تھے مگر نجران کے قریب زرعی زمین بھی تھی

یہ لوگ بڑے ڈیل ڈول والے تنومند اور بڑی قوت والے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی نافرمانی کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی۔ بارانی علاقہ تھا لوگوں کو بڑی پریشانی ہوئی، چشموں کا پانی سوکھ گیا، کنووں کا پانی کم ہوگیا اور بعض کا بالکل ختم ہوگیا، کھیت سوکھ گئے، درخت جھلس گئے، جانور بھوکے پیاسے مرنے لگے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کرو، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، میری اطاعت کرو یُرْسِلُ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا [ہود: ۵۲] ''اللہ تعالیٰ چھوڑ دے گا آسمان کو تمہارے اوپر بارش برسانے والا۔'' اور تمہاری طاقت کے ساتھ طاقت کو بڑھا دے گا۔ لیکن وہ قوم اتنی سرکش تھی کہ کہنے لگی کہ اگر تمہاری وجہ سے بارش ہوتی ہے تو پھر ہمیں بارش کے ایک قطرے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس قوم کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عاد قوم نے تکبر کیا زمین میں ناحق وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون زیادہ سخت ہے ہم سے قوت میں۔ ہم سے زیادہ طاقت والا کون ہے، ہم سے قد کس کا بڑا ہے، بدنی اور مالی طاقت میں ہم سے زیادہ کون ہے۔ رب تعالیٰ نے جواب دیا اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ کیا اور انھوں نے نہ دیکھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی وہ ذات خَلَقَهُمْ جس نے ان کو پیدا کیا هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ زیادہ سخت ہے قوت میں ان سے وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ اور تھے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے۔ پھر کیا ہوا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا پس بھیجی ہم نے ان پر ہوا صَرْصَرًا تند و تیز جھکڑ چلائے فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ منحوس دنوں میں۔ ہوا کیوں چلائی لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ تاکہ ہم چکھائیں انھیں رسوائی کا عذاب فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی اور البتہ آخرت کا عذاب بہت رسوا کرنے والا ہے وَهُمْ

لَا يُنْصَرُوْنَ اوران کی مدد نہیں کی جائے گی۔ کئی سال بارشیں نہ ہوئیں پھر بادل کا ایک ٹکڑا ان کو نظر آیا تو بڑے خوش ہوئے۔ کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا [الاحقاف: ۲۴] ''یہ بادل ہے ہم پر بارش برسائے گا۔'' بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ ''نہیں بلکہ یہ وہ ہے کہ جس کو تم جلدی طلب کرتے تھے'' یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جس وقت بادل ان کے قریب آ گیا تو اس سے آواز آئی رِمَادًا رِمَادًا لَا تَذَرْ مِنْ عَادٍ اَحَدًا ''ان کو راکھ اور خاک کر دے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔'' یہ آواز کانوں سے سننے کے باوجود عبرت حاصل نہ کی، ضد نہ چھوڑی ، حق کو قبول نہیں کیا۔ ہوا نے ان کو پٹکا پٹکا کر مارا۔ کوئی یہاں گرا پڑا ہے کوئی وہاں گرا پڑا ہے۔ سورۃ الحاقہ پارہ ۲۹ میں ہے كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَة ''گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہیں۔'' وہ ہوا جو عالم اسباب میں جان دار چیزوں کے لیے نجات کا ذریعہ ہے اسی ہوا کو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بنا کر مسلط کر دیا۔

بعض لوگوں کا باطل استدلال اور اس کا جواب :

یہاں پر ایک اہم بات سمجھ لیں۔ بعض لوگوں نے فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ سے غلط استدلال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دنوں میں نحس بھی ہیں اور سعد بھی ہیں۔ دن منحوس بھی ہوتے ہیں اور اچھے بھی ہوتے ہیں کہ منحوس دنوں میں ان پر عذاب مسلط کیا۔ اسی وجہ سے بعض جاہل لوگ کہتے ہیں :

منگل بدھ نہ جاویں پہاڑ
جیتی بازی آویں ہار

منگل بدھ والے دن پہاڑ کا سفر نہ کرنا ورنہ شکست کھا کر آؤ گے۔ اور بعض علاقوں میں

شوال کے مہینے میں نکاح کو معیوب سمجھتے ہیں اور اس کو خالی مہینہ کہتے ہیں کہ یہ نکاح سے خالی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بعض عورتوں نے ذکر کیا کہ امی جان! لوگ کہتے ہیں کہ شوال کے مہینے میں نکاح ہو تو نباہ نہیں ہوتا۔ فرمایا لوگ غلط کہتے ہیں میرا نکاح بھی شوال کے مہینے میں ہوا ہے اور رخصتی بھی شوال کے مہینے میں ہوئی ہے۔ اس وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی برادری کے لڑکے لڑکیوں کے نکاح شوال کے مہینے میں کرتی تھیں۔ اور جیسے آج کل اپنے آپ کو سنی کہلانے والے لوگ محرم میں نکاح کرنے کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ شیعہ تو خیر رہے اپنی جگہ سنی کہلانے والوں کی بات کرتا ہوں۔ یہ لوگ شریعت کی حدود پھلانگنے والے ہیں۔

شرعی طور پر محرم میں نکاح کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ محرم میں نکاح اس لیے نہیں کرتے کہ دس محرم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور رجب میں بھی نکاح نہیں کرتے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ رجب میں شہید ہوئے تھے۔ شوال کے مہینے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اگر ضابطہ یہی ہوتا اور بارہ مہینوں میں اہل بیت کے بارہ آدمی شہید ہوتے تو پھر بارہ مہینوں پر تو ان کا قبضہ ہو جاتا تو نکاح کون سے مہینے میں کرتے۔ لہٰذا یہ نظریہ ہی غلط ہے۔ وہ منحوس دن کافروں کے لیے تھے۔ دنوں میں ذاتی نحوست نہیں ہوتی۔ آگے آرہا ہے وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا "اور ہم نے نجات دی ایمان والوں کو۔" انھی دنوں میں ہود اور ان کے ساتھیوں کو نجات ملی۔ اگر دنوں میں نحوست ہوتی تو یہ بھی نہ بچتے۔ پھر یہ عذاب قوم عاد پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن ہوتا رہا۔ چنانچہ سورۃ الحاقہ پارہ ۲۹ میں ہے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا "ہوا کو مسلط کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔" بدھ والے دن عذاب

شروع ہوا اگلے بدھ تک جاری رہا۔ تو اب سعد کس دن کو کہو گے نحس کس دن کو کہو گے۔ سارے دن ہی منحوس ہو گئے۔ لہٰذا دن ذاتی طور پر کوئی بھی منحوس نہیں ہے۔ یہ نحوست ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ان کے حق میں تھی اور یہ دن ان کے لیے منحوس تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تباہ ہوئے اور ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا کچھ بھی نہ بگڑا۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ اور بہ ہر حال ثمود قوم جو تھی پس ہم نے ان کو راستہ بتلایا ان کی راہنمائی کی۔ حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اللہ کے نبی نے ان کی زبان میں ان کی راہنمائی کی فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى پس انھوں نے پسند کیا اندھے پن کو۔ دلوں کے اندھے ہونے کو انھوں نے پسند کیا عَلَى الْهُدٰى ہدایت پر۔ ہدایت کے مقابلے میں انھوں نے گمراہی کو اختیار کیا ہدایت انھوں نے قبول نہ کی ضد پر اڑے رہے، منہ مانگا معجزہ بھی مل گیا جو چٹان انھوں نے خود متعین کی اسی سے اونٹنی نکلی لیکن پھر بھی نہیں مانے فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ۔ ھُون ھا کے ضمہ کے ساتھ ہو تو معنیٰ ہوتا ہے ذلت اور ھا کے فتحہ کے ساتھ ہو تو معنیٰ ہوتا ہے وقار کے ساتھ چلنا۔ یہاں ضمہ کے ساتھ ہے۔ تو معنیٰ ہوگا پس پکڑا ان کو ذلت والے عذاب کی کڑک نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک بڑی کڑک دار آواز نکالی جس سے زلزلہ آیا۔ ان کے متعلق صیحہ کا لفظ بھی آتا ہے اور رجفہ کا لفظ بھی آتا ہے۔ رب تعالیٰ نے ان کو سخت ذلیل عذاب کی کڑک میں کیوں پکڑا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بہ سبب اس کے جو وہ کماتے تھے۔ ان کے کفر، شرک اور برائی کا صلہ ان کو ملا وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور تھے وہ بچتے رب تعالیٰ کی نافرمانی سے۔ یہ تو دنیا کا عذاب تھا وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ اور جس دن چلائے جائیں

گے، اکٹھے کیے جائیں گے اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف۔ محشر والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت والی جگہ سے جنت بھی نظر آئے گی اور دوزخ بھی وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ [الشعراء:۹۰] ''اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ اور ظاہر کردیا جائے گا دوزخ کو گمراہوں کے لیے۔'' فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ پس وہ گروہ درگروہ کردیئے جائیں گے۔

اسی پارے میں تم پڑھ چکے ہو وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ''اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں جہنم کی طرف گروہ درگروہ۔'' یہودیوں کا علیحدہ گروہ، عیسائیوں کا علیحدہ گروہ، ہندوؤں کا علیحدہ گروہ، سکھوں کا علیحدہ گروہ بدھوؤں کا علیحدہ گروہ، اسی طرح مومنوں کے بھی علیحدہ علیحدہ گروہ ہوں گے۔ نفل نمازیں زیادہ پڑھنے والوں کا علیحدہ گروہ ہوگا۔ فرض نمازیں تو سب مومن پڑھتے ہیں۔ مجاہدین کا گروہ علیحدہ ہوگا۔ جنھوں نے کثرت کے ساتھ حج کیے ان کا گروہ علیحدہ ہوگا۔ کثرت سے نفلی روزے رکھنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا۔ جنھوں نے دین کی تبلیغ کثرت کے ساتھ کی ان کا گروہ علیحدہ ہوگا۔

تو اعداء اللہ گروہ درگروہ تقسیم ہوں گے حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے قریب پہنچیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی وہاں سے دوزخ نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بتلاؤ میرے بندو! میں نے تمھیں عقل دی، پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں پھر تم نے میری توحید کو تسلیم کیوں نہیں کیا؟ میرے پیغمبروں کو تسلیم کیوں نہیں کیا؟ تو یہ کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ''قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے نہیں تھے ہم شرک کرنے والے۔'' ہم نے شرک کیا ہی نہیں ہے۔ رب تعالیٰ

فرمائیں گے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ ''دیکھو کیسا جھوٹ بولا انھوں نے اپنی جانوں پر وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُوْنَ [انعام:۲۴] ''اور گم ہوگئیں ان سے وہ باتیں جو وہ کرتے تھے۔'' مشرک اتنا بے حیا اور ڈھیٹ ہوتا ہے رب تعالیٰ کی سچی عدالت میں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہریں لگادیں گے۔

سورۃ یٰسین میں ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ ''آج ہم مہریں لگادیں گے ان کے مونہوں پر۔'' پھر کیا ہوگا؟ شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ گواہی دیں گے ان کے خلاف ان کے کان اور ان کی آنکھیں وَجُلُوْدُهُمْ ان کے چمڑے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس چیز کی وہ خبردیں گے جو وہ کرتے رہے۔ جس طرح اب میں زبان سے بول رہا ہے اور تم میرے الفاظ سن رہے ہو اس طرح کان، آنکھیں، چمڑے، ہاتھ پاؤں بولیں گے، کہنیاں اور گھٹنے بولیں گے کہ واقعی انہوں نے شرک کیا ہے وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ اور وہ مجرم اپنے چمڑوں سے کہیں گے لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا کیوں گواہی دیتے ہو تم ہمارے خلاف قَالُوْٓا وہ اعضاء کہیں گے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ بلوایا ہے ہم کو اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے۔ ہمارا کیا بس ہے ہم تو رب تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور اسی نے تمھیں پیدا کیا پہلی مرتبہ اور جس جس کو کام میں لگایا، کان سننے کے لیے، آنکھیں دیکھنے کے لیے، ہاتھ پکڑنے کے لیے، زبان بولنے کے لیے، پاؤں چلنے کے لیے، اسی رب نے یہ تصرف فرمایا ہے اور ہر ایک سے بلوا رہا ہے وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی رب کی طرف آج تم لوٹائے گئے ہو۔ یہ سارا نقشہ قیامت والے دن سامنے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور

ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے لے جائے اور آخرت کی شرمندگی سے محفوظ فرمائے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۱۷ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

وَمَا كُنْتُمْ اور نہیں تھے تم تَسْتَتِرُوْنَ چھپ سکتے اَنْ اس بات سے يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ کہ گواہی دیں تمہارے خلاف سَمْعُكُمْ تمہارے کان وَلَآ اَبْصَارُكُمْ اور نہ اس سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف تمہاری آنکھیں وَلَا جُلُوْدُكُمْ اور نہ اس سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف تمہارے چمڑے وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اور لیکن تم نے خیال کیا کہ اَنَّ اللّٰهَ

بے شک اللہ تعالیٰ لَا یَعْلَمُ نہیں جانتا كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ بہت ساری وہ چیزیں جو تم کرتے ہو وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ اور یہ تمہارا خیال ہے الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ وہ خیال جو تم نے کیا بِرَبِّكُمْ اپنے رب کے بارے میں اَرْدٰىكُمْ اس خیال نے تمھیں ہلاک کر دیا فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ پس ہو گئے تم نقصان اٹھانے والوں میں سے فَاِنْ یَّصْبِرُوْا پس اگر وہ صبر کریں فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ پس دوزخ کی آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے وَ اِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا اور اگر وہ معافی مانگیں فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ پس نہیں ہوں گے وہ کہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے وَ قَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ اور ہم نے مسلط کر دیئے ہیں ان کے لیے ساتھی فَزَیَّنُوْا لَهُمْ پس انھوں نے مزین کیا ان کے لیے مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ جو کچھ ان کے آگے ہے وَ مَا خَلْفَهُمْ اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ اور لازم ہو چکی ان پر بات فِیْۤ اُمَمٍ ان امتوں میں قَدْ خَلَتْ تحقیق جو گزر چکی ہیں مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ جنات میں سے اور انسانوں میں سے اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ بے شک وہ نقصان اٹھانے والے تھے وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ نہ سنو تم اس قرآن کو وَ الْغَوْا فِیْهِ اور اس میں شور مچاؤ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب آ جاؤ فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان

لوگوں کو جو کافر ہیں عَذَابًا شَدِيْدًا سخت عذاب وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے اَسْوَاَ الَّذِيْ بہت برا بدلہ ہے اس چیز کا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جو وہ کرتے ہیں ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ یہ ہے سزا اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی النَّارُ دوزخ کی آگ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ان کے لیے دوزخ میں ہمیشگی کا گھر ہے جَزَآءً بدلہ ہوگا بِمَا كَانُوْا اس چیز کا کہ تھے بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ہماری آیتوں کا وہ انکار کرتے تھے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق میں یہ بات بیان ہوئی تھی کہ قیامت والے دن انسان کے اپنے اعضاء جب اس کے خلاف گواہی دیں گے تو یہ کہیں گے تم ہمارے چمڑے (جسم کا حصہ) ہو کر ہمارے خلاف کیوں گواہی دیتے ہو؟ تو وہ کہیں گے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ''بلوایا ہے ہم کو اسی اللہ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے۔'' اور انسان کے اعضاء یہ بھی کہیں گے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اور نہیں تھے تم چھپ سکتے اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ اس بات سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف سَمْعُكُمْ تمہارے کان وَلَآ اَبْصَارُكُمْ اور نہ اس بات سے کہ تمہاری آنکھیں گواہی دیں وَلَا جُلُوْدُكُمْ اور نہ اس بات سے کہ تمہارے چمڑے گواہی دیں۔ یہ تو انسان کے بس میں نہیں ہے کہ گناہ کرتے وقت اعضاء کو اتار کر پھینک دے۔ کان اتار دے، آنکھیں نکال دے، ہاتھ پاؤں الگ کر دے، چمڑا اتار دے پھر گناہ کرے کہ یہ گواہ نہ بن سکیں۔ یہ تو انسان کے بس میں نہیں ہے۔ تو یہ اعضاء کہیں گے کہ تم چھپ نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے

کان گواہی دیں اور نہ آنکھیں گواہی دیں اور نہ چمڑے گواہی دیں وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اور لیکن تم نے خیال کیا کہ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں جانتا تمہارے بہت سارے وہ کام جو تم کرتے ہو۔ تم گناہ کے کام لوگوں سے چھپ کر کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ سے ذرا شرم نہیں کھاتے تھے حالانکہ اس سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے مگر تم سمجھ رہے تھے کہ یہ برائیاں اللہ تعالیٰ سے بھی پوشیدہ ہیں اور ان کو کوئی نہیں دیکھتا اور نہ کوئی جانتا ہے۔

اگر بندہ یہ سمجھے کہ میرا یہ عمل رب دیکھ رہا ہے تو پھر گناہ کی نوبت ہی نہ آئے۔ ایسا اندھا اور بہرا ہو کر کرتا ہے کہ شاید اس کے رب کو علم نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ تم نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نہیں جانتا تمہارے بہت سے اعمال کو وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اور یہ تمہارا خیال ہے جو خیال تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا اَرْدٰکُمْ اس خیال نے تمہیں ہلاک کر دیا برے عمل کرتے وقت تم نے یہ خیال کیا کہ تمہارے رب کو تمہارے اعمال کا علم نہیں ہے اور وہ تم سے پوچھے گا نہیں۔ اس خیال نے تمہیں تباہ کر دیا فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ پس ہو گئے تم نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ پس اگر یہ صبر کریں پس دوزخ کے عذاب پر، تو دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔ صبر کرنا پڑے گا وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا اور اگر معافی مانگیں گے فَمَا ھُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ پس نہیں ہوں گے وہ کہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے۔ عتبیٰ بروزن بشریٰ یہ مصدر ہے عتبیٰ کا معنٰی ہے الرجوع اِلٰی مَا یَرْضَی اللّٰہُ "اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا۔" تو لغوی معنٰی میں مطلب یہ بنے گا اگر وہ رب کو راضی کرنا چاہیں گے تو نہیں ہوں گے وہ ان میں سے جنھیں رب

تعالیٰ کوراضی کرنے کی اجازت ملے گی۔اب محاورے کے طور پر معنٰی ہوگا کہ اگر وہ توبہ کرنا چاہیں گے تو ان کی معافی قبول نہیں کی جائے گی۔بعض جرم ایسے ہوتے ہیں کہ مجرم معافی مانگ لے اور آئندہ کے لیے اطمینان دلادے تو اس کو معاف کردیا جاتا ہے لیکن چونکہ کافروں اور مشرکوں پر جنت حرام ہے اور ان کا ہمیشہ کے لیے ٹھکانا دوزخ ہے لہٰذا ان کو معافی مانگنے کا موقع نہیں دیا جائے گا وَقَيَّضْنَا لَهُمْ اور ہم نے مسلط کردیئے ان کے لیے قُرَنَاءَ ساتھی۔ قرین کی جمع ہے۔ان کے ساتھ ہم نے ساتھی جوڑ دیئے ہیں فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ پس ان ساتھیوں نے ان کے لیے مزین کیا ان گناہوں کو جوان کے آگے ہیں وَمَا خَلْفَهُمْ اور ان گناہوں کو جوان کے پیچھے ہیں۔بُرے ساتھی انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور جنات میں سے بھی۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب انسان کو اچھا خیال آئے تو یہ فرشتے کے اثر کی وجہ سے ہوتا ہے جو دل کے ایک کونے میں ہے۔تو اس پر الحمد للہ کہے کہ یہ فرشتے کا اِلقاء ہے۔اور اگر دل میں بُرا خیال پیدا ہو تو یہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے۔اس وقت بائیں طرف تھوک دو اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو اور اس وسوسے کو دل سے نکالنے کی کوشش کرو۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِىْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ ”شیطان انسان کے جسم میں وہاں تک اثر کرتا ہے جہاں تک خون گردش کرتا ہے۔“ اور خون ناخنوں کے نیچے تک چلتا ہے تو اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ شیطان کا انسان کے بدن میں دخل ہے۔تو وہ ساتھی انسان بھی ہوسکتے ہیں اور جنات بھی۔انسان نظر آتے ہیں اور جنات نظر نہیں آتے۔بُرے ساتھی اچھے سے اچھے انسان کو بھی بگاڑ دیتے ہیں۔

بُرے ساتھی :

تفسیروں میں آتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے ساتھی بُرے تھے اس کے باپ نوح علیہ السلام نے سمجھایا کہ بیٹے! ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔ نرمی کے ساتھ بھی سمجھایا اور گرمی کے ساتھ بھی سمجھایا مگر بدقسمت پر نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ نصیحت کو قبول نہیں کرتا بلکہ نصیحت اس کو گولی کی طرح لگتی ہے۔ تو بُرے ساتھیوں نے اس کا بیڑا غرق کر دیا۔

اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ تمھیں کسی آدمی کے بارے میں یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ بُرا ہے یا اچھا ہے، نیک ہے یا بد ہے بلکہ اس کی سوسائٹی اور جماعت کو دیکھو کیسی ہے اور وہ کس قسم کے لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے فَإِنَّ الْمَرْءَ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ "بے شک آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔" جو اس کے ساتھیوں کے خیالات ہوں گے اس کے بھی وہی ہوں گے اور فطری طور پر نیکی کا اثر دیر سے ہوتا ہے اور برائی کا اثر جلدی ہوتا ہے اس لیے کہ نفس امارہ برائی کو چاہتا ہے۔ سیانے لوگوں نے کہا ہے کہ بُرائی کی رفتار گھوڑے کی ہے اور نیکی کی رفتار چیونٹی کی ہے۔ تو اچھی مجلسوں میں بیٹھنے والے پر نیکی کا اثر دیر سے ہوتا ہے اور بُری مجلسوں میں بیٹھنے والے پر برائی کا اثر فوراً ہوتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان پر مسلط کیے ہیں ساتھی جو مزین کرتے ہیں ان کے لیے ان گناہوں کو جو آگے ہیں اور جو پیچھے ہیں۔ وہ سارے گناہوں کو اچھی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ ڈاکے میں تھوڑے سے وقت میں بڑی رقم مل جائے گی مزے کرو گے، چوری میں تھوڑا سا وقت لگے گا پھر ہمیشہ عیش کرو گے۔ وہ سب کے سب گناہ مزین کر کے پیش کرتے ہیں وَحَقَّ عَلَیْہِمُ الْقَوْلُ اور لازم ہو چکی ان کافروں پر بات فِیْٓ

اُمَمٍ ان امتوں کی طرح قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ جو گزر چکی ہیں ان سے پہلے مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے۔ آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے زمین پر جنات کی حکمرانی تھی اس کے بعد آدم علیہ السلام تشریف لائے تو خلافت ارضی آدم علیہ السلام کے سپرد کی گئی۔ تو فرمایا کہ جو امتیں ان سے پہلے گزر چکی ہیں جنوں اور انسانوں میں سے جو فیصلہ ان کے بارے میں تھا ان کے بارے میں بھی وہی فیصلہ ہے۔ وہ فیصلہ یہ ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ بے شک وہ نقصان اٹھانے والے تھے یہ بھی نقصان اٹھائیں گے۔ جنوں اور انسانوں میں سے جو بھی رب تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا خسارے میں رہے گا۔

کافروں کی حق کے خلاف سازش اور طریقہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جگہ چند آدمیوں کو اکٹھے دیکھتے تو وہاں پہنچ کر ان کو تبلیغ شروع کر دیتے گرمی ہو یا سردی ہو، آندھی ہو یا طوفان، رات ہو یا دن۔ ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا مشن پہنچاتے۔ بڑی نرمی کے ساتھ ان کو قرآن سناتے اور سمجھاتے (کفار بھی وہاں پہنچ جاتے اور آوازے کستے)۔ چونکہ ان لوگوں کی مادری زبان عربی تھی مطلب خود بہ خود سمجھ جاتے۔ کچھ لوگوں پر اثر ہوتا وہ آپس میں باتیں کرتے کہ کہتا تو ٹھیک ہے باتیں تو صحیح کرتا ہے۔ مگر جب دھڑے کی طرف دیکھتے، باپ دادے کے عقیدے کی طرف دیکھتے تو قبول کرنے کی جرأت نہ کرتے۔

جب رؤسائے قریش وکفار نے دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مجلس میں پہنچ جاتے ہیں اور قرآن سناتے ہیں اور قرآن کا اثر لوگوں پر ہوتا ہے تو پھر انھوں نے یہ مہم شروع کی وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ

نہ سنو تم اس قرآن کو وَالْغَوْا فِيْهِ اور شور مچاؤ اس میں لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب آجاؤ۔ یہ مہم انھوں نے گلیوں میں بازاروں میں، محلوں میں شروع کی کہ قرآن نہیں سننا اور جب یہ قرآن سنائے تو شور مچاؤ کہ کسی کو سمجھ ہی نہ آئے۔ اس پر وہ عرصۂ دراز تک عمل کرتے رہے کہ جہاں بھی آنحضرت ﷺ قرآن سنانے کے لیے تشریف لے جاتے تو شور مچانے کے لیے یہ بھی وہاں پہنچ جاتے اور اس کے لیے انھوں نے معقول طریقے پر بندوبست کیا ہوا تھا۔ ایک گروپ تھا جس کی ڈیوٹی تھی کہ جہاں یہ جائے تم وہاں پہنچ کر شور مچاؤ اور جو بڑے تھے ان کا طریقہ مختلف تھا۔ بڑے اجتماعات میں وہ خود پہنچتے تھے مثلاً حج کے دنوں میں لوگ جمع ہوتے تھے اور دور دراز سے آتے تھے۔

مستدرک حاکم اور مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی تبلیغ کے لیے پہنچ جاتے۔ تو انہوں نے باریاں مقرر کی ہوتی تھیں کہ مزدلفہ کے مقام پر ابوجہل تردید کرے گا، منٰی کے مقام پر ابولہب اور عرفات کے میدان میں فلاں تردید کرے گا کہ ان مقامات پر لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ اور طریقۂ واردات ان لوگوں کا یہ تھا کہ جب آنحضرت ﷺ بیان شروع فرماتے تو یہ بھی جا کر بیٹھ جاتے اور دوسرے لوگوں کی طرح سنتے رہتے تھے درمیان میں نہیں بولتے تھے۔

جب بیان ختم ہوتا تو مثلاً ابوجہل کھڑا ہو جاتا اور کہتا ايها الناس اے لوگو میری بات سنو! میرا نام عمرو بن ہشام ہے (اور ابوالحکم میرا عہدہ اور منصب ہے) ابوالحکم کا معنٰی ہے چیئرمین۔ ابوجہل تو اس کو مسلمان کہتے تھے وہ لوگ تو اس کو ابوالحکم کہتے تھے۔ یہ اس کی کنیت تھی۔ میں عمرو بن ہشام ابوالحکم ہوں۔ یہ شخص میرا بھتیجا ہے صَابِئٌ كَاذِبٌ ''یہ صابی ہے اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے اور جھوٹا ہے۔'' اس کے پھندے میں نہ

آنا۔ ابولہب آپ ﷺ کا سگا چچا تھا۔ جب اس کی باری ہوتی تو آپ ﷺ کی تقریر کے ختم ہونے پر کھڑا ہو جاتا اور کہتا اَیُّھَا النَّاس اے لوگو میری بات سنو! میرا نام عبدالعزّٰی اور میرے والد کا نام عبدالمطلب تھا۔ عبدالمطلب مشہور شخصیت تھی ان کو مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب جانتے تھے۔ ابولہب کہتا اس شخص نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کے پھندے میں نہ آنا یہ صابی اور کاذب ہے۔ اس وقت اہل حق کو صابی کہتے تھے جس طرح آج کل وہابی کہتے ہیں۔

ایک موقع پر ابوجہل نے ریت کی مٹھی بھر کر آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر پھینکی وہ گویا کہ لوگوں کو سبق دے رہا تھا کہ تم بھی اس پر ریت اور پتھر پھینکو۔ تو ان لوگوں نے آپ ﷺ کی حوصلہ شکنی کے لیے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافروں نے کہا کہ نہ سنو اس قرآن کو اور شور مچاؤ تا کہ تم غالب آجاؤ۔

فرمایا فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس ہم ضرور چکھائیں گے ان لوگوں کو جو کافر ہیں عَذَابًا شَدِيْدًا بڑا سخت عذاب۔ لگا لیں یہ جتنا زور لگا سکتے ہیں۔ دیکھو! ہم ان کا کیا حشر کرتے ہیں وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے بہت برا بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے ہیں۔ وہ دوزخ کی آگ ہے جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا النَّارُ آگ کی شکل میں لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ان کے لیے دوزخ میں ہمیشگی کا گھر ہے۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ بدلہ ہوگا اس چیز کا کہ یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

صرف انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ کھلا مقابلہ کرتے تھے۔ اس کا بدلہ ان کو ضرور مل

کرر ہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں ہے۔ یہ جو چاہیں کرتے پھریں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿٣١﴾ ط نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿٣٢﴾ ع وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہیں گے وہ لوگ كَفَرُوْا جنھوں نے کفر کیا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَرِنَا الَّذَيْنِ دکھا دے ہمیں وہ دو اَضَلّٰنَا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنات میں سے اور انسانوں میں نَجْعَلْهُمَا ہم ان کو کچل دیں تَحْتَ اَقْدَامِنَا اپنے پاؤں کے نیچے لِيَكُوْنَا تاکہ ہو جائیں وہ مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ پست لوگوں میں سے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا رَبُّنَا اللّٰهُ پروردگار ہمارا اللہ

ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر وہ ڈٹ گئے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ اترتے ہیں ان پر الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے (اور کہتے ہیں) اَلَّا تَخَافُوْا یہ کہ تم خوف نہ کرو وَلَا تَحْزَنُوْا اور نہ غم کھاؤ وَاَبْشِرُوْا اور خوش ہو جاؤ بِالْجَنَّةِ جنت پر الَّتِيْ وہ جنت كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ ہم تمہارے ساتھی ہیں فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَ فِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں وَلَكُمْ فِيْهَا اور تمہارے لیے اس جنت میں ہو گا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ جو تمہارے جی چاہیں گے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ اور تمہارے لیے ہو گا اس جنت میں جو تم طلب کرو گے نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ مہمانی ہو گی بخشنے والے مہربان کی طرف سے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا اور کون زیادہ اچھا ہے بات کے لحاظ سے مِّمَّنْ اس شخص سے دَعَآ اِلَى اللّٰهِ جو بلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرتا ہے اچھا وَّقَالَ اور کہتا ہے اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ اور نہیں ہے برابر نیکی وَلَا السَّيِّئَةُ اور نہ برائی اِدْفَعْ بِالَّتِيْ اور ٹال دیں آپ ایسے طریقے کے ساتھ هِيَ اَحْسَنُ جو اچھا ہو فَاِذَا الَّذِيْ پس اچانک وہ شخص بَيْنَكَ تیرے درمیان وَ بَيْنَهٗ اور اس کے درمیان عَدَاوَةٌ عداوت ہے كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ گویا کہ وہ دوست ہو گا مخلص وَمَا يُلَقّٰهَآ اور نہیں دی جاتی یہ خصلت اِلَّا الَّذِيْنَ

مگران لوگوں کو صَبَرُوْا جنھوں نے صبر کیا وَمَا يُلَقّٰهَآ اور نہیں دی جاتی یہ خصلت اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ مگراس کو جو بڑے نصیبے والا ہو۔

رابط آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ یہ ہے بدلہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا آگ۔ کافروں کو جب دوزخ میں تکلیف ہوگی تو کہیں گے۔ کیا کہیں گے؟ فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہیں گے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَرِنَا الَّذَيْنِ دکھادے ہمیں وہ دو اَضَلّٰنَا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ وہ دو کون ہیں؟ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے۔ کیوں دکھا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا ہم ان کو کچل دیں اپنے پاؤں کے نیچے۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جس طرح انسان انسان کو گمراہ کرتا ہے اسی طرح جن یعنی شیطان بھی انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ تو مطلب ہوگا کہ جن انسانوں اور جنوں نے، شیطانوں نے ہمیں بہکایا اور گمراہ کیا وہ ہمیں دکھا۔ ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ جن سے مراد ابلیس ہے اور انس سے مراد آدم علیہ السلام کا نافرمان بیٹا قابیل مراد ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر کے سب سے پہلے برائی دنیا میں پھیلائی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ دنیا میں جتنے ناحق قتل ہوتے ہیں وہ سب قابیل کی گردن پر ہیں لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ ''اس لیے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کی بنیاد رکھی۔'' تو جن سے مراد ابلیس اور انس سے مراد قابیل۔ اے پروردگار! ہمیں یہ دونوں دکھا کہ ہم ان کو اپنے قدموں کے نیچے کچل دیں کہ انھوں نے

ہمارا بیڑا غرق کیا ہے لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ تاکہ ہوجائیں وہ پست لوگوں میں سے۔ ذلیل ہو جائیں۔ مگر ان باتوں کا کیا فائدہ ہوگا؟ ابلیس بھی دوزخ میں ہوگا گمراہ کرنے والے انسان بھی دوزخ میں ہوں گے اور اس طعنہ بازی سے عذاب سے چھٹکارا تو حاصل نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل دی تھی، پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں۔ ہر زمانے میں حق کی آواز کانوں تک پہنچانے والے بھیجے، اتنے اسباب کے ہوتے ہوئے تم ابلیس اور قابیل کے نقش قدم پر کیوں چلے، کیوں شیطان کے چیلے بنے۔ ان پر غصے کی وجہ سے عذاب نہیں ٹلے گا۔ یہ کافروں کا حشر ہے۔ اب مومنوں کا حال بھی سن لو۔

فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے۔ رب کا معنیٰ ہے پالنے والا۔ خوراک، پانی، ہوا کی ضرورت پوری کرنے والا، لباس دینے والا۔ تربیت کے جتنے کام ہیں وہ سارے رب تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اگر کوئی رب کا مفہوم سمجھ لے تو کبھی شرک نہیں کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

تو فرمایا کہ جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر ڈٹ گئے اس پر کہ اور کسی کو رب نہیں مانا۔ رب تعالیٰ کی توحید سے پھرے نہیں۔ تو پھر یہ ہوتا ہے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اترتے ہیں ان مومنوں پر فرشتے موت کے وقت عزرائیل علیہ السلام اور اس کے ساتھی۔ پھر سلام کے بعد کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوْا یہ کہ تم خوف نہ کرو وَلَا تَحْزَنُوْا اور غم نہ کرنا۔ دنیا کی جدائی کا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اور خوش ہو جاؤ اس جنت پر جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ پھر مرنے والے کے سامنے جنت کے باغات، محلات، کوٹھیاں، پیش کی جاتی ہیں تاکہ اس کو دنیا کی جدائی کا صدمہ نہ ہو، پریشانی نہ ہو۔ اور فرشتے یہ بھی کہتے ہیں خوف نہ کھا، غم نہ کر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ

ہے اور ہم فرشتے نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ہم تمہارے ساتھی اور دوست ہیں دنیا کی زندگی میں۔ تمھیں خوش خبریاں دیں، بشارتیں سنائیں وَفِی الۡاٰخِرَۃِ اور آخرت میں بھی ہم تمھارے ساتھی ہیں۔

ایمان والوں کے لیے خوش خبریاں :

احادیث میں آتا ہے کہ مومن کے لیے فرشتے جنت سے کفن اور خوشبوئیں لے کر آتے ہیں اور اس کفن میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ پھر عقیدت کی وجہ سے ہر ایک فرشتہ یہ چاہتا ہے کہ میں اس کو اٹھا کر لے جاؤں۔ پھر جس دروازے سے فرشتوں کو لے جانے کا حکم ہوتا ہے اس دروازے سے لے جاتے ہیں۔ اس سے ملحق دروازے والے فرشتے کہتے ہیں کہ اس کو اس دروازے سے لے جاؤ۔ نیک روح کا اتنا اعزاز اور اتنی تعظیم ہوتی ہے۔ فرشتے اس کو علیین میں پہنچا دیتے ہیں اور علیین میں ہونے کے باوجود قبر میں اپنے جسم کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہوتا ہے اس کے باقی رشتہ دار، دوست احباب اگر نیک تھے ان کی روحیں بھی وہیں ہوتی ہیں۔ یوں وہ ایک دوسرے سے حال احوال پوچھتے ہیں۔

اگر کوئی بُرا مرا ہے تو اس کے متعلق پوچھتا ہے وہ تمہارے پاس نہیں آیا۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ بد بخت ہمارے پاس تو نہیں آیا سجین میں ہوگا جو بد بختوں کی ارواح کا مقر ہے۔ روح وہاں ایک دوسرے کو ایسے پہچانتی ہیں جیسے اس وقت ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ۔تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تیرے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی وَلَکُمۡ فِیۡھَا اور تمہارے لیے اس جنت میں ہوگا مَاتَشۡتَھِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میں اڑ کر فلاں جگہ پہنچ جاؤں پرندے کی طرح اڑتا ہوا فضا میں نظر آئے گا۔ اگر خیال کرے گا کہ فلاں بٹیر اور تیتر میری خوراک بنے تو اسی وقت وہ

بھنا ہوا پلیٹ میں سامنے ہوگا۔ جس پھل کے بارے میں خواہش کرے گا اس کی شاخ خود بہ خود جھک کے سامنے آجائے گی۔ درخت پر چڑھ کر پھل اتارنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی جو چاہو گے ملے گا وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ اور تمہارے لیے ہوگا اس جنت میں جو تم طلب کرو گے۔ جو مانگو گے رب تعالیٰ تمھیں دے گا نُزُلًا مہمانی ہوگی مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ رب تعالیٰ کی مہمانی، رب تعالیٰ کی عظمت اور شان کے مطابق ہوگی۔ جیسے آج کوئی میرا معزز مہمان آجائے تو میں اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اس کی خدمت کرتا ہوں۔ غریب آدمی کا مہمان ہو تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خدمت کرتا ہے۔ یہ مہمانی رب غفور ورحیم کی طرف سے ہوگی۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ کافروں نے کہا. لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ نہ سنو تم اس قرآن کو اور شور مچاؤ اس میں تا کہ تم غالب آجاؤ۔ نہ کوئی قرآن سنے، نہ سمجھے، نہ ایمان لائے۔ ادھر انسان کا مزاج ہے کہ اخلاص کے ساتھ بات کرتا ہے کوئی لالچ، طمع اور دنیاوی مفاد نہیں ہے۔ مفت میں دوسروں کے فائدے کی بات کرتا ہے اور وہ سننے پر آمادہ نہ ہو الٹا شور مچائے تو دکھ ہوتا ہے اور انسان ہمت ہار جاتا ہے۔ انسان کا دل نہیں چاہتا کہ میں اس کو بات سناؤں لیکن اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہمت نہیں ہارتے، نہ تبلیغ چھوڑتے ہیں کوئی مانے گا تو اس کی قسمت اچھی ہوگی نہیں مانے گا تو پیغمبروں کو دعوت کا اجر و ثواب ملے گا۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایسے پیغمبر بھی دنیا میں تشریف لائے کہ جنھوں نے ساری زندگی تبلیغ کی ایک آدمی بھی ایمان نہیں لایا وَيَجِيءُ نَبِيٌّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ تو کیا ان کی تبلیغ ضائع ہوگئی ہرگز نہیں! ان کو اجر ملے گا، ثواب ملے گا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا اور کون زیادہ اچھا ہے بات کے لحاظ سے مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ اس شخص سے جو دعوت دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور صرف دعوت ہی نہیں وَعَمِلَ صَالِحًا اور خود بھی نیک عمل کرتا ہے۔ جو خود عامل ہوتا ہے ایسے داعی کی بات مؤثر ہوتی ہے۔ اور اگر اس کا اپنا عمل اور کردار دعوت کے مطابق نہیں ہے، اس کی شکل وصورت سنت کے مطابق نہیں ہے اور لوگوں کو دعوت دیتا ہے آؤ نورانی سنتوں کی طرف تو دیکھنے والے کہیں گے یہ کیا کہتا ہے اور اس کی اپنی شکل کیا ہے؟ خود اس کا اپنا عمل کیا ہے؟ جن لوگوں کا قول وفعل ایک ہوتا تھا ان کی شکل دیکھ کر لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ لوگ ان کے عمل اور کردار کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے زبانی دعوت دینے کی کم ضرورت پیش آتی تھی۔

حدیث پاک میں آتا ہے خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم "اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہی رب یاد آ جائے۔" وہ اللہ کے بندے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتے ہیں۔ ان کو دیکھنے والے کو بھی شوق پیدا ہوتا ہے کہ میں بھی رب تعالیٰ کو یاد کروں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس شخص سے زیادہ اچھا آدمی کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے اور خود بھی اچھا عمل کرتا ہے۔ اور دعوت کس بات کی وَّقَالَ اور وہ کہتا ہے اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اسلام قبول کرنے والا ہوں۔ ساتھیو! اس وقت کفر کی طرف دعوت دینے والے بڑے منظم طریقے سے ہر ملک میں کام کر رہے ہیں۔

ایک غیر مسلم کے قبول اسلام کا واقعہ :

چھ سات سال پہلے کی بات ہے کہ یہاں ایک جماعت آئی ۔ ان میں ایک آسٹریلیا کا آدمی تھا شام کی نماز میں نے پڑھائی تو ساتھیوں نے کہا کہ اس کا اعلان کریں اس نے کچھ بیان کرنا ہے۔ اس کی زبان تو انگریزی تھی ترجمان کے ذریعے اس نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ سنایا۔ تعلیم یافتہ آدمی تھا اپنی حکومت کی طرف سے کئی ممالک میں مختلف عہدوں پر رہ چکا تھا۔ چودہ پندرہ ملکوں کے اس نے نام بتلائے ۔ بہر حال اس نے بتلایا کہ مجھے ہندوؤں نے بھی اپنے مذہب کی دعوت دی، سکھوں نے بھی دعوت دی، بدھ مت والے بھی میرے پاس پہنچے اور بھی کئی لوگ میرے پاس آئے لیکن مسلمانوں میں سے میرے پاس اسلام کی دعوت لے کر کوئی نہ آیا۔ میں سوچتا تھا کہ دنیا میں مسلمان بھی رہتے ہیں اسلام بھی ایک مذہب ہے باقی سب لوگ میرے پاس اپنے اپنے مذہب کی دعوت کے لیے آتے ہیں لیکن مسلمان نہیں آئے ۔ کئی سالوں کے بعد میرے پاس چند آدمی آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے آئے ہیں ۔ انھوں نے مجھے بڑے اچھے پیرائے میں حق کی بات بتلائی ، اسلام کے سچا مذہب ہونے پر دلائل دیئے ، میں پہلے ہی اسلام کی دعوت کا متمنی تھا میں پہلی مجلس ہی میں مسلمان ہو گیا لیکن میری بیوی ابھی تک کافر ہے ، عیسائی ہے ۔ ماں باپ ، بہن بھائی بھی کافر ہیں ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

اس سے اندازہ لگاؤ کہ کافر قومیں کتنی تبلیغ کرتی ہیں اپنے غلط مذہب کی ۔ الحمد للہ! یہ فرض کفایہ اس وقت تبلیغی جماعت نے احسن طریقہ سے ادا کیا ہے تمام ملکوں میں پہنچے ہیں ۔ یہ دعوت الی اللہ کا کام بہت بلند کام ہے ۔ اپنے گلی محلوں میں بھی کرو ، اپنے دوستوں ،

کو بھی کہو کہ اس کام کے لیے وقت دیں۔ تو فرمایا کہ اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے اور عمل بھی اچھا کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ اور نہیں ہے برابر نیکی وَلَا السَّيِّئَةُ اور نہ برائی یعنی نیکی اور برائی برابر نہیں ہیں اِدْفَعْ ٹال دے بِالَّتِيْ ایسے طریقے سے یعنی هِيَ اَحْسَنُ جو اچھا ہو۔ برائی کو اچھے طریقے سے ٹال دو لڑنے والے کے ساتھ صلح رکھو۔ گالیوں کا جواب نہ دو، سختی کرنے والے کے ساتھ نرمی کرو فَاِذَا پس جب تم احسن طریقے کے ساتھ ٹالو گے تو الَّذِيْ وہ شخص بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ گویا کہ وہ مخلص دوست ہوگا۔ اگر وہ انسان ہے تو وہ ضرور سوچے گا کہ میں اس کو گالیاں دیتا ہوں اور مجھے کچھ نہیں کہتا۔ میں اس کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہوں اور وہ اچھائی کے ساتھ۔ انسان ہے تو وہ ضرور دوست بن جائے گا وَمَا يُلَقّٰهَآ اور نہیں دی جاتی یہ اچھی خصلت۔ برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالنے والی اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں۔ ہر آدمی صبر اور حوصلے سے کام نہیں لیتا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اور نہیں دی جاتی یہ خصلت مگر اس کو جو بڑے نصیبے والا ہو۔ جس کا بخت اچھا ہو، کردار اچھا ہو اس کو یہ خصلت ملتی ہے برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالنے والی۔ یہ ہمارے لیے عملی سبق ہے۔ رب تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
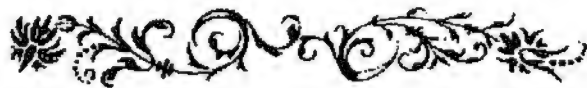
وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾
وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا
لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ
كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ
رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ﴿٣٨﴾
وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا
الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْۤ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا
لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٤٠﴾

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ اور اگر چوک لگے آپ کو مِنَ الشَّيْطٰنِ شیطان کی طرف سے نَزْغٌ چوکا فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پس آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیں اِنَّهٗ بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وہی ہے سننے والا جاننے والا وَ مِنْ اٰيٰتِهِ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے الَّيْلُ رات وَ النَّهَارُ اور دن وَ الشَّمْسُ اور سورج وَ الْقَمَرُ اور چاند لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ نہ سجدہ کرو سورج کو وَ لَا لِلْقَمَرِ اور نہ چاند کو وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو الَّذِيْ وہ اللہ تعالیٰ خَلَقَهُنَّ جس نے ان کو پیدا کیا

ہے اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر ہو تم خالص اسی کی عبادت کرتے فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا پس اگر یہ لوگ تکبر کریں فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ پس وہ جو آپ کے رب کے پاس ہیں يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اس کی بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات کو اور دن کو وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ اور وہ تھکتے نہیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنَّكَ بے شک آپ تَرَى الْاَرْضَ دیکھتے ہیں زمین کو خَاشِعَةً دبی ہوئی فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ پس جس وقت ہم اتارتے ہیں اس پر پانی اهْتَزَّتْ حرکت کرتی ہے وَرَبَتْ اور پھولتی ہے اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا بے شک وہ ذات جس نے اس کو زندہ کیا ہے لَمُحْيِ الْمَوْتٰى - البتہ زندہ کرے گا مردوں کو اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يُلْحِدُوْنَ جو ٹیڑھے چلتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کے بارے میں لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا وہ مخفی نہیں ہیں ہم پر اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ کیا پس وہ شخص جو ڈالا گیا آگ میں خَيْرٌ بہتر ہے اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا یا وہ شخص جو آئے گا امن کی حالت میں يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ عمل کرو تم جو چاہو اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بے شک وہ جو تم عمل کرتے ہو دیکھتا ہے۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے یہ بات پڑھی ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ''اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جس نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور خود بھی اچھا عمل کیا اور کہا کہ میں فرمانبردار ہوں۔'' دعوت الی اللہ کے سلسلے میں بڑی تکلیفیں آتی ہیں۔ مشرک قوم کو دعوت دینے والے پہلے پیغمبر نوح علیہ السلام ہیں۔ ان کو جو تکالیف پہنچائی گئیں آدمی پڑھ کر حیران ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام قوم کو دعوت دینے کے لیے کسی مجلس میں داخل ہوتے تو وہ لوگ ان کو دیوانہ اور پاگل کہہ کر دھکے دے کر نکال دیتے تھے مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ [سورۃ القمر] کتنے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا گیا اور نیکی کا حکم دینے والوں کو قتل کیا گیا ہے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۱ پارہ ۳ میں ہے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ''اور وہ قتل کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق اور قتل کرتے تھے ان لوگوں کو جو حکم دیتے تھے لوگوں کو انصاف کرنے کا۔'' لوگوں میں سے پھر جاہل قسم کے لوگ عجیب عجیب قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ بعض ایسی بات کر دیتے ہیں جو برداشت سے باہر ہوتی ہے کہ آخر نبی بھی تو انسان ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے سبق دیا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ اور اگر چوک لگے آپ کو شیطان کی طرف سے اور اگر ابھارے تجھ کو شیطان ابھارنا کہ یہ جاہل کیا کہتا ہے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ تو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیں۔ تو اس کو جواب نہ دیں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لیں۔ بڑے دل گردے اور حوصلے کی بات ہے وہ گالیاں نکالے، بے ہودہ باتیں اور داعی

یہ سمجھ کر جواب نہ دے کہ شیطان مجھے ابھارنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے۔ بڑا مشکل مرحلہ ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ وہ تمہاری باتیں بھی سنتا ہے اور ان کی باتیں بھی سنتا ہے۔ تمہارے کردار کو بھی جانتا ہے اور ان کی کارروائیوں کو بھی جانتا ہے۔ پھر دعوت الی اللہ میں سب سے پہلے ایمان اور عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے سب سے پہلے اپنی قوموں کو یہی دعوت دی يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [سورہ ہود] ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔'' پھر اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل بھی واضح ہیں۔

دلائل توحید :

آگے اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر دو طرح کی نشانیاں پیش کی ہیں۔ پھر ان دو نشانیوں میں کئی چیزیں آگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن۔ دن اور رات کو سمجھنے کے لیے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے رات اور دن سب کو نظر آتے ہیں وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور اس کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ہے سورج اور چاند بھی۔ سورج کی روشنی سے تم فائدہ اٹھاتے ہو اور وہ حجم میں چاند اور زمین سے کئی گنا بڑا ہے۔ اور چاند کی چاندنی سے بھی تم فائدہ اٹھاتے ہو اور عالم اسباب میں سورج کی کرنوں کا اور چاند کی چاندنی کا فصلوں پر اثر ہے، درختوں اور پودوں پر اور باقی سب چیزوں پر اثر ہے۔ انسانی صحت پر بھی اثر ہے۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت پر لگایا ہے۔

فرمایا لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو سجدہ کرو سب مخلوق ہیں وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَہُنَّ اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ بے شک سورج میں روشنی اور چمک ہے چاند میں بھی دھیمی روشنی ہے مگر یہ خدائی کی دلیل تو نہیں ہیں۔ ان کے وجود اگرچہ انسان کے وجود سے بڑے ہیں انسان کا وجود ان کے مقابلے میں بہت چھوٹا سا ہے مگر چاند، سورج انسان کے مقابلے میں مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے اختیارات انسان کو دیئے ہیں وہ نہ سورج کو حاصل ہیں اور نہ چاند کو حاصل ہیں۔ سورج کی ایک لائن اور رفتار مقرر ہے چاند کی بھی ایک لائن اور رفتار مقرر ہے کیا مجال ہے کہ وہ اس سے دائیں بائیں ہوسکیں یا ادھر ادھر ہوسکیں یا ان کی رفتار میں کمی بیشی آئے یا اپنی مرضی سے آگے پیچھے ہوسکیں۔ انسان کو تو یہ اختیارات حاصل ہیں۔ اپنی مرضی سے سوئے، اپنی مرضی سے اٹھے، کھڑا ہو یا بیٹھے، تیز چلے یا آہستہ، ادھر جائے یا ادھر نہ جائے۔ تو اتنے وسیع اختیارات والا مجبور کو سجدہ کرے حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ آج بھی مشرک قومیں موجود ہیں اور پہلے بھی تھیں کہ جب سورج چڑھتا ہے تو اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہمارے لیے خیر ہو۔ چاند طلوع ہوتا ہے تو اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔

اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ سورج کے طلوع کے وقت اور زوال اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھو کہ ان وقتوں میں کافر سورج کو سجدہ اور اس کی عبادت کرتے ہیں لہٰذا ہماری ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔ اسی طرح سانپ اور شیر کی پوجا کرنے والے بھی دنیا میں موجود ہیں، پانی اور درختوں کی پوجا کرنے والے بھی موجود ہیں۔ تو فرمایا کہ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو سجدہ کرو۔ سجدہ کرو اس ذات کو جس نے ان کو پیدا کیا ہے

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر ہو تم خالص اسی کی عبادت کرتے تو اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو اور نہ کسی کے سامنے جھکو۔

ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی نہیں ہے۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی کہ حضرت! لوگ بڑے بڑے چودھریوں کو سجدہ کرتے ہیں ہم آپ کو نہ کریں؟ فرمایا ہماری شریعت میں نہ کسی زندہ کو سجدہ جائز ہے نہ قبر کو جائز ہے۔ فرمایا فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا پس اگر یہ لوگ ان دلائل سے تکبر کریں اور اپنے مالک وخالق کو سجدہ نہ کریں تو فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ پس وہ جو آپ کے رب کے پاس ہیں فرشتے يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اس کی بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات کو بھی اور دن کو بھی وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ اور وہ فرشتے تھکتے نہیں تسبیح کرنے سے۔ وہ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ پیشاب، نہ پاخانہ، نہ ان میں جنسی خواہشات ہیں، نہ ان کو تھکاوٹ ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ ''محبوب کلام اللہ تعالیٰ کے ہاں سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔'' اس میں اللہ تعالیٰ کی سب صفات ہیں۔ ایجابی بھی اور سلبی بھی۔ یہ آیت سجدہ ہے پڑھنے والے پر بھی سجدہ ہے اور سننے والوں پر بھی۔ اس کے لیے تمام وہ شرائط ضروری ہیں جو نماز کے لیے ہیں۔ کپڑے پاک ہوں، بدن پاک ہو، باوضو ہو، چہرہ قبلے کی طرف ہو۔ سورج کے طلوع ہونے کے وقت، زوال کے وقت اور غروب ہونے کے وقت منع ہے۔ باقی تمام اوقات میں سجدۂ تلاوت کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی ادا نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ کیوں کہ واجب کے چھوڑنے سے انسان گناہ

گار ہوتا ہے۔

دوسری دلیل: فرمایا وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً بے شک آپ دیکھتے ہیں زمین کو دبی ہوئی۔ بارش نہ ہو خشک زمین دبی ہوتی ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ پس جس وقت ہم اتارتے ہیں اس پر پانی۔ بارش نازل ہوتی ہے اهْتَزَّتْ زمین حرکت کرتی ہے وَرَبَتْ اور زمین پھولتی ہے جیسے خمیر ہوتا ہے۔ پھر اس میں سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، درخت اگتے ہیں، چارا پیدا ہوتا ہے، نباتات اور پھل انسانوں کے کام بھی آتے ہیں اور حیوانوں کے بھی۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا بے شک وہ رب جس نے زندہ کیا ہے اس زمین کو لَمُحْيِ الْمَوْتٰى البتہ وہی رب زندہ کرے گا مردوں کو۔ یہ زمین کی حالت تمہارے سامنے اور مشاہدے میں ہے۔ جو رب یہ کر سکتا ہے وہ مردے بھی زندہ کر سکتا ہے اس کے لیے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کی بارش ہوگی اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے سب لوگ زمین سے باہر نکل آئیں گے۔ یوں اگیں گے جیسے سبزیاں اگتی ہیں۔ وہ بھی نکلیں گے جن کو پرندے درندے کھا گئے، مچھلیاں کھا گئیں، آگ میں جلا دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے سب کو زندہ کر کے حاضر کر دے گا اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اتنے واضح دلائل سننے کے بعد بھی اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا بے شک وہ لوگ جو ٹیڑھے چلتے ہیں کج روی کرتے ہیں ہماری آیتوں میں۔ اِلْحَاد کا معنیٰ ہے ٹیڑھا چلنا۔ ہر شے ایک طرف چل رہی ہے اور یہ دوسری طرف چلتے ہیں لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا وہ ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ ایک کج روی یہ ہے کہ آیات کا انکار کرنا جیسا کہ تم نے کل کے سبق میں پڑھا کہ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ’’ کہ وہ

ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔'' اور کہتے تھے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ ''اس قرآن کو نہ سنو اور شور کرو اس میں۔'' اور ایک کج روی یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی غلط تفسیر کرنا۔ اوٹ پٹانگ تفسیریں کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک کرنا یہ بھی الحاد ہے۔ تو غلط تفسیریں اور تعبیریں کرنے والے بھی ہم سے مخفی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب فیصلہ تم خود کرلو اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ کیا پس وہ شخص جو ڈالا جائے گا دوزخ میں وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّار [نمل: ۹۰] ''اور جو شخص لائے گا برائی پس وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں گے آگ میں۔'' سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوں گی فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ [سورہ رحمٰن] ''پیشانی کے بالوں سے اور قدموں سے پکڑ کر فرشتے اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔'' کیا یہ آدمی جس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا خَيْرٌ بہتر ہے اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ یا وہ شخص جو آئے گا امن کی حالت میں۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گا پھر جنت میں جائے گا یہ بہتر ہے۔ ان دونوں میں سے کون بہتر ہے فیصلہ خود کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ عمل کرو تم جو تمہارا جی چاہے۔ یہ امر توبیخ کے لیے ہے کہ ہم نے تمھیں پیغمبروں کے ذریعے نیکی کے راستے بتلائے ہیں اور برے راستوں سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اگر تم نیکی کے راستے پر نہیں چلتے تو پھر اپنی مرضی کرو ہم نے تم پر نیکی بدی، حق باطل، اسلام کفر، توحید شرک واضح کر دیا ہے دلائل کے ساتھ۔ اب تمہاری مرضی ہے جو چاہو عمل کرو۔ مگر ایک بات یاد رکھو! اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ معاملہ تمہارا رب کے ساتھ ہے اس بات کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾

لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ

مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ

مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ

جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ

وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ

لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓىِٕكَ

یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ع ۵ ۱۲ ۱۹

فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ

بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ كَفَرُوْا جنھوں نے انکار کیا بِالذِّكْرِ

قرآن پاک کا لَمَّا جَآءَهُمْ جس وقت وہ ان کے پاس آگیا وَاِنَّهٗ اور

بے شک وہ قرآن پاک لَكِتٰبٌ البتہ کتاب ہے عَزِیْزٌ غالب ہے

لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ نہیں آسکتا اس کے پاس باطل مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ نہ آگے

سے وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ اور نہ اس کے پیچھے سے تَنْزِیْلٌ یہ اتاری ہوئی ہے

مِّنْ حَكِیْمٍ حکمت والے حَمِیْدٍ قابل تعریف کی طرف سے مَا یُقَالُ

لَكَ نہیں کہا جاتا آپ کو اِلَّا مگر مَا وہی کچھ قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ

تحقیق جو کہا گیا رسولوں کو مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے اِنَّ رَبَّكَ بے شک
آپ کا رب لَذُوْ مَغْفِرَةٍ البتہ بخشنے والا ہے وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ اور درد
ناک سزا دینے والا بھی ہے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا اور اگر ہم بناتے اس
قرآن کو عجمی لَّقَالُوْا البتہ یہ لوگ کہتے لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ کیوں نہیں
تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں اس کی آیتیں ءَاَعْجَمِيٌّ کیا کتاب عجمی
وَّعَرَبِيٌّ اور قوم عربی قُلْ آپ فرمادیں هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ قرآن ان
لوگوں کے لیے جو ایمان لائے هُدًى ہدایت ہے وَّشِفَآءٌ اور شفا ہے
وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ جو ایمان نہیں لاتے فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ
ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اور وہ ان کے لیے اندھا
پن ہے اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں يُنَادَوْنَ کہ ان کو پکارا جاتا ہے مِنْ
مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ دور کی جگہ سے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی
ہم نے موسیٰ کو کتاب فَاخْتُلِفَ فِيْهِ پس اختلاف کیا گیا اس میں وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ اور اگر نہ ہوتی یہ بات سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ جو ہو چکی تیرے رب کی
طرف سے لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان وَاِنَّهُمْ
اور بے شک یہ لوگ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ البتہ شک میں ہیں اس کی طرف سے
مُرِيْبٍ جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے عمل کیا
اچھا فَلِنَفْسِهٖ پس اپنے نفس کے لیے ہے وَمَنْ اَسَآءَ اور جس نے برائی

کی فَعَلَیْهَا پس اسی کے نفس پر پڑے گی وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ
اور نہیں ہے آپ کا رب ظلم کرنے والا بندوں پر۔

قرآن کریم کے متعدد نام :

قرآن کریم کے متعدد نام ہیں۔ ایک نام ہے قران۔ اس کا مجرد قَرَءَ یَقْرَءُ ہے۔ اور قران مصدر ہے مفعول کے معنیٰ میں۔ مَقْرُوْءٌ یعنی وہ کتاب جو زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ الحمدللہ! قرآن وہ کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ دوسرا نام فرقان ہے۔ یہ بھی مصدر ہے فاعل کے معنیٰ میں۔ اَلْفَارِقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ "حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا" تیسرا نام ذکر ہے۔ ذکر کا معنیٰ نصیحت والی کتاب۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "اس نصیحت والی کتاب کو ہم نے اتارا ہے اور اس کے نگران اور محافظ بھی ہم ہیں۔" الحمدللہ! قرآن پاک آج تک محفوظ ہے الفاظ کے اعتبار سے بھی اور ترجمہ اور تفسیر کے لحاظ سے بھی۔ تو ذکر قرآن پاک کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ بے شک وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا قرآن پاک کا لَمَّا جَآءَهُمْ جب قرآن پاک ان کے پاس آ گیا وَاِنَّهٗ اور بے شک یہ ذکر یہ قرآن پاک لَكِتٰبٌ البتہ کتاب ہے عَزِيْزٌ بڑی غالب اور قوی۔ یہ ایسی کتاب ہے لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ نہیں آ سکتا نہیں ٹھہر سکتا باطل اس کے آگے سے وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ اور نہ اس کے پیچھے۔ میدان جنگ میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ طاقت ور، بہادر دشمن ہو تو سامنے سے حملہ کرتا ہے اور اگر بزدل قسم کا ہو تو پیچھے سے حملہ کرتا ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ باطل اس پر نہ آگے سے حملہ کر سکتا ہے نہ پیچھے

ہے۔ یہ غالب اور قوی کتاب ہے باطل اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتا کہ معاذ اللہ تعالیٰ اس کو غلط ثابت کر دے یا اس کی کسی بات کی تردید کر سکے یا اس کے مقابلے میں کوئی اور کتاب لا سکے۔ صدیاں گزر گئی ہیں قرآن پاک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ دنیائے کفر نے پورا زور لگایا کہ اس کو مٹا دے اور آج بھی یورپی اقوام کی بہت ساری مشینریاں کام کر رہی ہیں اور بے تحاشا رقم خرچ کر رہی ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم، دینی تعلیم اور دینی مدارس کو ختم کر کے دنیاوی تعلیم بچوں کے لیے لازم کر دیں تاکہ کوئی بچہ قرآن پاک کی تعلیم کے لیے مساجد اور مدارس میں نہ جا سکے۔

خیر سے ہماری وزیر اعظم یعنی وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بیانات اخبارات میں آچکے ہیں کہ اس نے دینی مدارس کو ختم کرنے کے لیے امریکہ سے مدد طلب کی ہے کہ میں دینی مدارس کو ختم کرنا چاہتی ہوں میری مدد کی جائے مگر:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بھائی! جس دین کی حفاظت و بقا کا ذمہ رب تعالیٰ نے لیا ہے اس کو کون مٹا سکتا ہے؟ یہ خام خیالیاں اور باطل ارادے ہیں۔ اپنے کفر کو ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ بے شک دنیا میں باطل لوگ بھی موجود ہیں مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ! حق والے بھی موجود ہیں۔ قرآن پاک پر عمل کرنے والے موجود ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم کے لیے لاکھوں کی تعداد میں دنیا میں مدارس موجود ہیں کوئی دنیا کی طاقت اس تعلیم کو مٹا نہیں سکتی۔ ہاں صرف اپنا خبث باطن ظاہر کرنا ہے اور کچھ نہیں۔

فرمایا تَنۡزِیۡلٌ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِّنۡ حَکِیۡمٍ حکمت والے کی

طرف سے حَمِیْدٍ جو قابل تعریف ہے۔ یہ کتاب کسی بندے کی بنائی ہوئی نہیں ہے اس کا اتارنے والا بھی پروردگار اور اس کا محافظ بھی پروردگار ہے۔ اس کی حفاظت کس انداز سے کی کہ اس گئے گزرے دور میں بھی لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک کے حافظ موجود ہیں۔ انڈونیشیا میں اکثر خاندانوں کا شادی کا معیار ہی حفظ قرآن ہے۔ وہ بچے بچی کی شادی اس وقت کرتے ہیں جب لڑکا لڑکی حافظ قرآن ہوں۔ ہمارے ہاں تو معیار جہیز ہے کہ پہلے ہی فہرست بنا دیتے ہیں کہ ہم نے یہ کچھ لینا ہے۔ اور بنگلہ دیش میں گھروں کے گھر حفاظ قرآن ہیں۔ کیا مرد اور کیا عورتیں، کیا بچے اور کیا بوڑھے۔ تو ان شاء اللہ العزیز قرآن پاک کو، دینی تعلیم کو، دینی مدارس کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ اس کو جتنا دبانے کی کوشش کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اتنا ہی ابھرے گا۔

آگے آنحضرت ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر آج یہ لوگ آپ کو دیوانہ، شاعر اور کذاب کہتے ہیں، جادوگر، مسحور کہتے ہیں، کبھی کاہن کہتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی یہی کچھ کہا گیا ہے۔ فرمایا مَا یُقَالُ لَكَ اے نبی کریم ﷺ! نہیں کہا جاتا آپ کو اِلَّا مَا مگر وہی قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ تحقیق جو کہا گیا رسولوں کو آپ سے پہلے۔ پہلے پیغمبروں کو بھی کافروں نے کذاب کہا اشر شرارتی بھی کہا، جادوگر اور مسحور اور مفتری بھی کہا۔ تو ان کی باتوں سے آپ گھبرائیں نہیں اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ بے شک آپ کا رب البتہ بخشنے والا ہے وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ۔ عـقـاب کا معنیٰ سزا، الیم کا معنیٰ دردناک۔ اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ جو قاعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

وہ قاعدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور

کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمّدا عبدہ ورسولہ کا دل سے اقرار کرے اور اپنی سابقہ زندگی سے تائب ہو کر کہ میں پہلے جو کفر شرک اور گناہ کرتا رہا ہوں ان سے توبہ کرتا ہوں۔ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیتے ہیں اور جو کفر و شرک سے باز نہ آئیں اور ضد پر اڑے رہیں، برائی پر مصر ہوں تو ایسوں کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور برزخ میں بھی۔

قرآن پاک کو عربی زبان میں اتارنے کی حکمت :

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں کیوں نازل فرمایا۔ چونکہ قرآن پاک کے اول مخاطبین عربی تھے اس لیے پیغمبر کی زبان بھی عربی اور جو کتاب ان کی طرف نازل کی گئی وہ بھی عربی میں۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ [ابراہیم: ۴] ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ بیان کرے ان کے لیے۔'' اس وقت عرب میں رہنے والی قومیں کیا، یہودی، کیا عیسائی، کیا قریش اور کیا صابئین، سب عربی بولتے تھے۔ اس وقت عرب میں جتنی قومیں تھیں سب عربی بولتے تھے اور کفر شرک کی سب حدیں عبور کر گئے تھے۔ سورہ بینہ پارہ ۳۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ''نہیں ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں باز آنے والے یہاں تک کہ آجائے ان کے پاس واضح دلیل۔'' وہ لوگ کفر و شرک کی اس حد کو پہنچ چکے تھے کہ اگر آج ان کے پاس کامل حکیم نہ آتا اور کامل نسخہ نہ آتا تو ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک جیسا

نسخہ بھیجا اور آنحضرت ﷺ جیسا حکیم بھیجا اور ان کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ اعتراض نہ کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں بناتے۔ عربی کے علاوہ تمام زبانوں کو عجمی کہتے تھے لَّقَالُوْا البتہ یہ لوگ عرب میں رہنے والے کہتے لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ کیوں نہیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں اس کی آیتیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی یہ ترکی زبان ہے یا جرمنی کی زبان ہے۔ اگر قرآن عربی میں نہ ہوتا تو پھر یہ بھی کہتے ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ یہ کیا ہوا قرآن عجمی ہے اور قوم عربی ہے۔ اگر ہماری اصلاح کے لیے اترتا تو عربی میں اترتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن عربی میں نازل کیا کہ وہ سمجھ سکیں۔ قوم بھی عربی، پیغمبر بھی عربی، کتاب بھی عربی زبان میں۔ دنیا میں جتنی زبانیں ہیں سب سے زیادہ فصیح اور وسیع عربی ہے چونکہ ہم عربی سے بہت دور ہیں اس لیے اس کی فصاحت کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے بہترین زبان میں قرآن اتارا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بلند ترین شخصیت پر نازل فرمایا۔ قرآن اور صاحب قرآن نے تھوڑے سے عرصے میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان لوگوں کے دل پھیر دیئے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کو دور دراز کے علاقوں تک پہنچایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں آنحضرت ﷺ کی رسالت کے گواہ ہیں قرآن پاک اور احادیث کے گواہ ہیں۔ اگر ان پر اعتماد نہ کیا جائے تو کسی شے پر اعتماد باقی نہیں رہتا۔ اگر گواہ ہی جھوٹے ہو جائیں تو پھر دعویٰ تو ثابت نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن کو جمع کرنا اور رافضیوں کا رفض :

ابن العرجاء رافضیوں کا بڑا تھا اس نے چار ہزار احادیث من گھڑت تیار کیں۔ ان میں اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن پاک کی بڑی توہین کی ہے۔ اس وقت اسلامی حکومت تھی اگر چہ کمزور تھی مگر آج کے مسلمانوں سے بہت بہتر تھی۔ اس کو گرفتار کر کے جب عدالت میں پیش کیا گیا تو اس سے عدالت نے پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟ تو اس ملحد نے کہا کہ اگر سچی بات پوچھتے ہو تو اس سے میرا مقصد اسلام کو باطل کرنا اور مٹانا ہے اور اسلام اس وقت ہی باطل ہو گا کہ جب اس کے گواہ باطل ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ قرآن کے گواہ ہیں، نبوت کے گواہ ہیں، اسلام کے گواہ ہیں جب گواہ ہی جھوٹے ہو گئے (معاذ اللہ تعالیٰ) تو پھر یہ چیزیں کہاں رہیں گی۔ دیکھو! یہ قرآن پاک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پہلے سارا لکھا ہوا نہیں تھا۔ یمامہ کے مقام پر جنگ میں تین دنوں میں سات سو حافظ قرآن شہید ہوئے۔ لڑائیاں زور شور سے جاری تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضرت! اگر اسی طرح حفاظ قرآن شہید ہوتے رہے تو پھر قرآن باقی نہیں رہے گا لہٰذا اس کو کتابی شکل میں لکھنے کا حکم دیں۔ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آمادہ نہ ہوئے پھر شرح صدر ہوا اور قرآن پاک کو کتابی شکل میں مرتب کرایا۔ لیکن سورتوں میں کچھ تقدیم و تاخیر تھی۔ موجودہ ترتیب سے کوئی سورت آگے تھی کوئی پیچھے تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورت پہلے پڑھتے تھے اور یہ بعد میں پڑھتے تھے۔ تو انھوں نے پھر دوبارہ مرتب کیا۔ تو یہ موجودہ ترتیب، ترتیب عثمانی ہے۔ قرآن کریم کو جمع کیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور ترتیب دی حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے۔ اور رافضی کہتے ہیں کہ یہ تینوں بڑے کافر ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) تو پھر قرآن کہاں سے لاؤ گے۔ رافضی کہتے ہیں کہ اصلی قرآن کی سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آیات تھیں اور جو ہمارے پاس قرآن ہے اس کی آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں۔ اور یہ گھڑنتل (خود ساختہ امر) ان کی سب سے بڑی کتاب اصول کافی میں ہے۔ جو ان کی بنیادی کتاب ہے۔ اس میں ہے کہ اصلی قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔ موجودہ قرآن کو نہیں مانتے۔ اگر تمہارے سامنے کہیں نا کہ ہم اس قرآن کو مانتے ہیں تو سمجھ جاؤ کہ یہ تقیہ کر رہے ہیں، تقیہ سے کام لے رہے ہیں۔ تقیہ ان کے دین کا حصہ ہے۔ تقیہ کا معنیٰ ہے کہ جو بات زبان پر ہو وہ دل میں نہ ہو اور جو بات دل میں ہو وہ زبان پر نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ نو حصے دین تقیے میں ہے۔ جب معاذ اللہ تعالیٰ صحابہ کافر ہو گئے اور قرآن دنیا میں ہے نہیں تو پھر اسلام کہاں سے آئے گا؟ ان کا عقیدہ ہے کہ امام معصوم ہیں۔ خمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے اور بنیادی عقائد میں سے ہے کہ ہمارے بارہ امام تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔ بھائی کیا ایمان اس کا نام ہے کہ قرآن کا انکار کیا جائے، صحابہ کی تکفیر کی جائے، غیر نبی کو نبی سے بڑھا دیا جائے؟ اور یہ سب کچھ خمینی کے آنے کے بعد ہوا ہے۔ پہلے ان کو اتنی جرأت نہیں تھی۔ اس خبیث نے ڈالروں کے ذریعے ان کو جرأت دلائی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک رافضی شیطان محمد حسین ڈھکو لکھتا ہے کہ '' ہم بھی مانتے ہیں کہ ابوبکر خلیفہ تھا مگر مسلمان نہیں تھا۔ اس طرح کا خلیفہ تھا جیسے لوگوں نے غلام احمد کو مانا۔ کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک ابوبکر اور غلام احمد قادیانی دونوں برابر ہیں۔'' اور یہ بھی لکھا ہے کہ '' ہم بھی حضرت عائشہ صدیقہ کو ام المومنین مانتے ہیں۔ مگر

وہ خود مومن نہیں تھی۔'' یہ کتابیں پاکستان میں شائع ہو رہی ہیں لیکن اگر کوئی مولوی بے چارہ ان کا حوالہ دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ فرقہ واریت پھیلاتا ہے۔ وہ دھڑا دھڑ کتابیں لکھیں تو ان کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ آخر کیوں؟ وزیر اعظم شیعہ ہے اس کا خاوند غالی شیعہ ہے زرداری۔ اور وزیر اعظم کے بہت سارے مشیر شیعہ ہیں۔ ہنجر وال ٹھوکر نیاز بیگ کے علاقہ میں کارروائی ہوئی تو پولیس بھی عاجز آ گئی۔ ایران والوں نے زرداری کو کہا کہ ہنجر وال میں کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے پورا ساتھ دے کر ان کو بچایا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں بناتے تو یہ لوگ کہتے کیوں نہیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں اس قرآن کی آیتیں۔ کیا عجمی زبان اور لوگ عربی قُلْ آپ فرما دیں هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا یہ قرآن ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں هُدًى نری ہدایت ہے وَشِفَاءٌ اور شفا ہے وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اور وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اس پر فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اور یہ قرآن ان کے حق میں اندھا پن ہے۔ اندھے کو کیا نظر آئے گا؟ کچھ بھی نہیں۔

''انھے نوں بازار پھرایا تھاں تھاں دا انہوں سیر کرایا
جاں پچھیا اوں انھے توں آکھے کجھ نظریں نہ آیا''

از مرتب)

فرمایا أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ یہی لوگ ہیں کہ ان کو پکارا جاتا ہے دور کی جگہ سے۔ کسی کو کوئی دور سے پکارے تو وہ سن نہیں سکتا۔ ان کے وجود قریب ہونے کے باوجود دل ان کے دور ہیں یہ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی ہے کہ اگر یہ لوگ اس قرآن میں اختلاف کرتے ہیں کوئی مانتا ہے کوئی نہیں مانتا تو آپ گھبرائیں نہ۔ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے ساتھ بھی یہ ہوا تھا۔ فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب فَاخْتُلِفَ فِيْهِ پس اس میں اختلاف کیا گیا۔ کچھ نے مانا کچھ نے نہیں مانا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ اور اگر نہ ہوتی ایک بات سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ جو پہلے ہو چکی آپ کے رب کی طرف سے لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو ایک مدت تک زندہ رہنے کا حق دیا ہے کہ وہ اس سے پہلے اسے نہیں مارے گا۔ اگر یہ فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا کہ اس قوم نے فلاں وقت تک زندہ رہنا ہے تو ہم ان کو فوراً سزا دے دیتے وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ اور بے شک یہ لوگ البتہ شک میں ہیں مِّنْهُ مُرِيْبٍ اس کی طرف سے جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ جس نے اچھا عمل کیا اس نے اپنے نفس کے لیے کیا وَمَنْ اَسَآءَ اور جس نے برا کام کیا فَعَلَيْهَا پس اس کے نفس پر پڑے گا۔ نہ رب تعالیٰ کا کوئی نقصان ہوگا نہ پیغمبر کا۔ اور یاد رکھو! وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور نہیں ہے آپ کا رب ذرہ برابر ظلم کرنے والا بندوں پر۔ ہر کوئی اپنے کیے کا پھل پائے گا۔
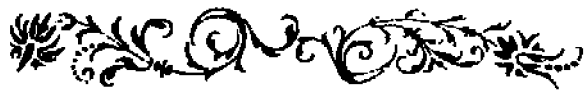
اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ؗ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

اِلَيْهِ اسی کی طرف يُرَدُّ لوٹایا جاتا ہے۔ عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا علم وَمَا تَخْرُجُ اور نہیں نکلتے مِنْ ثَمَرٰتٍ پھل مِّنْ اَكْمَامِهَا اپنے غلافوں سے وَمَا تَحْمِلُ اور نہیں حاملہ ہوتی مِنْ اُنْثٰى کوئی مادہ وَلَا تَضَعُ اور نہ جنتی ہے اِلَّا بِعِلْمِهٖ مگر وہ اس کے علم میں ہے وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اَيْنَ شُرَكَآءِيْ کہاں ہیں میرے شریک قَالُوْٓا وہ کہیں گے اٰذَنّٰكَ ہم آپ کو بتلاتے ہیں مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ نہیں ہے ہم میں سے کوئی اس کی گواہی دینے والا وَضَلَّ عَنْهُمْ

اور گم ہو جائیں گے ان سے مَّا وہ کَانُوْا یَدْعُوْنَ جن کو وہ پکارتے تھے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَظَنُّوْا اور وہ یقین کرلیں گے مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ نہیں ہے ان کے لیے کوئی چھٹکارا لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ نہیں تھکتا انسان مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ بھلائی کی دعا مانگنے سے وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ اور اگر پہنچے اس کو تکلیف فَيَـُٔوْسٌ پس وہ ناامید ہوتا ہے قَنُوْطٌ ناامیدی کے آثار چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً اور اگر ہم چکھائیں اس کو رحمت مِّنَّا اپنی طرف سے مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ تکلیف کے بعد مَسَّتْهُ جو اس کو پہنچی ہے لَيَقُوْلَنَّ البتہ ضرور کہتا ہے هٰذَا لِيْ یہ میری وجہ سے ہے وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور میں نہیں خیال کرتا قیامت قائم ہونے والی ہے وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اور اگر میں لوٹا دیا گیا اِلٰى رَبِّيْٓ اپنے رب کی طرف اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى بے شک میرے لیے اس کے پاس بھلائی ہوگی فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ پس البتہ ہم ضرور خبر دیں گے ان لوگوں کو كَفَرُوْا جو کافر ہیں بِمَا عَمِلُوْا جو انھوں نے عمل کیے ہیں وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ گاڑھا عذاب وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں انسان پر اَعْرَضَ وہ اعراض کرتا ہے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور پہلو تہی کرتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جس وقت پہنچتی ہے اس کو تکلیف فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ پس لمبی چوڑی دعا والا ہوتا ہے۔

علم غیب خاصۂ خداوندی ہے :

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ قیامت کا بھی ہے کہ قیامت حق ہے۔اس کو تسلیم کیے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے اور اہم عقیدہ ہے کہ قیامت کے واقع ہونے کا صحیح علم رب تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ احادیث میں صرف اتنا آیا ہے کہ قیامت جمعہ والے دن قائم ہوگی لیکن وہ جمعہ کس سال اور کس مہینے کا ہوگا اور اس کے آنے میں کتنے سال باقی ہیں؟ کتنی تاریخیں باقی ہیں؟ یہ صرف رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اسی کا ذکر ہے اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اسی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم۔ قیامت کا صحیح وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا اور نہیں نکلتے پھل اپنے غلافوں سے۔ اَكْمَام كِمٌّ کی جمع ہے، کاف کے کسرے کے ساتھ كِمٌّ کا معنٰی ہے چھلکا۔ اخروٹ بادام کے اوپر جو چھلکا ہوتا ہے کسی پھل پر موٹا اور کسی پر باریک چھلکا ہوتا ہے۔ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی مادہ۔ چاہے انسانوں میں سے ہو یا جنات اور حیوانات میں سے ہو وَلَا تَضَعُ اور نہ جنتی ہے اِلَّا بِعِلْمِهٖ مگر وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ نر ہے یا مادہ ہے، صحیح سالم ہے یا ادھورا ہے۔ حالانکہ خود حاملہ کو علم نہیں ہے کہ اس کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ، ایک ہیں یا دو، کالا ہے یا گورا۔ اٹھائے پھرتی ہے اس کو کوئی علم نہیں ہے وَيَعْلَمُ مَا فِي الارحام [سورہ لقمان] ''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔'' علم غیب خاصۂ خداوندی ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا آواز دے گا، کہے گا، مشرکوں کو آواز دے کر فرمائے گا اَيْنَ شُرَكَآءِىْ کہاں ہیں

میرے شریک جن کو تم میری ذات وصفات میں شریک بناتے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ قَالُوْٓا مشرک کہیں گے اٰذَنّٰكَ ہم آپ کو بتلاتے ہیں آپ کے سامنے بیان دیتے ہیں۔کیا بیان دیتے ہیں؟ مَامِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ نہیں ہے ہم میں سے کوئی اس کا گواہ کہ آپ کا بھی کوئی شریک ہے۔ساری زندگی کفر وشرک کرتے رہے قیامت والے دن رب کی سچی عدالت میں کہیں گے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس بات کی گواہی دینے کے لیے تیار نہیں ہے کہ آپ کا کوئی شریک ہے۔سورۃ الانعام آیت نمبر ۲۳ پارہ ۷ میں ہے کہ کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ''قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہیں تھے شرک کرنے والے۔''اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ''دیکھو کیسے جھوٹ بول رہے ہیں اپنی جانوں پر۔''

رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ اور گم ہو جائیں گے، غائب ہو جائیں گے وہ جن کو یہ پکارتے تھے اس سے پہلے۔دنیا میں جن کو یہ حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر سمجھ کر پکارتے تھے وہ سب غائب ہو جائیں گے ان میں سے کوئی ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا وَظَنُّوْا اور مشرک یقین کرلیں گے مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ۔ محیص ظرف کا صیغہ بھی بن سکتا ہے۔اس وقت معنیٰ ہوگا نہیں ہے ان کے لیے چھٹکارے کی جگہ۔اور مصدر بھی بن سکتا ہے۔اس وقت معنیٰ ہوگا نہیں ہے ان کے لیے کوئی چھٹکارا کہ عذاب سے ان کو چھٹکارا مل جائے لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ نہیں تھکتا انسان خیر مانگنے سے۔خیر میں مال، اولاد، عہدے کی ترقی سب داخل ہیں۔انسان مال مانگنے سے، اولاد مانگنے سے، ترقی مانگنے سے نہیں تھکتا۔

رحمت خداوندی اور انسان کی مایوسی :

حدیث میں آتا ہے لَوْ کَانَ لِاِبْنِ ادم وادیان من ذَھَبٍ لَا بْتَغٰی ثَالِثًا ''اگر ہوں آدم کے بیٹے کے پاس دو میدان سونے کے بھرے ہوئے تو ان پر کفایت نہیں کرے گا ضرور تیسرا تلاش کرے گا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنَ اٰدم اِلَّا التُّرَابُ آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھرے گی۔'' کتنا مال مل جائے، کتنی ترقی ہو جائے مزید کا طالب ہوتا ہے کہتا ہے اور ہو۔ نہیں تھکتا انسان خیر مانگنے سے، مال مانگنے سے اور اولاد اور عزت مانگنے سے، ترقی اور اقتدار مانگنے سے وَاِنْ مَّسَّہُ الشَّرُّ اور اگر اس کو پہنچے تکلیف فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ۔ یئوس کا معنٰی ہے ناامید ہونا اور قنوط کا معنٰی ہے مایوسی کے اظہار کا چہرے پر ظاہر ہونا۔ جب کوئی آدمی پریشان ہوتا ہے تو دوسرا آدمی اس کے چہرے کو دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ یہ پریشان ہے اسی طرح اگر کسی کو خوشی ہو تو اس کے اثرات بھی چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ تو معنٰی ہو گا پس وہ ناامید ہوتا ہے اور اس کے ناامید ہونے کے آثار چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا بڑا سخت گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللہ [زمر: ۵۳] ''نہ مایوس ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔'' ایمان کے متعلق فرماتے ہیں کہ الایمانُ بَیْنَ الخوف وَالرَّجَآء ''ایمان خوف اور امید کے درمیان ہوتا ہے۔'' رب تعالیٰ کے عذاب کا ڈر بھی ہو اور رحمت سے ناامید بھی نہ ہو۔ ان دونوں چیزوں کے درمیان اعتدال کا راستہ ایمان ہے۔ لیکن خوف سے مراد زبانی خوف نہیں ہے حقیقتاً خدا کا خوف ہو۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ میں رب تعالیٰ سے بڑا ڈرتا ہوں مگر نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا، حق اور باطل کے درمیان فرق نہیں کرتا، نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق پہچانتا ہے نہ

مخلوق کے اور کہتا ہے کہ میں رب سے ڈرتا ہوں تو اس کا نام تو ڈرنا نہیں ہے۔ رب تعالیٰ سے ڈرنے والا تو وہ ہے جو رب تعالیٰ کی مخالفت نہ کرے اور اس کے احکام کا پابند ہو کسی ایک حکم کی بھی مخالفت نہ کرے۔ اسی طرح ایک آدمی طمع رکھتا ہے کہ مجھے ہر چیز مل جائے۔ لیکن وہ اسباب کو کام میں نہیں لاتا جب کہ حکم ہے کہ اسباب کو کام میں لاؤ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ لیکن اس کی رحمت کو اسباب کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہے محنت نہیں کرتا، تجارت نہیں کرتا، ملازمت اختیار نہیں کرتا، زراعت نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ مجھے وافر دولت مل جائے۔ رب تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ بغیر اسباب کے بھی دے سکتا ہے لیکن عادۃ اللہ اس طرح جاری نہیں ہے کچھ کرنا پڑے گا پھر ملے گا۔ رب قادر مطلق ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام ایشیائے کوچک جو آج کل ترکوں کے پاس ہے اس علاقے میں رہتے تھے۔ ان کا واقعہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت بھی عطا فرمائی اور مال اولاد سے بھی نوازا۔ تین لڑکے تھے ان کی شادیاں کیں، تین لڑکیاں تھیں ان کی شادیاں کیں، چھ سات ہزار بھیڑ بکریاں تھیں، تین ہزار اونٹ تھے، پانچ جوڑی بیلوں کی تھی۔ بڑا عجیب منظر تھا۔ معمول یہ تھا کہ کوئی چیز ذبح کرتے تو پڑوسیوں کا بھی خیال کرتے تھے ایک دن بکری ذبح کی کوئی ذہنی پریشانی تھی پڑوسیوں کا بالکل خیال نہ آیا۔ وہ بھی باضمیر تھے مانگا انھوں نے بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیں گے کچھ پکایا بھی نہ، رات بغیر کھانے پینے کے گزاری۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ خود بندہ بکری کا گوشت کھائے اور پڑوسی بھوکا رہے۔ تکلیف طاری کر دی۔ بیٹے بیٹیاں بھی چھین لیں اور مال بھی چھین لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سب کچھ واپس کر دیا۔ ایک دن نہا رہے تھے

کہ سونے چاندی کی مکڑیوں کی بارش ہوگئی۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جلدی جلدی کپڑے سمیٹنے شروع کردیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ایوب علیہ السلام! میں نے تجھے غنی نہیں کردیا پہلے کپڑے پہن لو پھر اکٹھا کرلینا۔ کہنے لگے لَا غِنَاءَ عَنْ بَرَکَتِكَ "آپ کی برکت سے غنا نہیں ہے۔" جب اے پروردگار! آپ دینے پر آئے ہیں تو میں آپ کی نعمت کی قدر کیوں نہ کروں۔ تو اللہ تعالیٰ چاہے تو سونے کی مکڑیاں برسا سکتا ہے لیکن عالم اسباب میں اس نے ضابطہ یہی بنایا ہے کہ انسان کچھ نہ کچھ کرے گا تو بات بنے گی۔ تو فرمایا کہ انسان کو اگر تکلیف پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے ایسا کہ اس کے آثار اس کے چہرے سے نظر آتے ہیں وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا اور اگر ہم چکھائیں انسان کو رحمت اپنی طرف سے مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ تکلیف کے بعد مَسَّتْهُ جو اس کو پہنچی ہے۔ مثلاً فقر کے بعد مال مل گیا، بیماری کے بعد صحت مل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ البتہ انسان ضرور کہتا ہے یہ میری وجہ سے ہے میری محنت کا نتیجہ ہے مگر اتنا نہیں سوچتا کہ اصل تو رب تعالیٰ کا فضل وکرم ہے محنت تو بہانہ ہے۔ ان چیزوں کا تعلق محنت کے ساتھ ہوتا تو مزدور آدمی سارا دن خون پسینا ایک کرتا ہے، گرمی کے زمانے میں ٹوکری اٹھاتا ہے، پتھر اٹھاتا ہے، روڑی کوٹتا ہے مگر شام کو اس کو اتنا نہیں ملتا جتنا پنکھے کے نیچے بیٹھنے والے کو ملتا ہے۔ تو یہ سمجھ لینا کہ یہ میری محنت ہے یہ غلط ہے۔

تو ایک سبب ہے اور دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو فرمایا کہ اگر ہم اس کو چکھائیں رحمت اپنی طرف سے اس تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی ہے تو ضرور کہتا ہے کہ میری وجہ سے ہے، میری محنت کا نتیجہ ہے۔ اور پھر یہ بھی کہتا ہے وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت کوئی نہیں ہے۔ اور

اگر بالفرض ہوئی بھی تو وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰی رَبِّیْٓ اور البتہ اگر میں لوٹا دیا گیا اپنے رب کی طرف۔ اگر قیامت آ بھی گئی تو اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی بے شک میرے لیے اس رب کے پاس بھلائی ہوگی چونکہ مجھے یہاں سب کچھ ملا ہوا ہے وہاں بھی سب کچھ ملے گا۔ اس نے یہ باطل قیاس کیا کہ دنیا میں رب تعالیٰ نے اس کو مال دیا، اولاد دی، عہدہ دیا، اس سے اس نے یہ سمجھا کہ رب میرے اوپر راضی ہے تو جب رب میرے اوپر راضی ہے تو اگر قیامت آ بھی گئی تو وہاں بھی راضی ہوگا حالانکہ کئی مرتبہ یہ بات تم سن چکے ہو کہ رب تعالیٰ کے راضی اور ناراض ہونے کا معیار دنیا نہیں ہے بلکہ دین اور ایمان ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُؤْتِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَ مَنْ لَّا یُحِبُّ ''بے شک اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس پر راضی ہوتا ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جس پر راضی نہیں ہوتا وَلَا یُـؤْتِـی الـدِّیْـنَ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ اور دین نہیں دیتا مگر اس کو جس پر راضی ہوتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے وَلَا یُؤْتِی الْاِیْمَانَ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ ''اور ایمان نہیں دیتا مگر اس کو جس پر راضی ہوتا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا کا معیار دنیا نہیں ہے دین اور ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس البتہ ہم ضرور خبر دیں گے ان لوگوں کو جو کافر ہیں۔ ان کو ہم بتلائیں گے بِمَا عَمِلُوْا جو انھوں نے عمل کیے ہیں کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ اور ہم ان کو ضرور چکھائیں گے گاڑھا عذاب۔ ہم ان کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کی عمومی فطرت یہ ہے وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں انسان پر اَعْرَضَ وہ اعراض کرتا ہے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور

پہلو تہی کرتا ہے۔نعمت پر شکر ادا کرنے کے بجائے اس نعمت کی ناقدری کرتا ہے۔اس کے برخلاف وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جس وقت پہنچتی ہے اس کو تکلیف فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ پس لمبی چوڑی دعا مانگنے والا ہوتا ہے۔پھر لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے۔خوش حالی اور آسودگی میں تو اپنے مالک کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو مشکل کشائی کے لیے لمبے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے۔
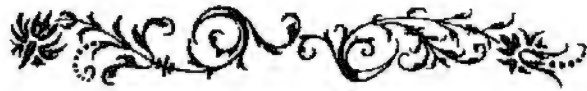
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۶

قُلْ آپ فرمادیں اَرَءَيْتُمْ بھلا بتلاؤ تم اِنْ كَانَ اگر ہے یہ قرآن کریم مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ پھر تم نے اس کا انکار کر دیا مَنْ اَضَلُّ کون زیادہ بہکا ہوا ہے مِمَّنْ اس شخص سے هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ جو اختلاف میں دور جا پڑا ہے سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا عنقریب ہم ان کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں فِي الْاٰفَاقِ زمین کے اطراف میں وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اور ان کی جانوں میں بھی حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ یہاں تک کہ واضح ہو جائے ان کے سامنے اَنَّهُ الْحَقُّ بے شک یہ حق ہے اَوَلَمْ يَكْفِ کیا کافی نہیں ہے یہ بات کہ بِرَبِّكَ آپ کا رب اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ بے شک وہ ہر چیز پر گواہ ہے اَلَآ خبردار اِنَّهُمْ بے شک وہ فِيْ مِرْيَةٍ شک میں ہیں مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات سے اَلَآ خبردار اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ بے شک وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

ربطِ آیات

اس سے پہلے رکوع میں قرآن پاک کے متعلق تھا وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ''اور بے شک یہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ اس کے سامنے کھڑا ہوسکتا ہے نہ سامنے سے حملہ کرسکتا ہے نہ پیچھے سے حملہ کرسکتا ہے۔'' صدیاں گزر گئیں آج تک قرآن پاک میں کوئی خامی نہیں نکال سکا۔ ضدی لوگوں کے سوا باقی جنھوں نے نہیں مانا وہ صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ بھلا بتلاؤ اگر یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ پھر تم نے اس کا انکار کردیا۔ یہ بتلاؤ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ کون زیادہ بہکا ہوا ہے، کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے جو اختلاف میں دور جا پڑا ہے۔ قرآن عربی زبان میں بڑی فصیح و بلیغ کتاب ہے۔ کافر اس کے اثر کا انکار نہیں کرتے تھے اس کا اثر مانتے تھے مگر کہتے تھے اثر ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سچی کتاب ہے اور اس کا پیش کرنے والا سچا ہے۔ بلکہ کہتے تھے کہ سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ''یہ کھلا جادو ہے۔'' اس کا اثر جادو ہونے کی وجہ سے ہے۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳ پارہ ۱۶ میں ہے اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ''اور کیا تم پھنسے ہو جادو میں اور تم دیکھ رہے ہو۔'' اچھے بھلے بصیرت والے ہوکر جادو میں پھنسے ہو۔ جادو کہہ کر ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا عنقریب ہم ان کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں فِی الْاٰفَاقِ۔ آفاق افق کی جمع ہے افق کا معنی ہے کنارہ۔ زمین کے کناروں میں، اطراف میں کبھی کہیں زلزلہ ہوگا، کبھی قحط سالی ہوگی کسی جگہ ہیضہ پھیل جائے گا، کسی جگہ طاعون پھیل جائے گا، کہیں بارش نہیں ہوگی، کہیں

سیلاب آ جائے گا۔مختلف اوقات میں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ انسان اگر صحیح معنٰی میں انسان ہے تو ان چیزوں کو دیکھ کر ضرور عبرت حاصل کرے گا وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اور خود ان کی اپنی جانوں میں بھی۔گھر کا کوئی فرد بیمار، کبھی کوئی بیمار، کبھی مالی تنگی، کبھی جھگڑا فساد، کبھی کچھ ہو گا کبھی کچھ ہو گا۔ ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ بندوں کو جھنجھوڑتے ہیں کہ سنبھل جاؤ ہوش کے ناخن لو حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ یہاں تک کہ واضح ہو جائے ان کے سامنے اَنَّهُ الْحَقُّ بے شک یہ قرآن کریم حق ہے۔قرآن کریم کی حقانیت کے لیے ہم مختلف قسم کی نشانیاں اپنی قدرت کی دکھاتے ہیں۔کبھی کسی جگہ، کبھی کسی جگہ، کبھی بدنی، کبھی مالی، مگر یہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ کیا کافی نہیں ہے یہ بات کہ آپ کا رب اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ کہ بے شک وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ہر چیز رب تعالیٰ کے سامنے ہے۔اللہ تعالیٰ ہر شے کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی جانتا ہے۔معاملہ پروردگار کے ساتھ ہے جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔فرمایا یہ بھی سن لو اَلَآ خبردار اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ بے شک یہ لوگ شک میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے۔کہتے ہیں قیامت نہیں آئے گی۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا ہے کافر نے کہا مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ''میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہو گی۔'' تو بڑے زوردار الفاظ میں قیامت کا انکار کرتے تھے۔ فرمایا اَلَآ خبردار اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔علم کے لحاظ سے، قدرت کے لحاظ سے، تمام چیزیں اس کے علم اور قدرت میں ہیں۔

نوٹ: ''اس درس میں سورہ شوریٰ کی پہلی پانچ آیات بھی تھیں مگر ہم نے سورۃ کے الگ

ہونے کی وجہ سے الگ لکھ دیا ہے۔ مرتب"
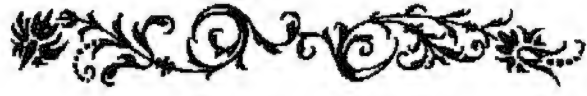
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ الشوریٰ

(مکمل)

جلد............۱۸

آیاتہا ۵۳ ﴿۴۲ سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی مَکِّیَّۃٌ ۶۲﴾ رکوعاتہا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ ۙ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝۳ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝۴ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِہِنَّ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۵

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ کَذٰلِکَ اسی طرح یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وحی بھیجتا ہے آپ کی طرف وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے گزرے ہیں اللّٰہُ اللہ تعالیٰ الْعَزِیْزُ غالب ہے الْحَکِیْمُ حکمت والا ہے لَہٗ اسی کے لیے ہے مَا جو کچھ ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ ہے زمین میں وَھُوَ الْعَلِیُّ اور بلند ہے الْعَظِیْمُ عظمت والا ہے تَکَادُ السَّمٰوٰتُ قریب ہے کہ آسمان یَتَفَطَّرْنَ پھٹ جائیں مِنْ فَوْقِہِنَّ اوپر سے وَالْمَلٰٓئِکَۃُ اور فرشتے یُسَبِّحُوْنَ تسبیح بیان کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّہِمْ اپنے رب کی حمد کی وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اور بخشش طلب کرتے ہیں لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ان کے لیے

جو زمین میں ہیں اَلَآ خبردار اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وجہ تسمیہ سورت :

اس سورت کا نام شوریٰ ہے اور شوریٰ کا معنٰی ہے مشورہ۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ ''ان کا معاملہ آپس میں مشورے سے طے ہوتا ہے۔'' جن چیزوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ ہو، اجماع امت سے ثابت نہ ہوں تو ایسی چیزوں میں مشورے کا حق مسلمانوں کو قیامت تک حاصل رہے گا۔ کیونکہ بعض آدمی سمجھ دار ہوتے ہیں اور حقیقت کی تہہ کو پہنچ جاتے ہیں اور جو سطحی قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ حقیقت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ تو جس وقت مشورہ کرتے ہیں تو کمزور اپنی کمزوری اور خامی کو سامنے رکھتے ہوئے دوسروں کی رائے کو قبول کر لیتے ہیں۔ تو جو فیصلہ مل جل کر کریں گے وہ فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔ تو چونکہ اس سورہ میں شوریٰ کا ذکر ہے اس لیے اس کا نام شوریٰ ہے۔ اکسٹھ سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں یہ باسٹھ نمبر پر نازل ہوئی۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس کے پانچ رکوع اور چون آیات ہیں اور موجودہ ترتیب کے لحاظ سے اس کا بیالیسواں نمبر ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے باسٹھ نمبر ہے۔

حم عسق یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ قطع کا معنٰی ہے الگ کرنا۔ لفظ سے ایک حرف الگ کر لیا جائے اختصاراً۔ ح سے مراد حمید ہے، م سے مراد مجید۔ حمید کے معنٰی قابل تعریف۔ مجید کا معنٰی بزرگ۔ اللہ تعالیٰ کا نام حمید بھی ہے مجید بھی ہے۔ ع سے مراد علیم۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے علیم۔ س سے مراد سمیع ہے اللہ تعالیٰ سننے والا بھی ہے۔ ق

سے مراد قادر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ اسی طرح وحی کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور ان کی طرف بھی وحی بھیجی جو پیغمبر آپ سے پہلے گزرے ہیں۔ وحی کون بھیجتا ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ لفظ اللہ فاعل ہے يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ کا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے پہلے تھے۔ سب سے پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام تھے دوسرے پیغمبر آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث تھے۔ اس کے بعد کتنے ہی پیغمبر تشریف لائے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور انھوں نے آکر بشارت سنائی کہ وَ مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ [سورہ صف] ''اور میں خوش خبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو آنے والا ہے میرے بعد نام اس کا احمد ہے، ﷺ۔ محمد کے لفظی معنیٰ ہیں تعریف کیا ہوا۔ یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ آپ ﷺ کی تعریف رب نے کی، فرشتوں نے کی، انسانوں اور جنات نے کی، اپنوں اور بے گانوں نے کی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں جتنی تعریف آپ ﷺ کی ہوئی ہے اتنی کسی اور کی نہیں ہوئی۔ اور احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے اس کا معنیٰ ہے سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آپ ﷺ سے زیادہ بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کسی نے نہیں کی۔ تو پیغمبر جتنے بھی تشریف لائے ہیں سب آپ ﷺ سے پہلے تشریف لائے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا وہ بعد میں آئیں گے لیکن امتی کی حیثیت سے آئیں گے وہ اپنی شریعت کی لوگوں کو دعوت نہیں دیں گے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی دعوت دیں گے اور ان کے آنے سے آپ ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑے گی کیوں کہ گنتی وہی رہے گی گنتی نہیں بڑھے گی۔

تو فرمایا اسی طرح وحی کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو آپ سے پہلے گزرے ہیں اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وہ اللہ جو غالب ہے حکمت والا ہے۔

نافع اور ضار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے :

فرمایا لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اسی اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے۔ آسمان میں چاند، سورج، ستارے ہیں اور بے شمار مخلوق ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، زمین میں پہاڑ ہیں، میدان ہیں، دریا ہیں، انسان اور حیوان ہیں، جنات ہیں، چرند پرند ہیں، حشرات الارض ہیں، اور کتنی مخلوق ہے جس کو رب کے سوا کوئی نہیں جانتا سب کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور سب پر تصرف بھی اسی کا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو تصرف کا حق ہوتا تو آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن پاک میں اعلان کروایا قُلْ آپ فرمادیں اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا بے شک میں نہیں ہوں مالک تمہارے لیے نفع نقصان کا۔'' اور یہ بھی اعلان کروایا کہ آپ ان کو کہہ دیں لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا [الاعراف:۱۸۸] ''میں نہیں ہوں مالک اپنے لیے نفع نقصان کا۔'' اگر آپ ﷺ نفع کے مالک ہوتے تو آپ ﷺ کو کوئی بھی تکلیف نہ آتی۔

حالانکہ احد کے مقام پر عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کو پتھر مارا آپ ﷺ کے نیچے والے دو دانتوں میں سے دائیں طرف والا دانت شہید ہو گیا اور آپ ﷺ زخمی ہو گئے۔ خون کے فوارے پھوٹ پڑے۔ عبداللہ بن امیہ کافر نے تلوار ماری خود (لوہے کی

ٹوپی) کٹ گئی آپ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ اگر آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو یہ معاملہ کبھی نہ پیش آتا لہٰذا نافع اور ضار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے سب کا وہی خالق، وہی مالک اور وہی متصرف ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ اور وہی بلند اور عظمت والا ہے۔ ذات کے لحاظ سے بڑا اور رتبے کے لحاظ سے بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑی ذات کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں رتبے اور درجے کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ سے بڑی ذات کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میدان محشر میں لواء الحمد یعنی حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور آدم علیہ السلام اور باقی تمام پیغمبر میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

مقام محمود کو تم یوں سمجھو کہ جیسے جلسوں کے لیے سٹیج ہوتا ہے اور خاص لوگ اس پر ہوتے ہیں عام لوگ نیچے ہوں گے اور انبیائے کرام مقام محمود پر ہوں گے۔ فرمایا میں مقامِ محمود پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوں گا اور ساری مخلوق کے لیے شفاعت کروں گا کہ حساب کتاب شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔

فرمایا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اوپر سے کہ ساتواں گرے چھٹے پر اور چھٹا گرے پانچویں پر اور پانچواں گرے چوتھے پر اور چوتھا گرے تیسرے پر۔ اوپر سے پھٹنا شروع ہوں۔ کیوں؟ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اور فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں ان کے جسم وزنی نہیں ہیں ہمارے جسموں کی طرح مگر اس کثرت سے ہیں کہ اس تکثر کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے۔ آسمانوں میں چار انگشت بھی ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ عبادت میں مصروف نہ ہو۔ تو ایک تفسیر تو یہ ہے

کہ فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ آسمان پھٹ جائیں۔ چنانچہ سورۃ مریم پارہ ۱۶ میں ہے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ''اور کہا کافروں اور مشرکوں نے کہ بنالیا ہے رحمٰن نے بیٹا'' لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا البتہ تحقیق لائے ہو تم ایک بڑی ناگوار بات تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ''قریب ہے آسمان پھٹ پڑیں اس سے اور زمین شق ہو جائے اور گر پڑیں پہاڑ گر پڑنا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ''اس وجہ سے کہ پکارتے ہیں یہ لوگ رحمان کے لیے اولاد۔'' اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يُسَبُّنِي ابْنُ اٰدَمَ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ ''آدم کا بیٹا مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اس کو یہ حق نہیں ہے۔'' گالیاں کیسے نکالتا ہے؟ يَدْعُوْ لِيْ وَلَدًا ''میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، کوئی کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں کوئی کہتا ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان گندے عقائد سے ناراض ہو کر زمین و آسمان کا نظام ہی درہم برہم کردے۔ تو فرمایا فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔

مسلم شریف میں روایت ہے اَحَبُّ الكلام اِلَى الله سبحان الله وَبِحَمْدِهٖ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب کلام سبحان اللہ و بحمدہ ہے۔'' فرشتے اور کیا کرتے ہیں وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اور بخشش طلب کرتے ہیں ان کے لیے جو زمین میں ہیں۔ زمین والوں کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور یہ بھی تم سورہ مومن میں پڑھ چکے ہو اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ ''جو اٹھا رہے ہیں عرش کو وَمَنْ حَوْلَهٗ اور جو اس کے آس پاس ہیں يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب

کی وَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ اور ایمان رکھتے ہیں اس پر وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور مومنوں کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً اے ہمارے رب وسیع ہے ہر چیز پر آپ کی رحمت وَّ عِلۡمًا اور علم فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا بخش دے ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ اور تیرے راستے پر چلے وَقِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ اور بچا ان کو دوزخ کے عذاب سے رَبَّنَا اے رب ہمارے وَاَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ اور داخل کر ان کو ہمیشگی کے باغوں میں الَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآءِہِمۡ اور ان کو بھی جو نیک ہوں ان کے باپ دادا میں وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ اور ان کی اولادوں میں سے اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ بے شک آپ ہی غالب ہیں اور حکمت والے ہیں وَقِہِمُ السَّیِّاٰتِ [مومن: ۷ تا ۹] ''اور بچا ان کو برائیوں سے پریشانیوں سے۔''

فرمایا اَلَاۤ خبردار اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ بے شک اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا ہے مہربان ہے۔
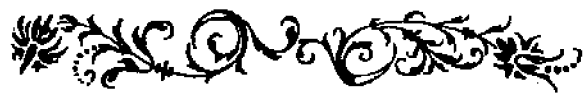
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ اتَّخَذُوْا جنھوں نے بنائے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے اَوْلِيَآءَ کارساز اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ اللہ تعالیٰ ہی نگرانی کرتا ہے ان کی وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ اور نہیں ہیں آپ ان پر بِوَكِيْلٍ وکیل وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وحی کی ہم نے آپ کی طرف قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا قرآن عربی زبان میں لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى تاکہ آپ ڈرائیں بستیوں کی ماں کو وَمَنْ حَوْلَهَا اور ان کو جو اس کے اردگرد ہیں وَتُنْذِرَ اور تاکہ آپ ڈرائیں يَوْمَ الْجَمْعِ جمع ہونے والے دن سے لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں ہے فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ ایک فریق جنت میں

ہوگا وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ اور ایک فریق بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَجَعَلَهُمْ تو کردے ان کو اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے فِيْ رَحْمَتِهٖ اپنی رحمت میں وَالظّٰلِمُوْنَ اور جو ظالم ہیں مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ نہیں ہوگا ان کے لیے کوئی حمایتی وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہ کوئی مددگار اَمِ اتَّخَذُوْا کیا بنا لیے ہیں انھوں نے مِنْ دُوْنِهٖٓ اللہ تعالیٰ سے نیچے اَوْلِيَآءَ کارساز فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ پس اللہ تعالیٰ ہی ہے کارساز وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وَمَا اور وہ چیز اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ جس میں تم نے اختلاف کیا ہے مِنْ شَيْءٍ کوئی بھی چیز ہو فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ پس اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ یہ اللہ تعالیٰ ہی میری پرورش کرنے والا ہے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسا کیا وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے :

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے جن کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے عقیدہ توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنی صفات اور اپنے افعال میں وحدہ لاشریک لہ ہے کوئی اس کا کسی معنی اور کسی حیثیت میں اور کسی اعتبار سے شریک نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیارات کسی کو دیئے ہیں رتی برابر بھی۔ لیکن مشرک قوموں نے اللہ تعالیٰ کے

پیارے پیغمبروں کو ولیوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور ولیوں کو بڑا نیک سمجھتے ہیں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ وہ نیک تھے۔ ان کا نظریہ تھا کہ یہ ہم سے راضی ہوں گے تو پھر رب تعالیٰ کے آگے ہماری درخواستیں پیش کریں گے پھر نبیوں، رسولوں، شہیدوں کے متعلق یہ نظریہ اپنایا کہ وہ حاضر و ناظر بھی ہیں اور عالم الغیب بھی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اختیارات بھی عطا کیے ہیں، یہ ہماری حفاظت اور نگرانی بھی کرتے ہیں۔

یہ جاہل قسم کے لوگ جو گیارھویں دیتے ہیں ان کا بھی یہی نظریہ ہوتا ہے کہ اس سے مال میں برکت ہوگی اور ہمارا مال نقصان سے محفوظ رہے گا۔ اگر گیارھویں نہ دی تو نقصان ہوگا۔ یہی شرکیہ عقائد ہیں۔ بہت کم لوگ ہوں گے جو ایصال ثواب کا لحاظ رکھیں۔ بے شک ایصال ثواب اپنی جگہ پر صحیح ہے مگر ایک ہی شخصیت کو ثواب پہنچانا اور گیارھویں تاریخ کو پہنچانے کا کیا مقصد ہے؟ یہ بدعت ہے۔ ایصال ثواب ہر وقت اور ہر ایک کے لیے مطلوب ہے۔ یہ جو تعیین ہے ضرور دال میں کالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اور وہ لوگ جنھوں نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز، کام بنانے والے، نگران اور محافظ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ اللہ تعالیٰ ہی نگرانی کرتا ہے ان کی جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نگران اور محافظ بنائے پھرتے ہیں اور جن کو اپنے لیے نگران اور کارساز سمجھتے ہیں ان کا نگران اور محافظ بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اختیارات سارے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ آپ ان کو یہ بات سمجھادیں وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور نہیں ہیں آپ ان پر وکیل، ان کے ذمہ دار کہ ان سے ہدایت قبول کروائیں۔ جس طرح وکیل کی ہار جیت موکل کی ہار جیت ہوتی ہے

ایسا نہیں ہے۔ پس آپ ان کو حق کھول کر سنا دیں تا کہ ان کو شبہ نہ رہے پھر میں جانوں اور یہ جانیں وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور اسی طرح وحی کی ہم نے آپ کی طرف جس طرح آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف کی قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا قرآن عربی زبان میں۔ آپ بھی عربی، قوم بھی عربی، کتاب بھی عربی زبان میں۔ قرآن کریم کو کیوں اتارا؟ لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى تا کہ آپ ڈرائیں بستیوں کی ماں کو، سب بستیوں کی اصل بستی کو۔ اُم کے لفظی معنی ماں کے ہیں۔ جس طرح ماں سے اولاد پیدا ہوتی ہے اسی طرح دنیا کی ساری بستیاں مکہ مکرمہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ زمین کا پیڑا بنا کر اللہ تعالیٰ نے یہاں رکھا جہاں کعبہ ہے پھر زمین کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ سورۃ النازعات پارہ ۳۰ میں ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ''اور اس کے بعد زمین کو بچھایا۔'' تو یہ دنیا میں جتنی بستیاں ہیں ان کا مرکز مکہ مکرمہ ہے۔ مکہ کا معنیٰ ناف، دُھنی۔ بدن کا سنٹر اور درمیان ہوتا ہے۔

ساری دنیا کا وسط کعبۃ اللہ ہے :

مکہ مکرمہ عین دنیا کا نصف ہے۔ جس طرح بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کو ناف کے ذریعے خوراک ملتی ہے اسی طرح روحانی خوراک مکہ مکرمہ کے ذریعے سے ملتی ہے اور قیامت تک ملتی رہے گی۔ اور کعبہ دنیا کے قیام کا ذریعہ ہے قِيٰمًا لِّلنَّاسِ۔ جب تک کعبہ ہے دنیا کا نظام قائم ہے۔ جس وقت کعبۃ اللہ کو شہید کر دیا جائے گا اسرافیل علیہ السلام بگل پھونک دیں گے قیامت برپا ہو جائے گی۔ تو فرمایا تا کہ آپ ڈرائیں ام القریٰ یعنی مکے والوں کو وَمَنْ حَوْلَهَا اور ان کو جو ارد گرد والے ہیں۔ جو بستیاں مکہ مکرمہ کے ارد گرد ہیں ان کو بھی ڈرائیں رب تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے۔ ساری دنیا ہی ام القریٰ کے ارد گرد ہے۔ آپ کی بعثت ساری کائنات کے لیے ہے۔ چنانچہ آپ براہِ

راست جہاں جہاں تک پہنچ سکتے تھے آپ نے وہاں پہنچ کر تبلیغ کی اور آگے آپ کے تیار کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی۔ جو بڑے وفادار، جفاکش اور انتہائی مخلص تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام کو مشرق و مغرب کے کونوں تک پہنچایا۔ آج اس گئے گزرے ہوئے زمانے میں بھی الحمد للہ! کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں کلمہ طیبہ پڑھنے والے لوگ موجود نہ ہوں چاہے تھوڑے ہوں یا زیادہ۔ تو فرمایا تاکہ آپ ڈرائیں مکہ مکرمہ اور اردگرد کی بستیوں کے لوگوں کو رب کے عذاب سے وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ اور تاکہ آپ ان کو ڈرائیں جمع ہونے والے دن سے۔ وہ قیامت کا دن ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ کوئی شک نہیں ہے اس اجتماع والے دن میں۔

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے قیامت کا عقیدہ۔ قیامت یقیناً آئے گی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اس دن جزائے عمل کی منزل آئے گی جس کے نتیجہ میں فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ ایک فریق، ایک گروہ جنت میں ہوگا وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ اور ایک فریق، ایک گروہ دوزخ میں ہوگا، بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔ موحد جنت میں ہوں گے اور مشرک کافر دوزخ میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً تو کردے ان کو ایک گروہ۔ جبراً اطاعت پر مجبور کردے کہ نافرمانی کی طاقت ان سے سلب کرلے مگر یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے کیوں کہ اس طرح تو پھر امتحان ختم ہوگیا۔ امتحان تو اس وقت ہے کہ نیکی بدی کی طاقت دے کر اختیار دیا جائے کہ جس کو چاہے اپنی مرضی سے اختیار کرے اس واسطے فرمایا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [الکہف: ۲۹] ''پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے۔'' لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ

الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَيِّ [البقرہ:۲۵۶] ''دین میں کوئی جبر نہیں ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔'' تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو جبراً سب کو ایک گروہ بنادے۔ وَّلٰكِنۡ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ لیکن اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور داخل اسے ہی کرتا ہے جو طالب ہوتا ہے وَالظّٰلِمُوۡنَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ اور ظالموں کے لیے نہیں ہوگا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار یعنی جو لوگ کفر و شرک ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ مددگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ کیا بنائے ہیں انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے کارساز کہ یہ ان کی مشکل کشائی کریں گے اور مشکل میں کام آئیں گے فَاللّٰهُ هُوَ الۡوَلِىُّ پس اللہ تعالیٰ ہی ہے کارساز اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشائی کرنے والا نہیں ہے، کارساز فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وَهُوَ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے لہٰذا اسی کو کارساز سمجھنا چاہیے اور تمام حاجات میں اسی کو پکارنا چاہیے اور اسی کی توحید پر ایمان لانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَىۡءٍ اور وہ چیز جس میں تم نے اختلاف کیا ہے کوئی بھی چیز ہے فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ پس اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹ پارہ نمبر ۵ میں ہے فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ ''پس اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو لوٹاؤ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔'' اگر آپس کے اختلافات اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حل کر لیے جائیں تو دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے مگر افسوس کہ ہر آدمی، گروہ اور جماعت اپنی من مانی کرتی ہے جس کا نتیجہ سب کے

سامنے ہے۔ تو فرمایا جس چیز میں تم نے اختلاف کیا کوئی بھی چیز ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ یہ اللہ تعالیٰ میری پرورش کرنے والا ہے عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسا کیا وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔
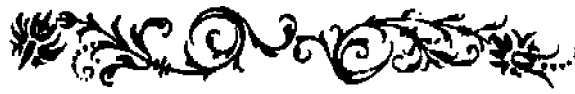
فَاطِرُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ بنانے والا ہے آسمانوں کو وَالْاَرْضِ اور زمین کو جَعَلَ اس نے بنائے لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تمہاری جانوں میں سے اَزْوَاجًا جوڑے وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اور مویشیوں میں سے بھی اَزْوَاجًا جوڑے يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ بکھیرتا ہے تم کو اس میں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نہیں ہے اس کے مثل کوئی چیز وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اور وہ

سننے والا دیکھنے والا ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ اسی کے لیے ہیں چابیاں آسمانوں کی وَالْاَرْضِ اور زمین کی يَبْسُطُ الرِّزْقَ بڑھاتا ہے رزق لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لیے چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اِنَّهٗ بے شک وہ بِكُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمٌ جانتا ہے شَرَعَ لَكُمْ مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مِّنَ الدِّيْنِ مَا وہ دین وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا جس کی تاکید کی نوح علیہ السلام کو وَّالَّذِیْٓ اور وہی اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ جس کی وحی کی ہم نے آپ کی طرف وَمَا اور وہ وَصَّيْنَا بِهٖٓ جس کی تاکید کی ہم نے اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ کہ قائم کرو تم دین کو وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بھاری ہے مشرکوں پر مَا وہ چیز تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ جس چیز کی تم ان کو دعوت دیتے ہو اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ اللہ تعالیٰ ہی منتخب کرتا ہے اپنی طرف مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف مَنْ اس کو يُّنِيْبُ جو رجوع کرتا ہے وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اور نہیں تفرقہ ڈالا ان لوگوں نے اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا مگر بعد اس کے جَآءَهُمُ الْعِلْمُ آ گیا ان کے پاس علم بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ سرکشی کرتے ہوئے اپنے درمیان وَلَوْلَا كَلِمَةٌ اور اگر نہ ہوتی ایک بات سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ جو ہو چکی آپ کے رب کی طرف سے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک

لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان وَإِنَّ الَّذِينَ اور بے شک وہ لوگ أُورِثُوا الْكِتٰبَ جن کو وارث بنایا گیا کتاب کا مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ البتہ وہ شک میں ہیں اس کی طرف سے مُرِيبٍ جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید فرمائی اَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ”کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز، مشکل کشا بنالیا ہے۔“ حالانکہ کارساز تو فقط اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی رب جو ہر چیز پر قادر ہے فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ بنانے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اس نے بنائے ہیں تمھارے لیے تمھاری جانوں میں سے جوڑے۔ کسی کو مرد بنا دیا کسی کو عورت بنا دیا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا اور مویشیوں میں سے بھی جوڑے بنائے، نر مادہ کہ نسل کا سلسلہ قائم رہے يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ بکھیرتا ہے تمھیں زمین میں یا بکھیرتا ہے تمھیں ماں کے رحم میں یا بناوٹ میں تمھیں بکھیرتا ہے۔ کسی کو کوئی شکل وصورت، کسی کو کوئی شکل وصورت عطا کرتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نہیں ہے اس کے مثل کوئی چیز۔ یہاں کاف زائدہ ہے کیونکہ اگر کاف زائدہ نہ ہو تو معنیٰ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔ کیونکہ کاف کا معنیٰ بھی تو مثل ہے۔ تو نفی مثل کے مثل کی ہوگی مثل ثابت ہوگئی۔ تو کاف زائدہ ہے۔ معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے مثل اور بے مثال ہے نہ اس کی ذات کے مثل کوئی ہے اور نہ اس کے صفات کے مثل کوئی ہے، نہ

ارادے میں اس کے مثل کوئی ہے اور نہ افعال میں اس کے مثل کوئی ہے اور نہ مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی تشبیہ دی جاسکتی ہے، نہ اس کا باپ ہے، نہ ماں ہے، نہ بیوی ہے، نہ اولاد ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سننے والی دیکھنے والی ہے۔ ساری کائنات کی بولیاں سنتا بھی ہے اور ان کے حالات کو دیکھتا بھی ہے لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اسی کے پاس ہیں چابیاں آسمانوں کی اور زمین کی۔ سارے اختیارات اسی کے پاس ہیں ہر چیز میں تصرف کرنے والا وہی ہے يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ بڑھاتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حکمت کے مطابق رزق تقسیم کرتا ہے کیوں کہ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ لہٰذا وہ بہتر سمجھتا ہے کہ کس کو کتنا رزق دینا ہے۔ جب پیدا کرنے والا وہی ہے، رزق دینے والا وہی ہے، تصرف کرنے والا وہی ہے تو دین بھی اسی کا ہے شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ دین۔

شریعت اصل (عربی لغت) میں اس گھاٹ کو کہتے ہیں جس پر اتر کر لوگ پانی پیتے ہیں۔ اسی مناسبت سے شریعت کو بھی دین کہا جاتا ہے کہ لوگ اس سے روحانی پیاس بجھاتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کر کے اپنی زندگی کو درست کر لیتے ہیں۔

تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر فرمایا مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا جس کی تاکید کی اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور یہ وہی دین ہے جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی اور یہ وہی دین ہے وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اور جس کی تاکید کی ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سمیت پانچ اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر فرمایا ہے کہ ان سب کو یہی تاکید کی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ کہ وہ دین کو قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ، پیغمبروں کی رسالت کا عقیدہ، قیامت کا حق ہونا ایسے اصول ہیں کہ جن میں کسی بھی نبی کے زمانے میں کوئی اختلاف نہیں رہا اور ان پر ایمان لانا ہر نبی کی امت کے لیے ضروری تھا یہی دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ غرض یہ کہ دین اور ملت ہر دور میں ایک ہی رہے ہیں البتہ ان عقائد کی تفصیلات کو شریعت کہا جاتا ہے۔ سورہ مائدہ آیت نمبر ۴۸ میں ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ''تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے جدا جدا شریعت اور راستہ مقرر کیا ہے۔'' یعنی ہر امت کی شریعت مختلف رہی ہے مثلاً پہلی امتوں میں بہن بھائی کا نکاح جائز تھا لیکن بعد میں اس کو حرام قرار دے دیا گیا۔ بعض شریعتوں میں اونٹ کا گوشت اور دودھ ناجائز تھا ہمارے آخری پیغمبر کی شریعت میں جائز ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ بَنُوْ عَلَّاتٍ دِيْنُنَا وَاحِدٌ'' ہم انبیاء کا گروہ علاتی بھائی ہیں ہمارا دین ایک ہے۔'' علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں۔ مطلب یہ کہ دین اور ملت تو تمام امتوں کی یکساں ہیں مگر ان کی شریعتیں الگ الگ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم پیغمبروں کو تاکیداً حکم دیا کہ دین کو قائم رکھو وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو کہ دین کے کسی اصول کو مانو اور کسی کو نہ مانو یا کسی نبی کی نبوت پر ایمان لائے اور کسی کا انکار کر دے بلکہ سارے نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اپنے اپنے زمانے میں برحق تھے اور اب دین اور شریعت صرف حضرت محمد رسول ﷺ کی ہے۔ تو فرمایا دین میں تفرقہ نہ ڈالو کہ اس کا کوئی

اصول مانو اور کوئی نہ مانو۔ ان میں سرفہرست توحید کا اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بھاری ہے مشرکوں پر بہت زیادہ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ جس کی
طرف آپ ان کو دعوت دیتے ہیں، بلاتے ہیں۔ توحید کی دعوت ان کو گولی کی طرح لگتی
ہے۔ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۶ میں ہے وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ
وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا "اور جب آپ ذکر کرتے ہیں اپنے رب کا قرآن میں اکیلا
تو وہ پھر جاتے ہیں اپنی پشتوں پر نفرت کرتے ہوئے۔" اور کہتے ہیں اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ
اِلٰـهًا وَّاحِدًا "کیا اس نے کر دیا ہے تمام معبودوں کو ایک معبود اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ
عُجَابٌ [ص:۵] "بے شک یہ ایک عجیب چیز ہے۔" تو اللہ تعالیٰ کی توحید مشرکوں پر
بھاری ہے جس کی تم ان کو دعوت دیتے ہو۔ فرمایا ہدایت اور گمراہی کا ایک ضابطہ یہ ہے
اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْٓ
اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ اور اپنی طرف راہ نمائی کرتا ہے اس شخص کی جو رجوع کرتا ہے۔ جو
ہدایت کا طالب ہوتا ہے ہدایت اس کو دیتا ہے۔ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۹ میں ہے
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا "اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری
طرف آنے کی ہم ان کو اپنے راستے بتا دیتے ہیں۔" ہدایت کے طالب کو صحیح راستہ مل جاتا
ہے۔ فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا ان گمراہ فرقوں نے تفرقہ نہیں ڈالا ان لوگوں نے اِلَّا مِنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آ گیا اپنے
درمیان سرکشی کرتے ہوئے۔ اہل کتاب کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتابیں آئیں، پیغمبر
تشریف لائے، انھوں نے ہدایت کو واضح کیا مگر ان لوگوں نے ضد، عناد اور آپس میں
سرکشی کرتے ہوئے دین کے اصولوں میں اختلاف کیا اور فرقے بنا لیے اور مختلف فرقوں

میں تقسیم ہو گئے۔آخری پیغمبر اور آخری کتاب کا بھی ان کو علم تھا محض ضد، عناد اور سرکشی کی وجہ سے ایمان نہیں لائے اور مخالفت شروع کر دی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو ہو چکی آپ کے رب کی طرف سے۔آپ کے پروردگار کی طرف سے پہلے سے ایک بات طے شدہ نہ ہوتی إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر وقت تک لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ توان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے قطعی فیصلہ کے لیے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے۔اگر یہ بات طے نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں، مشرکوں اور سرکشی کرنے والوں کا فیصلہ دنیا ہی میں کر دیتا ان کو اسی دنیا میں فوراً سزا دے دیتا۔مگر اس کا قانون ہے وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ [القلم:۴۵] ''اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔''

فرمایا یہ بات بھی سن لیں وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ اور بے شک وہ لوگ جن کو وارث بنایا گیا کتاب کا ان کے بعد لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ وہ البتہ تردد انگیز شک میں ہیں۔یعنی یہود و نصاریٰ کے پہلے گروہوں نے جو تحریفات کیں ان کی تحریفات کو خالص کتاب قرآن کے ساتھ مٹا دیا گیا تو یہ پچھلے شکر گزار ہو کر اس پر ایمان نہ لائے بلکہ شک میں پڑے ہوئے ہیں قرآن کے بارے میں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی آخری رسالت کے بارے میں۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾

فَلِذٰلِكَ پس اسی لیے فَادْعُ آپ دعوت دیں وَاسْتَقِمْ اور قائم رہیں آپ كَمَآ اُمِرْتَ جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ اور نہ پیروی کریں آپ ان کی خواہشات کی وَقُلْ اور آپ کہہ دیں اٰمَنْتُ میں ایمان لایا ہوں بِمَآ اس چیز پر اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ جو نازل کی ہے اللہ تعالیٰ نے کتاب سے وَاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان اَللّٰهُ رَبُّنَا اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رب ہے وَرَبُّكُمْ اور تمہارا بھی رب ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں لَا حُجَّةَ کوئی جھگڑا نہیں بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ہمارے اور تمہارے درمیان اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا ہم سب کو

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ اور اسی کی طرف لوٹنا ہے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يُحَآجُّوْنَ جو جھگڑا کرتے ہیں فِي اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مِنْۢ بَعْدِ مَا بعد اس کے کہ جو اسْتُجِيْبَ لَهٗ اس کی بات کو قبول کیا گیا ہے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ ان کی دلیل کمزور ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے ہاں وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ اور ان پر غضب ہے وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق میں گزرا ہے کہ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ”بھاری ہے مشرکوں پر وہ چیز یعنی توحید جس کی طرف آپ ان کو دعوت دیتے ہیں۔“ اور اہل کتاب نے بھی ضد عناد کی وجہ سے دین میں تفرقہ پیدا کر رکھا ہے فَلِذٰلِكَ فَادْعُ پس اسی وجہ سے آپ ان کو دعوت دیں دین اور توحید کی پوری استقامت کے ساتھ تاکہ انھیں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ فرمایا وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ اور آپ قائم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ پائے استقلال میں لغزش نہ آنے پائے۔ سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۲ میں ہے فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ ”پس آپ ڈٹ کر رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جنھوں نے توبہ کی آپ کے ساتھ۔“ کفر وشرک سے توبہ کر کے آپ کا ساتھ دیا ہے وہ بھی ڈٹ کر رہیں۔

استقامت علی الدین :

آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا حضرت! آپ ﷺ وقت سے پہلے بوڑھے ہو

گئے ہیں تو آپ نے فرمایا شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدُ وَ اَخَوَاتُھَا ''سورۃ ہود اور اس جیسی سورتوں کے مضامین نے مجھے بوڑھا کر دیا۔'' کہ اس میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ڈٹ کر رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ یاد رکھنا! حق کو قبول کرنا اور پھر اس پر ڈٹ جانا بڑی بات ہے اور آدمی کو ایسا ہی ہونا چاہیے یہ نہیں کہ آدمی لوٹے کی طرح پھرتا رہے صبح کو کوئی عقیدہ ہو اور شام کو کوئی عقیدہ ہو۔ سورہ حم سجدہ آیت نمبر ۳۰ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ''بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر اس پر ڈٹ گئے تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔'' تو فرمایا قائم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ اور پیروی نہ کریں آپ ان لوگوں کی خواہشات کی۔ مخالفین کی تو خواہش ہے کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے دین سے پھیر دیں اور اپنے دین کے ساتھ ملانے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خبردار کر دیا کہ آپ اپنے دین پر قائم رہیں اور ان کی خواہشات کی پروا نہ کریں وَقُلْ اور کہیں اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ میں ایمان لایا اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے کتاب کی صورت میں نازل فرمائی ہے۔ میں وحی الٰہی پر ایمان رکھتا ہوں اس کے خلاف تمہاری باتوں کو تسلیم نہیں کر سکتا اور آپ ﷺ ان سے یہ بھی کہہ دیں وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ عدل قائم ہوگا تو ظلم ختم ہوگا، امن قائم ہوگا بدامنی کی وجہ ہی ناانصافی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے وَاٰتِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ ''ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔'' انصاف کا یہی تقاضا ہے۔ آج دنیا میں عدل نہیں ہے۔ چھوٹی عدالتوں سے لے کر بڑی عدالتیں موجود ہیں مگر انصاف نہیں ملتا جب تک عدل قائم نہیں ہوگا دنیا میں

امن قائم نہیں ہو سکتا۔

سورہ نحل آیت نمبر ۹۰ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔'' اور سورہ انعام آیت نمبر ۱۵۲ میں ہے وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ''اور جس وقت بات کرو تو انصاف کے ساتھ اگرچہ کوئی فریق تمہارا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔'' تو فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف قائم کردوں۔ فرمایا اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ وہی خالق بھی ہے اور مالک بھی، وہی مشکل کشا اور حاجت روا بھی ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی بگڑی بنانے والا ہے اور نہ ہی کوئی عبادت کے لائق ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔

سورہ مدثر پارہ ۲۹ میں ہے کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ''ہر نفس اپنی کمائی میں گروی ہے۔'' کوئی شخص کسی شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کوئی جھگڑا نہیں ہمارے تمہارے درمیان۔ ہمارا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے تمہارا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے تو پھر ہمارے تمہارے درمیان جھگڑے والی بات کون سی رہ جاتی ہے؟ حقیقی فیصلہ قیامت والے دن ہو جائے گا اَللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا قیامت والے دن۔ اس دن کسی کے ساتھ کوئی رو رعایت نہیں ہوگی اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا [بقرہ:۱۴۸] ''تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تعالیٰ تم سب کو لے آئے گا خواہ قبروں میں ہو یا درندے کھا گئے ہوں یا مچھلیاں کھا گئی ہوں وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ

اور سب نے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ دنیا کے تمام جھگڑوں کی حقیقت وہاں کھل جائے گی۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ اور وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ بعد اس کے کہ اس کی بات کو قبول کیا گیا ہے یعنی سمجھ دار لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لا چکے ہیں اس کے باوجود جو لوگ مسلسل انکار کرتے ہیں اور فضول حجت بازی کرتے ہیں حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کی دلیل کمزور ہے ان کے رب کے ہاں۔ دَاحِضَةٌ کا لغوی معنیٰ ہے پھسلنا۔ جیسے کوئی شخص کیچڑ میں پھسل جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ جھگڑا اور دلیل پھسلنے والی ہے بالکل کمزور ہے جو ان کے باطل عقیدے کے حق میں پیش کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ لوگ جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور ناراضی ہے کیونکہ یہ حق کو ٹھکرا رہے ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ حق کو قبول کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور عذاب سے حفاظت فرمائے۔
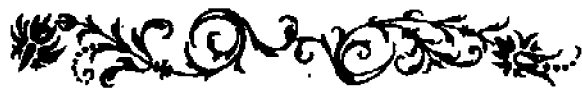
اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِیْزَانَؕ
وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ﴿۱۷﴾ یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ
لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَاۚ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَاۙ وَ یَعْلَمُوْنَ
اَنَّهَا الْحَقُّؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۸﴾
اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُۚ وَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۱۹﴾
مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖۚ وَ مَنْ كَانَ
یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَاۙ وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ﴿۲۰﴾
اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُؕ
وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ
وَاقِعٌۢ بِهِمْؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ
الْجَنّٰتِۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۲۲﴾

اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے اَنْزَلَ الْكِتٰبَ جس نے
اتاری کتاب بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَالْمِیْزَانَ اور ترازو بھی وَمَا
یُدْرِیْكَ اور آپ کو کیا خبر لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ شاید کہ قیامت قریب ہو
یَسْتَعْجِلُ بِهَا جلدی کرتے ہیں اس کے بارے میں الَّذِیْنَ وہ لوگ لَا
یُؤْمِنُوْنَ بِهَا جو ایمان نہیں لاتے اس پر وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان
لاتے ہیں مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وہ ڈرنے والے ہیں اس سے وَیَعْلَمُوْنَ

ور جانتے ہیں اَنَّهَا الْحَقُّ کہ بے شک وہ برحق ہے اَلَاۤ خبردار اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يُمَارُوْنَ جو جھگڑا کرتے ہیں فِي السَّاعَةِ قیامت کے بارے میں لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ البتہ گمراہی میں دور جا پڑے ہیں اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے بِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کے ساتھ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے وَهُوَ الْقَوِيُّ اور وہ قوت والا ہے الْعَزِيْزُ غالب ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ جو شخص چاہتا ہے حَرْثَ الْاٰخِرَةِ آخرت کی کھیتی نَزِدْ لَهٗ ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے فِيْ حَرْثِهٖ اس کی کھیتی میں وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ اور جو شخص چاہتا ہے حَرْثَ الدُّنْيَا دنیا کی کھیتی نُؤْتِهٖ مِنْهَا ہم دیں گے اس کو اس میں سے وَمَا لَهٗ اور نہیں ہوگا اس کے لیے فِي الْاٰخِرَةِ آخرت میں مِنْ نَّصِيْبٍ کوئی حصہ اَمْ لَهُمْ کیا ان کے لیے شُرَكٰٓؤُا کوئی شریک ہیں شَرَعُوْا لَهُمْ جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے مِّنَ الدِّيْنِ دین سے مَا وہ چیز لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ جس کی اجازت نہیں دی اللہ تعالیٰ نے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ اور اگر نہ ہوتی فیصلے کی بات لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ تو البتہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ اور بے شک ظالموں کے لیے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب ہے تَرَى الظّٰلِمِيْنَ دیکھیں گے آپ ظالموں کو مُشْفِقِيْنَ ڈرنے والے ہوں گے مِمَّا اس چیز سے كَسَبُوْا

جو انھوں نے کمائی وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ اور وہ واقع ہونے والی ہے ان پر وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انھوں نے عمل کیے اچھے فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے لَهُمْ ان کے لیے ہوگا مَّا يَشَآءُوْنَ جو وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے پاس ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یہ ہے فضیلت بڑی۔

ربط آیات :

اس سے پچھلے سبق میں تم نے پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکٹھا کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہاں حساب کتاب ہونا ہے ان احکام کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے اتاری ہے کتاب بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ اس کتاب کا سارا پروگرام حق و صداقت پر مبنی ہے اور اس میں کسی قسم کے باطل کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ تم نے حم سجدہ کے اندر پڑھا ہے لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ " نہ باطل اس پر آگے سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔" اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو مکمل حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے وَالْمِيْزَانَ میزان کو بھی نازل کیا ہے۔

والمیزان کی تفسیر :

میزان سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عطف تفسیری ہے اور وہ کتاب ہی میزان ہے حق اور باطل کے درمیان۔ یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ میزان سے مراد عقل ہے کہ عقل سے انسان کھوٹی کھری بات میں تمیز کرتا ہے۔ تیسرا مطلب یہ بیان

کرتے ہیں کہ میزان سے مراد میزان یعنی ترازو ہے۔ جس طرح تم حسی چیزوں کا ترازو سے موازنہ کرتے ہو اسی طرح قیامت والے دن تمہارے اعمال کا موازنہ کیا جائے گا اور دنیا میں اس کے ذریعے ماپ تول میں انصاف قائم کیا جاتا ہے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

منکرین قیامت مذاق کے طور پر قیامت کے بارے میں پوچھتے تھے مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ [سورۃ الملک] ''قیامت والا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم وعدے میں سچے ہو۔'' اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ تمھیں کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہو۔ بڑی قیامت تو اپنے وقت پر اجتماعی طور پر سب کے لیے آئے گی اور وہ کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا علم کسی کو نہیں دیا۔ اور چھوٹی قیامت تو انسان کے ہر وقت قریب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ ''پس تحقیق جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔'' قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔

فرمایا يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ جلدی کرتے ہیں قیامت کی وہ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا جو اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے بے بر ہیں۔ ان کو انجام کا احساس نہیں ہے اس لیے جلدی مانگتے ہیں۔ اس کے برخلاف وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وہ ڈرنے والے ہیں اس سے۔ ان کو ہر وقت فکر رہتی ہے کہ معلوم نہیں آگے کیا صورت حال پیش آئے گی۔ وہ آخرت کی تیاری کرتے ہیں اور کفر و معاصی سے بچتے ہیں وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ اور وہ جانتے ہیں کہ قیامت برحق ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور اس دن ہر آدمی کو اپنے کیے کی جزا سزا ملنی ہے۔ فرمایا اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ خبردار بے شک

وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں قیامت کے بارے میں اور کہتے ہیں مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيمٌ [سورہ یٰسین] ''کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔''
هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ [مومنون:۳۶] ''بڑی دور کی بات ہے بڑی دور کی بات ہے جس سے تم ڈراتے ہو۔'' کہ ہم دوبارہ زندہ ہوں گے حساب کتاب ہوگا۔ یہ قیامت کے متعلق جھگڑا کرنے والے لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ یہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔
اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی کرنے والا ہے اس لیے فوراً پکڑتا نہیں ہے مہلت دیتا رہتا ہے يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے۔

بعض اوقات نافرمانوں کو بہت زیادہ دیتا ہے اور نیکوں کو تنگی میں رکھتا ہے رزق کی تقسیم اس کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہوتی ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا کے ساتھ نہیں ہوتا وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ اور وہ قوت والا اور غالب ہے۔ تمام اختیارات اس کے پاس ہیں مَنْ كَانَ يُرِيدُ جو شخص چاہتا ہے حَرْثَ الْآخِرَةِ آخرت کی کھیتی کا نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے اس کی کھیتی میں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کرنے کے بعد عبادت و ریاضت کے ذریعے محنت کرتا ہے وہ ایسی کھیتی پر کام کر رہا ہے کہ جس کا پھل آخرت میں ملے گا۔ نیکی کرنے والے کو ہر نیکی کا کم از کم بدلہ دس گنا ملتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا [الانعام:۱۶۱] ''جو شخص لایا ایک نیکی پس اس کے لیے دس گنا اجر ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ چاہے تو لاکھوں کروڑوں گنا بدلہ عطا فرمائے۔

آگے دوسرے گروہ کے متعلق فرمایا وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا اور جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی کھیتی کا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ہم دیں گے اس کو اس میں سے یعنی ضروری نہیں ہے کہ دنیا کے طالب کو اس کی خواہش کے مطابق مل جائے بلکہ ہم اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق کچھ نہ کچھ حصہ اس کو دیں گے مگر ساتھ ہی یہ فرمایا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ اور نہیں ہے اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ۔ اور سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۸ میں ہے ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ "پھر ہم نے اس کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے۔" کیوں کہ اس نے آخرت کا ارادہ ہی نہیں کیا اور اس کی ساری کوشش دنیا کے لیے ہے۔ اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ کا فرمان گزر چکا ہے شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ "تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے وہی دین مقرر کیا ہے جو پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے مقرر کیا تھا۔" اب اللہ تعالیٰ اس دین کے منکرین کے لیے فرماتے ہیں اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی شریک ہیں جنھوں نے کوئی ایسا دین مقرر کیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ گویا کہ انھوں نے کوئی علیحدہ دین مقرر رکھا ہے بنا رکھا ہے۔ انھوں نے کوئی حلال و حرام کے ضابطے بنائے ہیں، معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی کوئی حدیں بیان کی ہیں تو لاؤ پیش کرو جن کو انھوں نے شریک بنایا ہوا ہے۔ انھوں نے کوئی علیحدہ دین نہیں بنایا البتہ مشرکوں نے خود ساختہ رسمیں اور بدعات بنائی ہوئی ہیں جو دین حق کے سراسر خلاف ہیں۔ یہ تمام رسومات قل، تیجا، ساتواں، چالیسواں، عرس، قبروں پر چراغاں کرنا، چادریں چڑھانا، ان کی اپنی بنائی ہوئی ہیں اور دین کے خلاف ایک بغاوت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ اور اگر نہ ہوتی

فیصلے کی ایک بات پہلے سے طے شدہ توان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے ان باغیوں کو دنیا ہی میں پوری پوری سزا دے دی جاتی۔ وہ طے شدہ بات یہ ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ [سجدہ: ۲۵] ''بے شک آپ کا رب وہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت والے دن ان چیزوں کے بارے میں جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔'' تو فرمایا کہ اگر ایک طے شدہ بات نہ ہوتی تو ان لوگوں کا فیصلہ فوراً کر دیا جاتا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ اور بے شک ظلم کرنے والوں کے لیے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب ہے۔ فرمایا تَرَى الظّٰلِمِيْنَ دیکھیں گے آپ ظالموں کو مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا ڈرنے والے ہوں گے اپنی کمائی سے۔ جب میدان محشر میں پہنچیں گے اور ان کے کفریہ شرکیہ اعمال ان کے سامنے آئیں گے اور ان کا انجام بھی سامنے نظر آرہا ہوگا تو خوف زدہ ہوں گے اور حقیقت میں وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ اور وہ ان پر واقع ہونے والا ہوگا ان کی کارروائیوں کا وبال ان پر پڑنے والا ہوگا وہ اس سے بچ نہیں سکیں گے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے۔ عقیدہ توحید والا بنایا، زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں گزری فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے پاس۔ جنتی جو درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا۔

جنت کی نعمتیں :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک جنتی آدمی عرض کرے گا کہ پروردگار! مجھے کھیتی باڑی کا بڑا شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! جنت کی نعمتوں سے تیرا

پیٹ نہیں بھرا؟ کیا تو ان چیزوں سے راضی نہیں ہوا؟ عرض کرے گا مولا کریم! میں تیری عطا کردہ نعمتوں پر بڑا خوش ہوں مگر کھیتی باڑی میری دلی خواہش ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کھیت تیار کیا جائے گا پھر اس میں بیج ڈالا جائے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے فصل اگے گی پھر پک جائے گی پھر کٹ کر اناج کے ڈھیر لگ جائیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس آدمی کی خواہش فوراً پوری فرما دیں گے۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھیں جنت تک پہنچا دے اور یہ ہر مومن کی دلی خواہش ہے تو فرمایا وہاں پر سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاں چاہو گے اڑتے پھرو گے۔ گھوڑا تمھیں بلا خوف و خطر منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ الغرض جنت میں ہر جنتی کی ہر خواہش پوری ہوگی۔ فرمایا ذٰلِکَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یہ ہے فضیلت بڑی جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ دوسری جگہ فرمایا فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ [آل عمران: ۱۸۵] ''پس جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا پس وہ کامیاب ہو گیا۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامیاب فرمائے۔

(آمین)
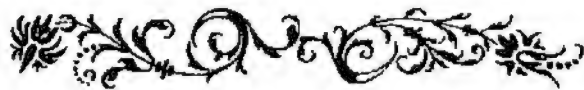
ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِؕ قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰىؕ وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًاؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًاۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَؕ وَ یَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَۙ ﴿۲۵﴾ وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗؕ وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍؕ وَ هُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ع

ذٰلِكَ الَّذِیْ یہ وہ چیز ہے یُبَشِّرُ اللّٰهُ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ عِبَادَهُ اپنے بندوں کو الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے ہیں وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کرتے ہیں اچھے قُلْ آپ کہہ دیں لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ

نہیں مانگتا میں تم سے عَلَیۡهِ اَجۡرًا اس پر کوئی معاوضہ اِلَّا الۡمَوَدَّةَ مگر دوستی فِی الۡقُرۡبٰی قرابت داری میں وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ اور جو کمائے گا حَسَنَةً بھلائی نَّزِدۡ لَهٗ فِیۡهَا ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے اس میں حُسۡنًا خوبی اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ غَفُوۡرٌ بخشنے والا ہے شَکُوۡرٌ قدردان ہے اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ کیا یہ لوگ کہتے ہیں افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اس نے افتراء باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰهُ پس اگر چاہے اللہ تعالیٰ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِكَ مہر لگا دے آپ کے دل پر وَیَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو وَیُحِقُّ الۡحَقَّ اور ثابت کرتا ہے حق کو بِکَلِمٰتِهٖ اپنے کلمات کے ساتھ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ بے شک وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو وَهُوَ الَّذِیۡ اور وہ وہی ہے یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ جو قبول کرتا ہے توبہ عَنۡ عِبَادِهٖ اپنے بندوں کی وَیَعۡفُوۡا اور معاف کرتا ہے عَنِ السَّیِّاٰتِ برائیاں وَیَعۡلَمُ اور جانتا ہے مَا تَفۡعَلُوۡنَ جو کچھ تم کرتے ہو وَیَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور قبول کرتا ہے دعائیں ان لوگوں کی جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انھوں نے عمل کیے اچھے وَیَزِیۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ اور مزید عطا کرے گا ان کو اپنے فضل سے وَالۡکٰفِرُوۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کر دے رزق لِعِبَادِهٖ اپنے بندوں

کے لیے لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ تو البتہ وہ سرکشی کریں زمین میں وَلٰکِنۡ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ لیکن وہ اتارتا ہے اندازے سے مَّا یَشَآءُ جتنا چاہتا ہے اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ہے وَهُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ اور وہ وہی ہے جو اتارتا ہے بارش کو مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا بعد اس کے کہ وہ ناامید ہو جاتے ہیں وَیَنۡشُرُ رَحۡمَتَهٗ اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت وَهُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ اور وہی حمایت کرنے والا ہے قابل تعریف ہے وَمِنۡ اٰیٰتِهٖ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ آسمانوں کا پیدا کرنا اور زمین کا پیدا کرنا وَمَا بَثَّ فِیۡهِمَا اور جو بکھیرے ہیں ان دونوں کے درمیان مِنۡ دَآبَّةٍ جانور وَهُوَ عَلٰی جَمۡعِهِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ اور وہ ان کے جمع کرنے پر جب چاہے گا قادر ہے۔

ربط آیات :

اس سے پہلی آیت کریمہ میں ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کیے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِكَ الَّذِیۡ یہ ہے وہ چیز یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل کیے اچھے کہ ان کو جنت میں ہر قسم کا آرام نصیب ہوگا اور ان کی ہر

خواہش پوری ہوگی۔

آگے اللہ تعالیٰ نے رسالت کا ذکر فرمایا ہے۔فرمایا اے نبی کریم ﷺ! قُلْ آپ کہہ دیں لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا میں نہیں مانگتا اس تبلیغ حق کے سلسلہ میں تم سے کوئی معاوضہ۔سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۰۹ میں ہے وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا نہیں ہے میرا بدلہ مگر رب العالمین کے ذمہ۔'' ہاں! میرا مطالبہ صرف اس قدر ہے اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی مگر دوستی قرابت داری میں کہ میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر تم میری قرابت داری کا تو کچھ لحاظ کرو۔کسی خاندان سے پھوپھی، کسی سے چچی وغیرہ ہے تم میرے خاندان کے لوگ ہو اور خاندانی لوگ ایک دوسرے کا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔تم اگر میرے پروگرام کو قبول نہیں کرتے تو قرابت داری کا لحاظ کر کے مجھے تکلیف تو نہ پہنچاؤ۔

اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کی صحیح تفسیر اور محبّ اہل بیت :

شیعہ نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کہہ دیں میں تم سے اس قرآن کے بیان کرنے پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی مگر یہ کہ تم میرے اہل بیت حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرو۔یہ میں تم سے سوال کرتا ہوں یعنی مودۃ فی القربٰی کا معنٰی اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔لیکن ان کا یہ استدلال عقلاً نقلاً دونوں طرح باطل ہے۔

عقلاً اس لیے باطل ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے اس وقت تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ہجرت کے تیسرے سال کے آخر میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ہوا رمضان ۳ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور ۵ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے مکہ مکرمہ میں اس وقت تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وجود ہی نہیں ہے ان کے والدین کا نکاح ہی نہیں ہوا تو ہم کیسے مانیں کہ مودۃ فی القربیٰ کا معنیٰ ہے کہ تم اہل بیت حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرو۔

اور نقلاً اس لیے باطل ہے کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ یہ آیت اہل بیت سے محبت کے سلسلے میں ہے۔ فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا ہاں! اتنی بات ہے کہ تم قرابت داری کا تو کچھ لحاظ کرو مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ۔

تو آیت کریمہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے جو شیعہ نے نکالا ہے۔ باقی رہی محبت اہل بیت کے ساتھ تو اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے ساتھ محبت، ازواج مطہرات کے ساتھ محبت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ضروری ہے۔ تو فرمایا تم میری بات مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی مگر صلہ رحمی کا دامن تو نہ چھوڑو۔

فرمایا وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اور جو شخص کمائے گا بھلائی ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے خوبی یعنی اس کا بدلہ بڑھا دیں گے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، قدردان ہے۔ وہ معمولی سے عمل پر بھی بہت زیادہ اجر دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے وہیں جوان ہوئے۔ ساری زندگی انھی

لوگوں میں گزری۔ یہ بھی نہیں کہ کچھ عرصہ دور چلے گئے ہوں، ان کی نظروں سے اوجھل رہے ہوں اور غائبانہ کچھ لکھا پڑھا ہو بلکہ پورے چالیس سال ان میں رہے۔ لیکن وہ لوگ پھر بھی شوشے چھوڑنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اس مقام پر بھی ان کے ایک شوشے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ يَقُوْلُوْنَ کیا یہ کافر کہتے ہیں افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اس پیغمبر نے افتراء باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا کہ یہ کہتا ہے مجھ پر وحی اترتی ہے مجھے نبوت ملی ہے۔ یہ الزام لگاتے ہیں حالانکہ جانتے تھے کہ یہ نہ لکھنا جانتا ہے نہ پڑھنا جانتا ہے اور نہ یہ بددیانت ہے بلکہ سارے آپ ﷺ کو امین مانتے تھے۔ فرمایا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ پس اگر چاہے اللہ تعالیٰ مہر لگا دے آپ ﷺ کے دل پر صبر کی اور واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل پر صبر کی مہر لگائی تھی کہ آپ ﷺ کے منہ پر آپ ﷺ کو سٰحِرٌ كَذَّابٌ کہتے تھے، مسحور اور مجنون بھی کہتے تھے، کاہن بھی کہا اور جو بھی غلیظ زبان استعمال کر سکتے تھے کرتے رہے اور آپ ﷺ خندہ پیشانی سے ان کو ٹالتے تھے۔ ان ساری باتوں کو آپ ﷺ نے سن کر صبر کیا اس لیے کہ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل پر صبر کی مہر لگا دی تھی۔

دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے یعنی رسالت واپس لے لے، قرآن واپس لے لے۔ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ اور مٹا دے اللہ تعالیٰ باطل کو بغیر کسی نبی کی وساطت کے۔ رب تعالیٰ اس پر قادر ہے وہ چاہے تو اس طرح کر سکتا ہے۔ اس میں صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بتلائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس طرح بھی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ’’اور اگر ہم چاہیں تو

لے جائیں اس چیز کو جو وحی کی ہے ہم نے آپ کی طرف پھر نہ پائیں آپ اپنے لیے ہمارے اوپر کوئی دلیل۔'' نہ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وحی واپس لی اور نہ قرآن واپس لیا صرف قدرت بتلائی کہ ہم اگر چاہیں تو اس طرح کر سکتے ہیں۔ کرنے اور کر سکنے میں بڑا فرق ہے۔ تو فرمایا پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مہر لگا دے آپ کے دل پر اور مٹا دے باطل کو اللہ تعالیٰ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اور ثابت کر دے حق کو اپنے کلمات کے ساتھ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بے شک وہ جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ جو کافر کہتے ہیں اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ مومن کر رہے ہیں اس کو بھی جانتا ہے سب کی حرکات، اقوال اور افعال کو بخوبی جانتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی۔ آدمی کو ہر وقت اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنا چاہیے اور توبہ کرتے رہنا چاہیے۔ اور یہ بھی تم کئی بار سن چکے ہو کہ توبہ کے لیے بھی شرائط ہیں محض زبانی کلامی توبہ توبہ کرنے سے معافی نہیں مل جاتی۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حق ذمہ نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی دو قسمیں ہیں۔

حقوق اللہ کی اقسام :

- ایک وہ ہیں جن کی قضا ہو سکتی ہے۔
- اور دوسرے وہ ہیں جن کی قضا نہیں ہو سکتی۔

مثلاً : نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔ اگر رہ گئی ہیں تو یہ محض توبہ توبہ کہنے سے معاف نہیں ہوں گی۔ ارب کھرب مرتبہ بھی توبہ توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوں گی۔ اکثر پڑھے لکھے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ بالغ ہونے کے بعد جو نمازیں کسی مرد و عورت کے ذمہ ہیں جب تک

ان کی قضا نہیں لوٹائے گا معاف نہیں ہوں گی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور تمام فقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے۔ ہاں! جن کی قضا نہیں ہے وہ توبہ سے معاف ہو جائیں گی۔ مثلاً: زنا کی قضا نہیں ہے سچے دل سے توبہ کرے گا معاف ہو جائے گا۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر میں کوتاہی کی ہے سچے دل سے توبہ کرے گا معاف ہو جائے گا۔ اور جو بندوں کے حقوق ہیں وہ توبہ سے کسی صورت معاف نہیں ہوتے۔ جب تک حقوق ادا نہ کر دیئے جائیں یا صاحب حقوق معاف کر دیں۔

تو فرمایا وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ اور معاف کرتا ہے برائیاں۔ صغیرہ گناہ وضو کی برکت سے، مسجد کی طرف آنے کی برکت سے، نماز کی برکت سے خود بہ خود معاف ہو جاتے ہیں۔ سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ''بے شک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو۔'' تو صغیرہ گناہ نماز، روزہ، جمعہ، حج، عمرہ کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ کی تفصیل ابھی تم نے سنی ہے وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ رب تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ دعاؤں کو ان لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جنھوں نے عمل کیے اچھے۔ جو ایمان کی حالت میں اچھے عمل کریں گے رب تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ قبول کرے گا مگر قاعدے کے مطابق عمل ہونے چاہییں۔ مثلاً: نماز پوری شرائط کے ساتھ، بدن پاک ہو، کپڑے پاک ہوں، جگہ پاک ہو، وقت ہو، چہرہ قبلے کی طرف ہو، اسی طرح باقی نیکیاں ہیں کہ قاعدے کے مطابق ہوں تو ان لوگوں کی دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

دعا کی قبولیت کی صورتیں :

پھر یہ بھی سمجھ لیں کہ بعض دفعہ آدمی ایک چیز کو اپنے لیے مفید سمجھ کر مانگتا ہے مگر وہ چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کے لیے مفید نہیں ہوتی تو رب تعالیٰ اس کو نہیں دیتا۔ تو اس کا نہ دینا ہی دعا کا قبول ہونا ہے۔ بعض دفعہ وہ چیز مفید بھی ہوتی ہے پھر بھی نہیں ملتی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے آنے والی کسی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔ یہ بھی دعا کی قبولیت ہے۔ بسا اوقات اس کی دعا کو ذخیرہ کر کے رکھا جاتا ہے قیامت والے دن اس کا بدلہ ملے گا مگر بندہ جلد باز ہے۔ وہ کہتا ہے مجھے میری چیز جلدی ملے۔ بہ ہر حال بندے کو دعا سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے الدعاء مخ العبادہ ''دعا عبادت کا مغز ہے۔'' جیسے ہڈی میں گودا اور مغز ہو تو جان دار میں جان اور قوت ہوتی ہے ورنہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ تو دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے لَیْسَ شَیْءٌ اَشْرَفُ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں پکارنے سے زیادہ اشرف کوئی شے نہیں ہے لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی سے مانگو وہی دیتا ہے۔'' وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اور اللہ تعالیٰ ان کو مزید عطا کرے گا اپنے فضل سے۔ عام حالات میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے اور فی سبیل اللہ کی مد میں سات سو گنا ملتا ہے۔ اس سے زیادہ جس کو چاہے رب تعالیٰ دے دے وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ اور جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عذاب سے ہر مسلمان مرد عورت کو بچائے اور محفوظ رکھے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کر دے رزق اپنے بندوں کے لیے تو البتہ وہ سرکشی کریں زمین

میں۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جب انسان غریب ہوتا ہے اس وقت اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑا گہرا ہوتا ہے۔ غربت میں رب قریب ہوتا ہے وہ رب سے مانگتا ہے۔ پھر جب مال آجاتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کو صبر کے ساتھ نہیں کھاتا۔ مال کو صبر کے ساتھ کھانے اور استعمال کرنے والا ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مال کے آنے کے بعد تبدیلی آجاتی ہے۔ پہلے جماعت کے ساتھ نماز گئی پھر سرے سے نمازیں ہی گئیں، پھر جمعہ گیا، روزے گئے، پھر تاش جوا کھیلے گا، شراب پیے گا، بدمعاشیاں کرے گا۔

میں نے اپنی زندگی میں وہ لوگ دیکھے ہیں جو غربت کے زمانے میں باقاعدہ جماعت میں شریک ہوتے تھے، درس سنتے تھے، باقاعدگی کے ساتھ جمعہ میں آتے تھے۔ بیرون ملک چلے جانے کے بعد روپے آگئے، ہر شے آگئی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سارے بندوں کا رزق کشادہ نہیں کرتا۔ اگر رزق کشادہ کرے اپنے بندوں کا تو البتہ وہ زمین میں سرکشی کرتے ہیں وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ لیکن وہ اتارتا ہے اندازے سے جتنا وہ چاہتا ہے اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار بھی ہے اور دیکھنے والا بھی ہے وَهُوَ الَّذِیْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ اور اللہ وہی ہے جو اتارتا ہے بارش کو مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا بعد اس کے کہ لوگ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں۔

دیکھو! آج کل کتنی شدید گرمی ہے (یہ درس گرمی کے موسم میں تھا) لوگ آسمان کی طرف دیکھتے ہیں کاش کہ آسمان کی طرف دیکھنے کے بجائے اپنے گریبان میں جھانکتے کہ ہم بارش کے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بھی ہیں یا نہیں اور یہ بارشیں جو نہیں ہو رہیں کہیں ہماری شامت اعمال تو نہیں ہے۔ اپنے گناہوں کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ فرمایا

وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ اور وہ پھیلاتا ہے اپنی رحمت کو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ رحمت کی بارش نازل فرمائے ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ اور وہی حمایت کرنے والا ہے، کارساز اور قابل تعریف ہے۔ فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں کا پیدا کرنا اور زمین کا پیدا کرنا وَمَا بَثَّ فِيهِمَا اور جو بکھیرے ہیں آسمانوں اور زمین میں مِنْ دَآبَّةٍ جانور۔ انسانوں کی شکلوں کو دیکھو، گھوڑے، بکری کو دیکھو، بلی اور سانپ کو دیکھو، کیڑے مکوڑے، مچھر کو دیکھو۔ ان سب میں اللہ تعالیٰ نے روح ڈالی ہے اور سارے اپنے نفع اور نقصان کو سمجھتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر رب تعالیٰ کی قدرت کا یقین ہو جاتا ہے وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ اور وہ رب ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔ قیامت کے دن سب کو جمع کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْ اٰيٰتِنَا ۗ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

وَمَآ اور جو اَصَابَكُمْ پہنچی ہے تم کو مِّنْ مُّصِيْبَةٍ کوئی مصیبت فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ پس اس وجہ سے جو کمایا ہے تمہارے ہاتھوں نے وَيَعْفُوْا اور اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے عَنْ كَثِيْرٍ بہت ساری غلطیوں سے وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے فِى الْاَرْضِ زمین میں وَمَا لَكُمْ اور نہیں ہے تمہارے لیے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے مِنْ وَّلِيٍّ کوئی حمایتی وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہ کوئی مددگار وَمِنْ اٰيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے الْجَوَارِ کشتیاں فِى الْبَحْرِ سمندر میں كَالْاَعْلَامِ جیسے ٹیلا اِنْ يَّشَاْ اگر وہ چاہے يُسْكِنِ الرِّيْحَ

روک دے ہوا فَيَظْلَلْنَ پس وہ ہو جائیں رَوَاكِدَ ٹھہری ہوئی عَلٰى ظَهْرِهٖ اس کی پشت پر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ ہر صبر کرنے والے کے لیے شَكُوْرٍ شکر کرنے والے کے لیے اَوْ يُوْبِقْهُنَّ یا ان کو ہلاک کر دے بِمَا كَسَبُوْا ان کی کمائی کی وجہ سے وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ اور معاف کر دیتا ہے بہت سارے وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اور تاکہ جان لیں وہ لوگ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا جو جھگڑا کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ نہیں ہے ان کے لیے چھٹکارا فَمَاۤ پس جو اُوْتِيْتُمْ تم دیئے گئے ہو مِّنْ شَيْءٍ کوئی چیز فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پس وہ فائدہ ہے دنیا کی زندگی کا وَمَا اور جو عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے وَّاَبْقٰى اور بہت ہی پائیدار ہے لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يَجْتَنِبُوْنَ جو بچتے ہیں كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ بڑے گناہوں سے وَالْفَوَاحِشَ اور بے حیائی کی باتوں سے وَاِذَا مَا غَضِبُوْا اور جب وہ غصے میں آتے ہیں هُمْ يَغْفِرُوْنَ وہ معاف کر دیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پریشانیوں کے بارے میں ایک بات سمجھائی ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کو کوئی مصیبت اور پریشانی نہ آئی ہو۔ چاہے وہ امیر ہے یا غریب ہے مرد ہے یا عورت ہے بوڑھا ہے یا جوان ہے۔ پھر وہ مصیبت اور پریشانی

چاہے مالی ہو یا بیماری کی وجہ سے ہو یا اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ہو یا اولاد کے ستانے کی وجہ سے ہو۔

ایک بہت بڑے لغوی گزرے ہیں حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بزرگ آدمی نے کہا کہ تمہارے پاس قلم دوات ہے تو لاؤ یا کسی پتے پر ایک شعر لکھ لو۔ یہ میرا شعر ہے:

عِشْ مُوْسِرًا فِی الدُّنْیَا اَوْ مُعْسِرًا
لَابُدَّ فِی الدُّنْیَا مِنْ مِنَ الْھَمِّ

"دنیا میں تم چاہے مال دار ہو کر رہو یا فقیر ہو کر کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور آئے گی۔" کوئی گھر، کوئی آدمی تکلیف سے خالی نہیں ہے۔ لیکن اس کا سبب اکثر اپنی کوتاہیاں ہوتی ہیں ہمارے گناہ ہوتے ہیں ہم مانیں یا نہ مانیں۔

اس کا ذکر رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ اور جو پہنچتی ہے تم کو کوئی مصیبت فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ پس اس وجہ سے جو کمایا ہے تمہارے ہاتھوں نے یہ تمہارے عملی کرتوت کا نتیجہ ہے وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ اور اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے بہت ساری غلطیاں۔ بہت ساری کوتاہیوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتا ہے۔ ہر گناہ پر پکڑے تو تم بچ نہیں سکتے۔ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ پریشانی انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر ایک کی مصیبت گناہوں کے نتیجہ میں ہو ہمارا ایمان ہے کہ پیغمبر صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں لیکن ان کو بڑی پریشانیاں آئیں۔

دنیا میں سب سے زیادہ تکلیفیں انبیاء کو آتیں ہیں :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا حضرت یہ بیان فرمائیں اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً "دنیا میں سب سے زیادہ تکلیفیں کن لوگوں کو آئی ہیں؟ قَالَ فرمایا الانبیاء سب سے زیادہ پریشانیاں اور تکالیف انبیاء علیہم السلام کو پیش آئی ہیں ثُمَّ الْاَمْثَل پھر ان لوگوں کو جو درجے میں ان کے قریب ہیں ثُمَّ الامثل پھر ان کو جو ان کے قریب ہیں یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِہٖ جتنا کسی میں دین ہوگا اتنی ہی اس کی آزمائش ہوگی ۔ یہ ترمذی شریف کی صحیح روایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ تکلیفیں پیغمبروں کو آئی ہیں۔ تو یہ گناہوں کے نتیجہ میں تو نہیں ہیں پیغمبر تو معصوم ہیں پیغمبروں کو تکلیفیں کیوں پیش آئی ہیں؟ اس کی ایک وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ لوگوں کے لیے نمونہ ہوتے ہیں لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ [الاحزاب:۲۱] "البتہ تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک اچھا نمونہ ہے۔" تو پیغمبروں کو تکلیفیں آئیں انھوں نے صبر کیا تم بھی تکلیفوں میں صبر سے کام لو۔

آنحضرت ﷺ پر تکلیفیں آئیں آپ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا، چہرۂ اقدس زخمی ہوا، آپ ﷺ کا سوتیلا بیٹا شہید ہوا، بیٹے فوت ہوئے، بیٹیاں فوت ہوئیں، دشمنوں نے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں مگر آپ ﷺ نے صبر سے کام لیا۔ اگر پیغمبروں نے آرام دہ زندگی بسر کی ہوتی تو وہ نمونہ نہیں بن سکتے تھے۔ تو انبیائے کرام علیہم السلام کو تکلیفیں آئیں تاکہ ہمارے لیے نمونہ بنیں کہ ہمیں تکلیفیں آئیں تو ہم ان کی طرح صبر کریں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کی وجہ سے ان کے درجے بلند فرماتے ہیں۔ تو پیغمبروں کو جو تکلیفیں آتی ہیں وہ گناہوں کی وجہ سے نہیں آتیں انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا

دوسرے لوگوں کو عموماً جو تکالیف آتی ہیں وہ اعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

تو فرمایا اور جو پہنچتی ہے تم کو کوئی مصیبت پس اس وجہ سے جو کمایا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور درگزر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بہت سی خطاؤں سے وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے رب تعالیٰ کو زمین میں اپنا حکم نافذ کرنے سے۔ رب تعالیٰ کو فیصلہ نافذ کرنے میں تم عاجز نہیں کر سکتے وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے مِنۡ وَّلِىٍّ کوئی حمایتی کہ رب تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے حمایت کرے وَّلَا نَصِيۡرٍ اور نہ کوئی مددگار کہ وہ تمہیں رب تعالیٰ کے عذاب سے بچالے۔

آگے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں بتلاتے ہیں۔ فرمایا وَمِنۡ اٰيٰتِهِ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے الۡجَوَارِ فِى الۡبَحۡرِ۔ جوار جاریة کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے کشتی۔ تو معنیٰ ہوگا کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں كَالۡاَعۡلَامِ۔ یہ علم کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے ٹیلا۔ سمندر کے کنارے کھڑا ہو کر آدمی دیکھے تو دور سے کشتیاں ٹیلے نظر آتے ہیں جیسے جیسے قریب آئیں گی تو معلوم ہوتا ہے کشتیاں ہیں۔ تو یہ کشتیاں رب تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہیں اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ اگر رب تعالیٰ چاہے تو روک دے ہوا کو فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ۔ رَوَاكِدَ رَاكِدَةٌ کی جمع ہے ٹھہری ہوئی۔ پس ہو جائیں وہ اس کی پشت پر، سمندر کی سطح پر ٹھہری ہوئیں۔ پرانے زمانے میں بادبانی کشتیاں ہوتی تھیں جو ہوا کے ذریعے چلتی تھیں بڑے بڑے مضبوط ٹاٹ باندھے ہوتے تھے جن کو ہوا لگتی تھی اور اس سے کشتیاں چلتی تھیں۔ پھر موسم کے لحاظ سے علم ہوتا تھا کہ کون سے موسم میں ہوا کا رخ کدھر کا ہوتا ہے؟ اس کے مطابق سفر ہوتا تھا کہ ان دنوں میں مشرق سے

مغرب کی طرف چلے گی اور فلاں دنوں میں مغرب سے مشرق کی طرف چلے گی یا شمال سے جنوب کی طرف چلے گی۔اب دنیا ترقی کر گئی ہے اب کشتیاں ایندھن کے ذریعے چلتی ہیں،کوئلے،پٹرول اور بجلی کے ذریعے چلتی ہیں۔تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہوا کو روک دے اور وہ ٹھہر جائیں سطح سمندر پر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ہر صبر کرنے والے کے لیے جو تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اور شکر کرنے والے کے لیے کہ الحمد للہ! ہم نے اتنا لمبا سفر کیا کشتی سلامتی کے ساتھ ایک کنارے سے دوسرے کنارے لگ گئی۔فرمایا یہ بھی یاد رکھو اَوْ یُوْبِقْھُنَّ بِمَا کَسَبُوْا یا رب تعالیٰ ان کشتیوں کو ہلاک کر دے ان کی کمائی کی وجہ سے وہ اس پر قادر ہے۔اس وقت بھی کشتیاں ڈوب جاتی تھیں اور آج کل بھی ڈوب جاتی ہیں۔باوجود اس قدر ترقی کے رب تعالیٰ ہی کشتیوں کو پار لگاتا ہے اور وہی ڈبوتا ہے۔یہ سب اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں وَیَعْفُ عَنْ کَثِیْرٍ اور معاف کرتا ہے بہت سی غلطیوں اور کوتاہیوں کو۔اگر اللہ تعالیٰ خطا اور لغزش پر پکڑے تو پھر بندہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا وَّیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اور جانتا ہے ان لوگوں کو یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا جو جھگڑا کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مَا لَھُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ نہیں ہے ان کے لیے چھٹکارا۔محیص اسم ظرف کا صیغہ بھی بن سکتا ہے اور مصدر میمی بھی بن سکتا ہے۔اگر ظرف کا ترجمہ کریں تو ترجمہ ہوگا چھٹکارے کی جگہ کہ رب تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے کے لیے ان کے لیے کوئی چھٹکارے کی جگہ نہیں ہوگی۔

فرمایا فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ پس جو چیز تمھیں دی گئی ہے مال ہو،اولاد ہو، زمین ہو،کارخانے،فیکٹریاں ہوں،سواریاں ہوں،جو کچھ بھی تمھیں دنیا میں ملا ہے

فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا پس یہ تھوڑا سا سامان ہے دنیا کی زندگی کا۔ اس بات کو نہ بھولنا۔ کتنا عرصہ تم زندہ رہو گے اور ان نعمتوں کو استعمال کرو گے؟ اس کو فانی سمجھو اور اگلے جہان کی تیاری کرو وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہت بہتر ہیں وَّاَبْقٰی اور بہت ہی پائیدار ہیں وہ کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں دنیا کی چیزیں دنیا میں ہی رہتی ہیں کسی کو کفن نصیب ہوتا ہے اور کسی کو کفن بھی نصیب نہیں ہوتا۔ تو دنیا کی چیزوں کو عارضی سمجھو اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر اور پائیدار ہے۔ اور وہ ہے کن کے لیے؟ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کے لیے ہیں جو ایمان لائے۔ یہ بنیادی شرط ہے آخرت کی کامیابی کے لیے۔ آخرت کی کامیابی ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو مومن ہیں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ''تحقیق کامیابی حاصل کی ایمان والوں نے۔'' تو آخرت کی کامیابی کی پہلی اور ضروری شرط ایمان ہے۔

دوسری خوبی: وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اور اپنے رب پر وہ توکل کرتے ہیں۔ ان کا اعتماد رب تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ دکھ سکھ، راحت، تکلیف سب رب تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ مسلمان کا پختہ عقیدہ ہے فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ''جو رب تعالیٰ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔'' کسی کے کہنے اور کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تو فرمایا وہ اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔

فرمایا وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ اور وہ لوگ جو بچتے ہیں کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ بڑے گناہوں سے وَالْفَوَاحِشَ اور بے حیائی کی باتوں سے۔ آدمی بڑے گناہوں سے بچتا رہے تو چھوٹے گناہ نیکی کے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود بہ خود معاف کرتا رہتا ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۳۱ میں ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ

عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ ''اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تمھیں روکا گیا ہے تو ہم معاف کر دیں گے تم سے تمہارے چھوٹے گناہ۔''

حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا پھر ماں باپ کی نافرمانی کرنا، شراب پینا، زنا کرنا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، جھوٹ بولنا، یہ سب بڑے گناہ ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سارے گناہ ہیں۔ تو فرمایا وہ لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے وَاِذَامَاغَضِبُوۡاھُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ اور جب وہ غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں غصے کو پی جاتے ہیں۔ بدلے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصے پر قابو پانا اور درگزر کر لینا بہت بڑی بات ہے۔
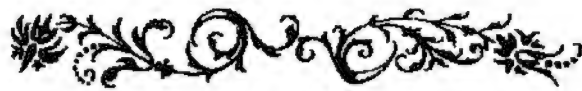
وَالَّذِیْنَ

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۚ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ
هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا
وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ
انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ؕ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا
السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ
بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ
اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۠﴿۴۳﴾ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ
یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ ۚ﴿۴۴﴾

وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ اسْتَجَابُوْا جنھوں نے حکم مانا لِرَبِّهِمْ
اپنے رب کا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور انھوں نے قائم کی نماز وَاَمْرُهُمْ
شُوْرٰى بَیْنَهُمْ اور ان کا معاملہ آپس میں مشورے سے طے ہوتا ہے وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ اور اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے یُنْفِقُوْنَ خرچ
کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ جب پہنچی ہے ان
پر زیادتی هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ وہ انتقام لیتے ہیں وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ اور برائی کا

بدلہ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا برائی ہے اس جیسی فَمَنْ عَفَا پس جس نے معاف کر دیا وَاَصْلَحَ اور اصلاح کی فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ پس اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ بے شک وہ پسند نہیں کرتا ظلم کرنے والوں کو وَلَمَنِ انْتَصَرَ اور البتہ جس شخص نے انتقام لیا بَعْدَ ظُلْمِهٖ ظلم کیے جانے کے بعد فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ ہیں مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ نہیں ہے ان پر الزام کا کوئی راستہ اِنَّمَا السَّبِيْلُ پختہ بات ہے الزام کا راستہ عَلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں پر ہے يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر وَ يَبْغُوْنَ اور سرکشی کرتے ہیں فِى الْاَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق اُولٰٓئِكَ وہ لوگ ہیں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کے لیے عذاب ہے دردناک وَلَمَنْ اور البتہ وہ شخص صَبَرَ جس نے صبر کیا وَغَفَرَ اور معاف کر دیا اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بے شک یہ البتہ ہمت کے کاموں میں سے ہے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ نہیں ہے اس کا کوئی حمایتی مِّنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ اور آپ دیکھیں گے ظالموں کو لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ جس وقت وہ دیکھیں گے عذاب کو يَقُوْلُوْنَ کہیں گے وہ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ کیا ہے پھر جانے کی طرف مِّنْ سَبِيْلٍ کوئی راستہ۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق میں تم نے پڑھا فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ پس تمھیں جو چیز بھی دی گئی ہے وہ سامان ہے دنیا کی زندگی کا اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بہت بہتر اور پائیدار ہے۔مگر یہ حاصل کن لوگوں کو ہوں گی؟ ان لوگوں کو حاصل ہوں گی جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں اور بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب طیش میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ ہیں اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ جنھوں نے حکم مانا اپنے رب کا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور انھوں نے قائم کی نماز۔رب تعالیٰ کے احکام میں ایمان کے بعد سرفہرست نماز ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز تھی۔جو آدمی نماز پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان ہے اور جو نہیں پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔افسوس کہ ہم لوگوں نے نماز کی اہمیت ہی کو نہیں سمجھا۔ایک تو نفس امّارہ نے ہمیں دھوکے میں ڈالا ہوا ہے اور کچھ جہالت نے ہمیں غفلت میں ڈالا ہوا ہے۔جہالت یہ ہے کہ سن رکھا ہے کہ توبہ سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔حالانکہ تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ ایسا ہرگز نہیں ہے سارے گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔نماز، روزہ، زکوٰۃ محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے جب تک ان کی قضا نہیں لوٹائی جائے گی۔

تو فرمایا وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ اور معاملہ ان کا آپس میں مشورے سے طے پاتا ہے یعنی ان کی یہ بھی خوبی ہے کہ وہ اپنے معاملات مشورے سے طے کرتے ہیں۔معاملات مشورے سے طے کرنے میں تفصیل ہے۔

ایک تو وہ احکام ہیں جو قرآن پاک میں اور حدیث پاک میں آ چکے ہیں یا امت

کے اجماع سے ثابت ہیں۔ان مسائل اور احکامات میں تو مشورے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے حَرَّمَ الرِّبٰوا ''سود حرام ہے۔'' اب کوئی حکومت اس کے متعلق سوچے کہ سود جاری رہنا چاہیے یا نہیں یا اس کی شرح کیا ہونی چاہیے؟ تو یہ سوچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ سود حرام ہے۔اسی طرح شراب اور جوئے کے متعلق سورہ مائدہ آیت نمبر ۹۰ پارہ ۷ میں ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ ''بے شک شراب اور جوا اور بت اور تقسیم کے تیر گندگی ہے۔'' شراب اور جوئے کا حرام ہونا قرآن سے اور احادیث متواترہ سے اور اجماع سے ثابت ہے۔اب کوئی ان کے متعلق سوچے اور مشورہ کرے کہ جاری رکھیں یا نہ رکھیں، لائسنس دیں یا نہ دیں اس کا قطعاً کوئی مجاز نہیں ہے۔

اسی طرح بے شمار مسائل ہیں جو قرآن کریم سے ثابت ہیں، احادیث سے ثابت ہیں۔اجماع امت سے ثابت ہیں۔ان کے متعلق مشورے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ جو جدید مسائل ہیں ملکی انتظام کے بارے میں دشمنوں سے لڑنے یا صلح کے متعلق۔ اس کے علاوہ کتنے مسائل ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں حدیث شریف میں تصریح نہیں ہے، امت کے اجماع سے ثابت نہیں ہیں۔ایسے معاملات میں مشورہ کرتے ہیں۔ امن وامان کیسے باقی رکھنا ہے؟ کافروں کے ساتھ لڑائی کرنی ہے یا صلح کرنی ہے۔لڑائی کرنی ہے تو کس موقع پر؟ ان باتوں میں مشورہ قیامت تک رہے گا۔

ان کی اور خوبی یہ ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔مال دیا ہے، علم دیا ہے، بدنی قوت دی ہے، عقل دی

ہے۔ اس کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ ان کی اور خوبی وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ اور وہ لوگ کہ جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ انتقام لیتے ہیں۔ دیکھنا بہ ظاہر اس آیت کریمہ کا پچھلی آیت کریمہ کے ساتھ تعارض معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہے وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ جب وہ غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور چوتھے پارے میں ہے کہ فرمایا وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ [آل عمران ۱۳۴] "اور وہ غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔" اور یہاں فرمایا کہ اگر کوئی ان کے ساتھ زیادتی کرے تو بدلہ لیتے ہیں۔

اس کے متعلق مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے دو آسان باتیں بیان فرمائی ہیں۔

❀ ایک یہ کہ دونوں کا محل جدا جدا ہے۔ اگر کوئی کافر مسلمان کے ساتھ زیادتی کرے تو بدلہ لیتے ہیں اور اگر کوئی مسلمان کرے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اس کا قرینہ اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ [الفتح: ۲۱] "وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے مہربان ہیں۔"

❀ دوسری بات یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی اور قصور کر کے اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہے کہ میرے سے غلطی اور قصور ہوا ہے اُڑتا نہیں ہے اور حالات اور قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بے چارے سے اتفاقاً غلطی ہوگئی ہے اور نادم ہے تو اس کو معاف کر دیتے ہیں اور اگر کوئی غلطی کر کے اس پر اکڑتا ہے تو اس سے بدلہ لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر بدلہ نہ لیا تو کل کسی اور کے سامنے اکڑے گا، پرسوں کسی اور کے سامنے اکڑے گا یوں اس کی یہ بری عادت پختہ ہو جائے گی تو ایسے سے بدلہ لیتے ہیں۔

جیسے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے فرعون کے باورچی خانے کا افسر اکڑ گیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مکا ٹکا دیا اس کے اکڑنے کی وجہ سے۔ واقعہ پہلے سورۃ القصص میں گزر چکا ہے کہ سخت گرمی کا موسم اور دوپہر کا وقت تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے آبائی مکان سے فرعون کے مکان کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں فرعون کے باورچی خانے کا انچارج افسر جس کا نام قاف تھا ایک بنی اسرائیلی سے الجھ رہا تھا۔ یہ افسر بڑا ظالم اور جابر تھا لوگوں سے بیگار لیتا تھا۔ کبھی لکڑیاں، کبھی دوسرا سامان لوگوں سے اٹھوا کر باورچی خانے پہنچاتا تھا مزدوری نہیں دیتا تھا۔ لوگ فرعون کے ڈر کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

ایک دن ایک کمزور سا بنی اسرائیلی اس کے قابو آ گیا۔ اس کو اس نے کہا کہ یہ سامان اٹھا کر شاہی باورچی خانے پہنچاؤ۔ اس نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے وجود کو دیکھ کمزور آدمی ہوں یہ لکڑیاں میں اٹھا نہیں سکتا کسی طاقت ور کو بلا لو۔ اور دوسری بات یہ کہ تم مزدوری بھی نہیں دیتے حالانکہ وہاں سے تمھیں مزدوری ملتی ہے۔ افسر نے کہا کہ یہ تو نے ہی لے جانی ہیں۔ یہ بحث و تکرار ہو رہی تھی کہ ادھر سے موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اس مظلوم نے مدد کے لیے ان کو آواز دی اور کہا حضرت! یہ لکڑیوں کا گٹھا دیکھو اور میرا وجود دیکھو کیا میں اس کو اٹھا سکتا ہوں؟ یہ مجھے کہتا ہے کہ تو نے ہی اٹھانا ہے۔

پھر اس کی روزمرہ کی عادت ہے کہ سرکاری خزانہ سے پیسے لے لیتا ہے اور جیب میں ڈال لیتا ہے اور لوگوں سے بیگار لیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بھئی! یہ سچ کہتا ہے بے چارہ کمزور آدمی ہے سامان زیادہ ہے۔ کہنے لگا کہ تمہارے پیٹ کے لیے تو یہ لکڑیوں کا گٹھا لے جا رہا ہوں۔ آپ بھی تو کھانا وہیں سے کھاتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے علم میں نہیں ہے کہ تو اس طرح زیادتیاں کرتا ہے اور ہمیں اس طرح کھانا کھلاتا

ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کہنے لگا کہ یہی اٹھائے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو اس نے اکڑ دکھائی تو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مکا ٹکایا پس وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

لہٰذا اگر کوئی اکڑے تو بدلہ لو۔ نرمی اور عاجزی کا اظہار کرے اور ہو بھی مسلمان تو اس کو چھوڑ دو معاف کر دو تو دونوں کا محل جدا جدا ہے کوئی تعارض نہیں ہے۔

فرمایا وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس جیسی۔ اگر کسی نے تمھیں ایک مکا مارا ہے تو تمھیں بھی اسی انداز کا ایک مکا مارنے کی اجازت ہے دو نہیں مار سکتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو گالی نکالی تو ظالم پہلا شخص ہے جس نے ابتداء کی ہے مَا لَمْ تَعْتَدِ الْمَظْلُوْمَ ''جب تک مظلوم تعدی نہ کرے۔'' اگر مظلوم نے دوسری گالی نکال دی تو یہ اس کے کھاتے میں لکھی جائے گی۔ اس واسطے مسئلہ یہ ہے کہ اَلْفِتْنَۃُ نَائِمَۃٌ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَیْقَظَھَا ''فتنہ سویا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جو اس کو جگاتا ہے۔'' کوئی بھی قول یا فعل جو فتنے کا باعث ہے از روئے شرع حرام ہے کیونکہ اسلام امن کا مذہب ہے یہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ فَمَنْ عَفَا پس جس نے معاف کر دیا وَاَصْلَحَ اور ظالم نے اپنی اصلاح کر لی فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ پس اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ معاف کرنے والے کو اجر اللہ تعالیٰ دے گا اِنَّہٗ بے شک اللہ تعالیٰ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ ظلم تو ایک رتی برابر بھی نہیں ہونا چاہیے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو لَمْ یُفْلِتْہُ اس کو چھوڑتا نہیں ہے۔ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ اور البتہ جس نے بدلہ لیا بعد اس کے اس پر ظلم ہوا ہے فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ پس یہ لوگ ہیں

نہیں ہے ان پر الزام کا کوئی راستہ۔ کیوں کہ ان کو بدلہ لینے کا حق تھا اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ بے شک الزام کا راستہ ان لوگوں پر ہے يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ اور سرکشی کرتے ہیں زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق۔ ان پر الزام کا راستہ ہے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ عذاب مرنے کے بعد فوراً شروع ہوگا اس میں تاخیر نہیں ہوگی۔

''الترغیب والترہیب'' حدیث کی کتاب ہے۔ اس میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے قبر والے کو سزا ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مشاہدے کے طور پر آپ ﷺ کو دکھایا۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر دعا کی۔ پوچھا گیا حضرت کیا واقعہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص ایک مظلوم کے پاس سے آنکھیں نیچی کر کے گزر گیا اس کی مدد نہیں کی اس پر ظلم ہو رہا تھا اس کی مدد نہیں کی اس لیے اس کو عذاب ہو رہا ہے۔ آج مدد کرنا تو درکنار ہم تو الٹا شرارت کو بھڑکانے والے ہیں ہلاشیری کرنے والے ہیں (جلتی پر تیل ڈالنے والے ہیں) اور اس پر خوش ہوتے ہیں۔ کیا چھوٹے، کیا بڑے، کیا بیمار کیا تندرست، سب اس بیماری میں مبتلا ہیں۔

فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا دوسرے کی غلطی کو اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بے شک البتہ یہ ہمت کے کاموں میں سے اور پختہ کاموں میں سے ہے۔ دوسرے کی زیادتی پر صبر کرنا اور درگزر کرنا۔ اگر ہم دنیا میں کسی کو معاف کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے وہ بھی معاف کرے گا۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک امیر آدمی کی وفات کا وقت آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ کوئی نیکی دکھلاؤ جس کی وجہ سے میں تجھے بخش دوں۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ

مال دار لوگ گناہ زیادہ کرتے ہیں نیکیوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے اپنے دائیں بائیں دیکھا آگے پیچھے دیکھا۔ کہنے لگا اے پروردگار! کلمہ کے سوا میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔ فرمایا کوئی نیکی لاؤ اس نے کہا اے پروردگار! مجھے یاد ہے کہ میں خود بھی ایسا کرتا تھا اور اپنے ملازموں اور نوکروں کو بھی کہا ہوا تھا کہ کوئی کمزور آدمی آجائے تو اس کی مدد کرو کوئی ادھار مانگے تو اسے تم دے دو اگر پیسے نہ دے پھر بھی دے دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بندے تو بندہ عاجز ہو کر ایسا کرتا تھا میں تو قادر مطلق ہوں لہٰذا میں نے تیری ساری لغزشیں معاف کر دیں۔

رب چاہے تو ایک نیکی کی وجہ سے معاف کر دے اور اگر پکڑے تو اس کی پکڑ بہت سخت ہے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ [سورۃ البروج]

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے، گمراہ کر دے فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ نہیں ہے اس کا کوئی حمایتی اس کے بہکانے کے بعد۔ لیکن وہ بہکاتا اُسے ہی ہے جو گمراہی پر راضی ہوتا ہے اور ہدایت کا طالب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى [سورۃ النساء: ۱۱۵] ''ہم اس کو پھیر دیں گے جس طرف کا اس نے رخ کیا۔'' اور اے مخاطب ایک وقت آئے گا وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ اور آپ دیکھیں گے ظالموں کو۔ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی میدان محشر میں جنت بھی نظر آئے گی اور دوزخ بھی۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ جس وقت وہ ظالم دیکھیں گے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو يَقُوْلُوْنَ وہ کہیں گے هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ کیا پھر جانے کی طرف کوئی راستہ ہے۔ دنیا کی طرف لوٹ جانے کا کوئی راستہ ہے کہ ہم دنیا میں جا کر ایمان لائیں اور نیکی کریں، کفر نہ کریں، ظلم نہ کریں مگر دنیا کی طرف آنے کا تو سوال ہی

پیدا نہیں ہوگا۔ اب وقت ہے کرلو جو کچھ کرنا ہے اللہ تعالیٰ سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔
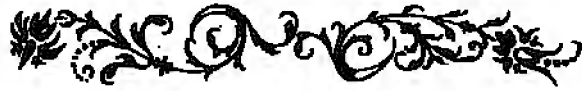
وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

وَتَرٰىهُمْ اور آپ دیکھیں گے ان کو يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا پیش کیے جائیں گے اس (آگ) پر خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ چھپی نگاہ سے وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہیں گے وہ لوگ اٰمَنُوْۤا جو ایمان لائے اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ بے شک نقصان اٹھانے والے الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا وہ لوگ ہیں جنھوں نے گھاٹے میں ڈالا اَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں کو وَاَهْلِيْهِمْ اور اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن اَلَاۤ خبردار اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بے شک ظالم فِيْ

عَذَابٍ مُّقِيْمٍ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہیں ہو گا ان کے لیے مِّنْ اَوْلِيَآءَ کوئی کارساز يَنْصُرُوْنَهُمْ جو ان کی مدد کریں مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ نہیں ہے اس کے لیے کوئی راستہ اِسْتَجِيْبُوْا قبول کرو تم لِرَبِّكُمْ اپنے رب کی بات مِّنْ قَبْلِ پہلے اس سے اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ کہ آئے وہ دن لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ نہیں ہے پھرنا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مَا لَكُمْ نہیں ہوگی تمہارے لیے مِّنْ مَّلْجَاٍ کوئی جائے پناہ يَّوْمَئِذٍ اس دن وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ اور نہیں ہوگا تمہارے لیے کوئی انکار کا موقع فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر وہ اعراض کریں فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ پس نہیں بھیجا ہم نے آپ کو عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ان پر نگران بنا کر اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ نہیں ہے آپ کے ذمے مگر پہنچانا وَ اِنَّآ اور بے شک ہم اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ جس وقت ہم چکھاتے ہیں انسان کو مِنَّا رَحْمَةً اپنی طرف سے رحمت فَرِحَ بِهَا تو اترانے لگتا ہے اس کے ساتھ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی برائی بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ پس بے شک انسان ناشکرا ہے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق کے آخر میں تھا کہ ظالم لوگ جب عذاب کو دیکھیں گے تو دنیا کی واپسی کی خواہش کریں گے۔ واپسی تو نہیں ہوگی مکافات عمل شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ ذلت کی وجہ سے جھکی ہوئی آنکھوں سے دوزخ کے عذاب پر پیش کیے جائیں گے يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وہ چھپی نگاہ سے دیکھیں گے۔ خفی کا معنیٰ پوشیدہ بھی ہوتا ہے اور ذلیل بھی۔ مطلب یہ ہے کہ اس دن ندامت کی وجہ سے نظریں اوپر نہیں اٹھائیں گے اس لیے ذلت آمیز چھپی (چور) نگاہوں سے دیکھیں گے وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بے شک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنے نفسوں کو وَاَهْلِيْهِمْ اور اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن۔

انھوں نے اپنی زندگی کے قیمتی سرمایہ کو ضائع کیا ایمان کے بجائے کفر و شرک اختیار کیا، نیکی کے بجائے گناہ اور بدعات اختیار کیں۔ خود بھی گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے اپنے اہل و عیال کو بھی لے ڈوبے۔ کیوں کہ عام طور پر بیوی بچے اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ پھر آواز آئے گی اَلَآ خبردار اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ بے شک ظالم لوگ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جس سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ فرمایا وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ اور نہیں ہوگا ان کے لیے کوئی کارساز يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو ان کی مدد کریں اللہ تعالیٰ سے نیچے۔ ظالم لوگ اس دن بے یار و مددگار رہ جائیں گے۔ اور یہ بھی یاد رکھو وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ اور جس کو اللہ

تعالیٰ بہکا دے اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہیں ہے اس کے لیے ہدایت کا راستہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہدایت اسے دیتے ہیں جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ اگر تم ہدایت لینا چاہتے ہو تو اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ اپنے رب کی بات کو، اس کے حکم کو تسلیم کرو اور اس پر عمل کرو مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ پہلے اس سے کہ آجائے وہ دن جس کے لیے پھرنا نہیں ہے۔ وہ ٹل نہیں سکتا وہ یقیناً آ کر رہے گا لہٰذا اس دن سے پہلے پہلے ایمان لے آؤ مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اور یاد رکھو! مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ نہیں ہوگی تمہارے لیے کوئی جائے پناہ اس دن وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ اور نہ تمہارے لیے انکار کی کوئی گنجائش ہوگی۔ اگر زبان سے انکار کریں گے تو ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے ۔ دنیا میں تو لوگ دنیا سے چھپ بھی جاتے ہیں مگر قیامت والے دن تو نہ چھپ سکیں گے اور نہ انکار کر سکیں گے۔ اس دن ہر چیز واضح ہو جائے گی اور تمہارے عقائد اور اعمال کا حساب ہو جائے گا۔

مسئلہ رسالت :

آگے رسالت کا مسئلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ بڑی ہمدردی اور خلوص کے ساتھ ان کو سمجھاتے مگر وہ نہ مانتے الٹا آپ ﷺ کو الٹی سیدھی باتیں کرتے۔ جادوگر، دیوانہ وغیرہ کہتے۔ جس سے آپ ﷺ کو صدمہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی کریم ﷺ! تمہاری پوری خیر خواہی اور تبلیغ کے باوجود فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر یہ لوگ اعراض کریں آپ کی بات پر توجہ نہ دیں فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا تو ہم نے نہیں بھیجا آپ کو ان پر نگہبان بنا کر کہ آپ ان سے حق بات منوا کر چھوڑیں۔ آپ ﷺ ان کے انکار کی وجہ سے دل برداشتہ نہ ہوں بلکہ اپنا کام کرتے جائیں اور ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ

دیں۔سورۃ الغاشیہ پارہ نمبر ۳۰ میں ہے لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ''آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں کہ انھیں پکڑ کر زبردستی حق کی طرف لے آئیں۔'' اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ نہیں ہے آپ کے ذمے مگر پہنچانا۔سورۃ الرعد آیت نمبر ۴۰ میں ہے فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ''پس بے شک آپ کے ذمہ پہنچانا ہے اور ہمارے ذمے ہے حساب لینا۔'' اور سورۃ یونس آیت نمبر ۹۹ میں ہے اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ''کیا پس آپ لوگوں کو مجبور کریں گے یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔'' بلکہ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ [البقرہ:۲۵۶] ''تحقیق واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے۔'' اب جو شخص اپنے ارادے اور اختیار سے گمراہی کے راستے پر چلے گا تو پھر اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہے۔

آگے اللہ تعالیٰ عام انسانوں کی ناشکری کا حال بیان فرماتے ہیں وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا اور بے شک جس وقت ہم چکھاتے ہیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت۔اسے مال،اولاد،عزت دیتے ہیں تو خوش ہو جاتا ہے اور پھولے نہیں سماتا اور کہتا ہے کہ میں اس قابل تھا کہ مجھے یہ چیزیں ملیں۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اور اگر ان کو پہنچے کوئی مصیبت اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے۔اپنے غلط کرتوت کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہو جائیں فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ تو بے شک انسان ناشکرا ہے۔تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے یہ ذلت اور رسوائی میرے ہی حصے میں آنی تھی۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عام انسان کی یہ حالت بیان فرمائی ہے کہ مال و دولت، عزت مل جائے تو تکبر کرتا ہے اور مصیبت میں ناشکرا بن جاتا ہے۔اس کے برخلاف

مومن آدمی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ سکھ چین نصیب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر اسے برداشت کرتا ہے۔
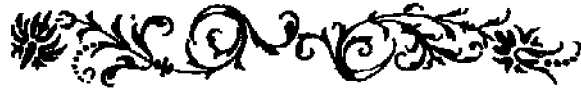
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے مُلْكُ السَّمٰوٰتِ ملک آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے يَهَبُ عطا کرتا ہے لِمَنْ يَّشَاۗءُ جس کے لیے چاہتا ہے اِنَاثًا لڑکیاں وَّيَهَبُ اور عطا کرتا ہے لِمَنْ يَّشَاۗءُ جس کے لیے چاہتا ہے الذُّكُوْرَ لڑکے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ یا جوڑے جوڑے دیتا ہے ان کو ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا لڑکے اور لڑکیاں وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بے شک وہ جاننے والا ہے قَدِيْرٌ قادر ہے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اور نہیں ہے شان کسی بشر کی اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے اِلَّا وَحْيًا مگر وحی کے ذریعے اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ یا پردے کے پیچھے

سے اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا یا بھیجے پیغام پہنچانے والے کو فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ پس وہ وحی بھیجے اپنے حکم کے ساتھ مَا یَشَآءُ جو چاہے اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ بے شک وہ بلند اور حکمتوں والا ہے وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ ہم نے وحی کی آپ کی طرف رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا روح کی اپنے حکم سے مَا كُنْتَ تَدْرِیْ آپ نہیں جانتے تھے مَا الْكِتٰبُ کتاب کیا ہے وَلَا الْاِیْمَانُ اور نہ ایمان وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ اور لیکن ہم نے کیا اس کو نُوْرًا نور نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ ہدایت دیتے ہیں ہم اس کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے وَاِنَّكَ اور بے شک آپ لَتَهْدِیْۤ البتہ راہ نمائی کرتے ہیں اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے کی طرف صِرَاطِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا راستہ الَّذِیْ وہ اللہ لَهٗ اسی کے لیے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے اَلَاۤ خبردار اِلَی اللّٰهِ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ لوٹتے ہیں سب کام۔

توحید باری تعالیٰ :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں جتنا زور توحید کے مسئلے پر اور اس کے بعد قیامت اور رسالت کے مسئلے پر دیا ہے اتنا زور اور کسی مسئلے پر نہیں دیا۔ کیونکہ توحید ہی پر تمام عبادتوں کا مدار ہے۔ جب تک توحید نہیں ہوگی کوئی عمل، عمل نہیں بنے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بار بار اور مختلف طریقوں کے ساتھ توحید کا ذکر کیا ہے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ان میں تصرف بھی اسی کا ہے اس کے سوا نہ کوئی خالق، نہ مالک اور نہ کسی کے پاس کوئی اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق، مالک ہے اور متصرف ہے يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چیز چاہتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکیاں۔ لڑکیاں ہی لڑکیاں دیتا ہے لڑکا نہیں دیتا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں دیں لڑکا نہیں دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں دیں لڑکا نہیں دیا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اور عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکے، لڑکیاں نہیں دیتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ نوح علیہ السلام کو بیٹے دیئے بیٹی کوئی نہیں دی۔

بیٹے اور بیٹیاں دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے :

مشاہدے کی بات ہے کہ آج بھی کتنے لوگ ہیں کہ ان کے لڑکے ہیں لڑکیاں نہیں اور لڑکیاں ہیں لڑکے نہیں۔ اس کی مرضی ہے لڑکیاں دے یا لڑکے دے یا جوڑے جوڑے دیتا ہے ان کو لڑکے اور لڑکیاں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو لڑکے بھی دیئے اور لڑکیاں بھی دیں۔ آج بھی اکثریت کے ہاں لڑکے بھی ہیں، لڑکیاں بھی ہیں۔ ایسے بھی ہیں دو لڑکے اکٹھے پیدا ہوتے ہیں، ایسے بھی ہیں دو لڑکیاں اکٹھی پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے بھی ہیں لڑکا لڑکی اکٹھے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ رب تعالیٰ کا کام ہے اس میں مخلوق کا کوئی دخل نہیں ہے وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ نہ لڑکا دے نہ لڑکی دے۔

دنیا میں کتنے مرد عورتیں ایسی موجود ہیں جو سارا زور لگا بیٹھے ہیں، کیا دوائیاں، کیا

ڈاکٹر، کیا حکیم، سب کو دکھا بیٹھے ہیں، دم درود والوں سے دم تعویذ کرا بیٹھے ہیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ جب رب تعالیٰ ہی نے نہیں دینا تو کون دے گا؟ یہاں پر ایک بات سمجھ لیں کہ یہ جو جملہ ہے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا اس سے شیعہ کے ایک فرقہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد کا مرد کے ساتھ نکاح اور عورت کا عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے اور اس کا ترجمہ اس طرح سے کرتے ہیں ''یا ان کا نکاح کرادے مردوں سے یا عورتوں سے۔'' لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بھئی! بات تو تخلیق کی ہو رہی ہے، پیدا کرنے کی ہو رہی نکاح کا تو مسئلہ ہی بیان نہیں ہو رہا ہے۔ مگر جب ذہن ٹیڑھا ہو جائے تو آدمی صحیح بات کو بھی ٹیڑھا بنا دیتا ہے۔ یہاں تو مسئلہ خلقت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے جس کو چاہے لڑکیاں اور جس کو چاہے لڑکے عطا کرتا ہے یا جوڑے جوڑے دیتا ہے، لڑکے اور لڑکیاں۔ اور جس کو چاہے بانجھ کر دے۔ اور اگر وہ چاہے تو بانجھ کی اصلاح کر دے بچہ عنایت کر دے۔

جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا نکاح چوبیس پچیس سال کی عمر میں ہوا۔ ایک سو بیس سال عمر مبارک ہوگئی۔ ویسے اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو بیس سال (۳۲۰) عمر عطا فرمائی تھی اور بیوی کی عمر ۹۹ سال ہوگئی نہ بچی ہوئی نہ بچہ۔ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمے پھل دیکھ کر دعا کی اے پروردگار! مریم علیہا السلام کو بے موسمے پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی اولاد عطا فرما يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ [مریم:۶] ''جو میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو۔'' میری دینی خدمت کا وارث بنا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عین نماز میں گفتگو شروع ہوگئی پیغمبر کے نماز میں فرشتے کے ساتھ گفتگو کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ کیوں؟ رب تعالیٰ کی نماز ہے اور پیغام بھی رب تعالیٰ کا فرشتہ دے رہا ہے۔ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لڑکے کی خوش خبری سناتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ کہنے لگے میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا؟ بیوی میری بانجھ ہے اور میں انتہائی بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں۔ فرمایا اسی طرح ہوگا۔ زکریا علیہ السلام نے کہا کہ مجھے کوئی نشانی بتلا دو جس سے مجھے معلوم ہو جائے کہ میری بیوی بامید ہوگئی ہے۔ فرمایا اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ''تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ آپ کلام نہیں کریں گے لوگوں کے ساتھ تین رات تک صحیح سلامت۔'' ذکر کے لیے زبان چلے گی، نماز تسبیح کے لیے زبان چلے گی مگر لوگوں کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکو گے۔ جب گفتگو کرنے سے زبان رک جائے تو سمجھ لینا کہ میری بیوی بامید ہوگئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا۔ وہ جوان ہوا، آنکھوں سے دیکھا۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۰ میں ہے وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ''اور ہم نے اچھا کیا اس کے لیے اس کی بیوی کو۔'' یہ جملہ بتلا رہا ہے کہ خرابی بیوی میں تھی ہم نے اس کی بیوی کو ٹھیک کر دیا۔ تو رب تعالیٰ بانجھ کو بھی درست کر سکتا ہے اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ بے شک وہ جاننے والا قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بشر کے ساتھ کلام کرنے کی صورتیں:

فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اور نہیں ہے کسی بشر کی شان۔ کسی بشر کے لائق نہیں ہے اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے بہ راہ راست اِلَّا وَحْیًا مگر وحی کے ذریعے، وحی کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ بشر کے ساتھ

تین صورتوں میں گفتگو کرتا ہے۔ بشر پیغمبر ہو یا غیر پیغمبر ہو۔ بشر کی شان ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کلام کرے مگر تین صورتیں ہیں اِلَّا وَحْیًا مگر وحی کے ذریعے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ ابو جہل کے سگے بھائی تھے۔ ۸ھ میں مسلمان ہوئے، مخلص مسلمانوں میں سے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا حضرت! کَیْفَ تَاْتِیْکَ الْوَحْیُ ''آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی وقت تو مجھے فرشتہ نظر نہیں آتا اور دل میں مِثْلُ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ جیسے جانوروں کے گلے میں گھنٹی لگا تار بجتی رہے تو آواز آتی ہے۔ ایسے ہی دل کے اندر وحی آتی ہے۔ اس کو تم یوں سمجھو کہ جیسے تار گھر میں گئے ہوں تو دیکھا سنا ہوگا کہ کھٹ کھٹ کہ آواز آتی ہے۔ اس کو ہم تو نہیں سمجھ سکتے لیکن جو اس فن کے ماہر ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ایسے ہی اس گھنٹی کی طرح آواز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے تھے۔

دوسری صورت: اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ یا پردے کے پیچھے سے جیسے معراج والی رات کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ کہتا ہے جن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شریک ہیں کہ معراج والی رات اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ جو کلام کیا ہے وہ پردے سے پیچھے سے کیا ہے آنکھوں کے ساتھ رب تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا۔ البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتداء تو معراج والی رات پردے کے پیچھے سے کلام ہوا ہے لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھا کر آپ کو دیدار کرایا ہے۔

یا تم اس طرح سمجھو کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رب تعالیٰ کوہ طور پر ہم کلام ہوتے تھے پردے کے پیچھے سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ

[سورۃ الاعراف] ''اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا دے۔'' تو رب تعالیٰ نے فرمایا لَنْ تَرٰنِیْ ''آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔'' تو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا دیدار نہیں کرایا۔ ہاں! قیامت والے دن سب دیکھیں گے۔

رویت باری تعالیٰ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا حضرت! یہ فرمائیں ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ''کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے قیامت والے دن۔'' تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس طرح دیکھو گے جس طرح تم سورج اور چاند کو دیکھتے ہو۔ جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت رب تعالیٰ کا دیدار ہے۔ مومن اپنے اپنے اعمال کے مطابق رب تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ بعض کو ہفتے کے بعد زیارت ہوگی، بعض کو مہینے کے بعد زیارت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بعد ان کے حسن میں اضافہ ہوگا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ رب تعالیٰ کے دیدار کے بعد جب واپس آئیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ تم پہلے سے زیادہ حسین ہو گئے ہو۔ وہ کہیں گے کہ ہم رب تعالیٰ کا دیدار کر کے آئے ہیں۔ جوں جوں دیدار ہوتا رہے گا ان کا حسن بڑھتا رہے گا۔

تیسری صورت: اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا یا بھیجے پیغام پہنچانے والے کو فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ پس اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا ہے اپنے حکم کے ساتھ جو چاہے۔ فرشتہ کبھی تو اصل شکل میں آتا تھا اور کبھی انسانی شکل میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دو دفعہ دیکھا ہے۔ ایک اس وقت جب آپ غار حرا میں تھے۔ فرمایا جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر تھے اور دوسری مرتبہ معراج والی رات سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ ان دو مواقع کے سوا جب بھی جبریل علیہ السلام آتے تھے کسی انسان کی شکل میں آتے تھے۔ کبھی

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں کبھی کسی دیہاتی کی شکل میں آتے تھے۔

بخاری شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک آدمی آیا اور آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور آنحضرت ﷺ سے سوالات شروع کر دیئے۔ آپ ﷺ جوابات دیتے رہے بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ جبریل آئے ہوں اور مجھے پتا نہ چلا ہو مگر اس دفعہ میں بھی نہیں پہچان سکا۔ میں نے اس کو کوئی دیہاتی ہی سمجھا فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ ''پس بے شک وہ جبریل تھے تمھارے پاس آئے تھے تمھیں دین سکھانے کے لیے۔'' تو اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ گفتگو کرتا ہے ان تین طریقوں کے ساتھ۔ یا تو دل میں القا کرتا ہے یا پس پردہ یا فرشتہ بھیجتا ہے جو وحی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بلند ذات اور حکمتوں والا ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف جیسے ہم نے پہلے پیغمبروں کی طرف وحی کی رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا روح کی اپنے حکم سے۔ قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ نے روح فرمایا ہے۔ جس طرح جان دار چیزوں میں روح کے ساتھ حیات ہے روح نکل جائے تو موت ہے اسی طرح اس قرآن کے ساتھ روحانی زندگی کی حیات ہے۔

فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ اس سے پہلے آپ نہیں جانتے تھے کتاب کیا ہے وَلَا الْاِيْمَانُ اور نہ ایمان کی تفصیلات کو جانتے تھے۔ اجمالی ایمان تو پیغمبروں کا پیدائشی ہوتا ہے مگر تفصیلات وحی کے ذریعے نازل ہوتی ہیں۔ آج لوگوں کی اکثریت ایمان کی تفصیل کو نہیں جانتی۔ اجمالی ایمان تو ان کا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اٰمَنْتُ

بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ یہ اجمالی ایمان ہے۔ اور یہ کافی ہے تفصیلاً معلوم نہ بھی ہو۔ تفصیل کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کی تفصیل، کتابوں کی تفصیل، رسولوں کی تفصیل، آخرت کی تفصیل۔ جس طرح اجمالی طور پر مومن میدان محشر کو مانتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا تو اجمالی ایمان ہی شرعاً معتبر ہے۔

تو فرمایا آپ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے کتاب کیا ہے، ایمان کیا ہے یعنی اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ اور لیکن بنایا ہم نے اس کتاب کو نور ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعے سے جس کو چاہتے ہیں مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے۔ رب تعالیٰ کے بندے ہی قرآن کو مانیں اور پڑھیں گے دوسروں کو اس سے کیا مطلب؟ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اور بے شک آپ راہ نمائی کرتے ہیں اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف آپ کا کام ہے راہ نمائی کرنا، ہدایت دینا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

سورۃ القصص آیت نمبر ۵۶ میں ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ "بے شک اے پیغمبر! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ فرمایا صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کا راستہ وہ ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ جس کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ ہے زمین میں سب اسی کا ہے۔ اور یاد رکھو! اَلَآ خبردار اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں سب کام۔

وہی مشکل کشا ہے، وہی حاجت روا ہے، وہی فریاد رس ہے، وہی دست گیر ہے، وہی خالق، وہی مالک، وہی متصرف اور مدبر ہے سارے جہانوں کا۔ اس کا نہ کوئی ذات

میں شریک ہے نہ صفات میں کوئی شریک ہے نہ افعال میں کوئی شریک ہے۔ یہ عقیدہ ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے۔
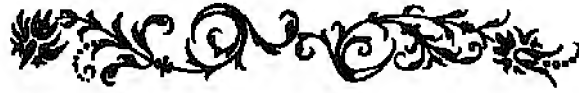
بسم اللہ الرحمن الرحیم
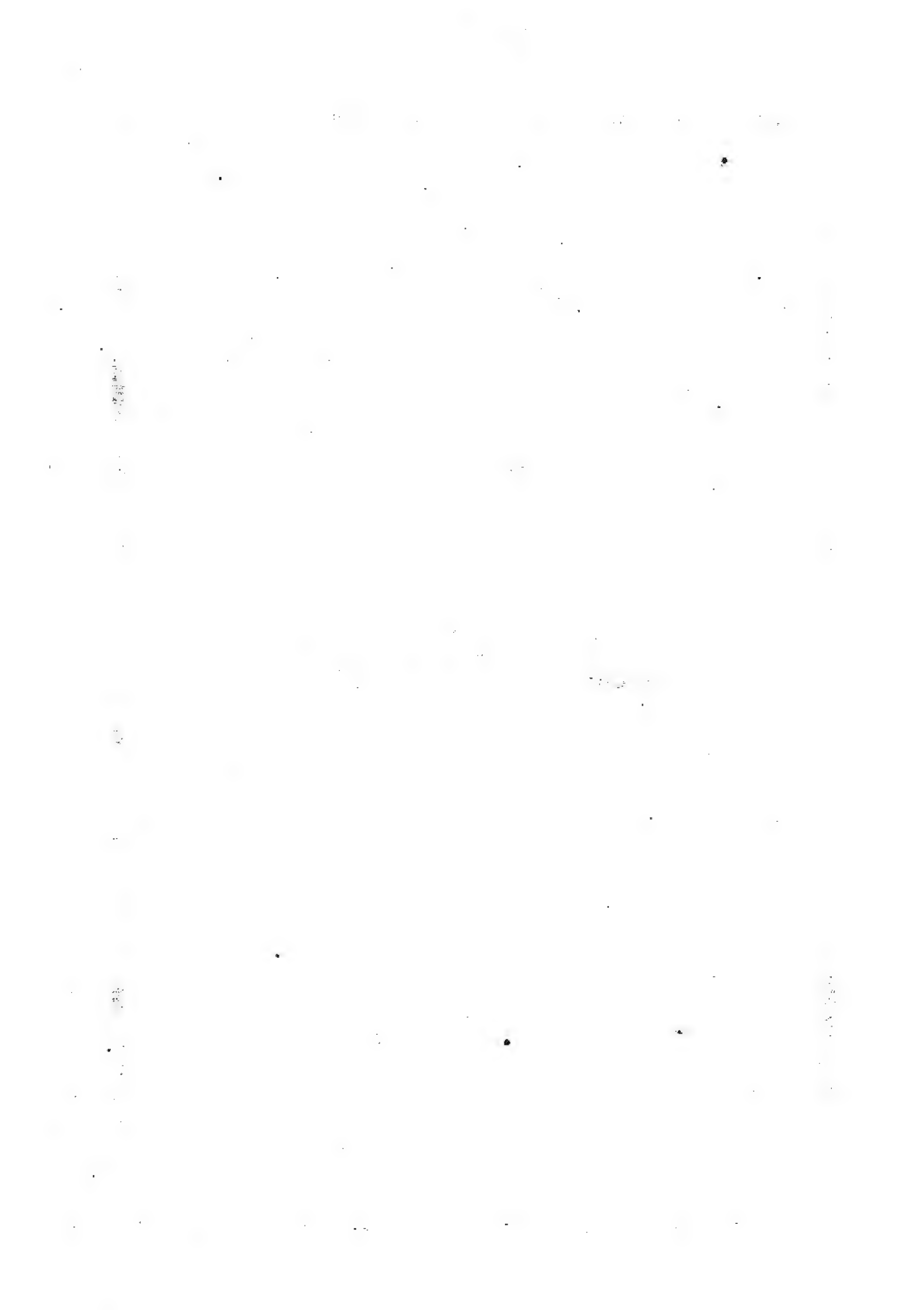
تفسیر

سورۃ الزخرف

(مکمل)

جلد............۱۸

آیاتها ۸۹ ۴۳ سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ ۶۳ رکوعاتها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۭ ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۚ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۙ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۭ ﴿۱۵﴾ ع ۵ / ۷

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ قسم ہے کتاب کی الْمُبِيْنِ جو کھول کر بیان کرنے والی ہے اِنَّا جَعَلْنٰهُ بے شک ہم نے بنایا ہے اس کو قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا عربی زبان میں لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھ سکو وَاِنَّهٗ اور بے شک وہ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لوح محفوظ میں ہے لَدَيْنَا ہمارے پاس لَعَلِيٌّ البتہ وہ بلند ہے حَكِيْمٌ حکمت والا ہے اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ کیا پس ہم پھیر دیں گے تم سے نصیحت صَفْحًا پہلو پھیرتے ہوئے اَنْ كُنْتُمْ اس لیے کہ تم ہو قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ مسرف قوم وَكَمْ اَرْسَلْنَا اور کتنے بھیجے ہم نے مِنْ نَّبِيٍّ پیغمبر فِي الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں میں وَمَا يَاْتِيْهِمْ اور نہیں آیا ان کے پاس مِّنْ نَّبِيٍّ کوئی نبی اِلَّا كَانُوْا بِهٖ مگر تھے اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا پس ہم نے ہلاک کیا ان میں سے سخت گرفت کرنے والوں کو وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ اور گزر چکی مثال پہلے لوگوں کی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر آپ سوال کریں ان سے مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ البتہ ضرور کہیں گے خَلَقَهُنَّ پیدا کیا ہے ان کو الْعَزِيْزُ غالب نے الْعَلِيْمُ جاننے والے نے الَّذِيْ وہ ہے جَعَلَ لَكُمُ جس نے بنایا ہے تمہارے لیے الْاَرْضَ زمین کو مَهْدًا بچھونا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا اور بنائے اس نے تمہارے لیے اس میں سُبُلًا راستے

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم راہ نمائی حاصل کرو وَالَّذِیْ نَزَّلَ اور وہ ذات ہے جس نے نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان سے پانی بِقَدَرٍ اندازے کے ساتھ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ پس ہم نے زندہ کیا اس کے ذریعے بَلْدَةً مَّیْتًا مردہ شہر کو كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے وَالَّذِیْ اور وہ ذات خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب وَ جَعَلَ لَكُمْ اور بنائی تمہارے لیے مِّنَ الْفُلْكِ کشتیاں وَالْاَنْعَامِ اور مویشی مَا تَرْكَبُوْنَ جن پر تم سوار ہوتے ہو لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ تاکہ تم سیدھے ہو جاؤ ان کی پشتوں پر ثُمَّ تَذْكُرُوْا پھر یاد کرو تم نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اپنے رب کی نعمت کو اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ جب تم سیدھے ہو کر بیٹھو ان پر وَتَقُوْلُوْا اور تم کہو سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کیا ہمارے لیے اس کو وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ اور نہیں تھے ہم اس کو قابو کرنے والے وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف البتہ لوٹنے والے ہیں وَجَعَلُوْا لَهٗ اور بنایا ہے انھوں نے رب کے لیے مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اس کے بندوں میں سے حصہ اِنَّ الْاِنْسَانَ بے شک انسان لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ البتہ ناشکری کرنے والا ہے کھلے طور پر۔

تعارف سورت :

اس سورت کا نام زخرف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے تیسرے رکوع میں اس کی

حقیقت بیان ہوگی کہ رب تعالیٰ نے سونے کا ذکر کیوں فرمایا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے سات رکوع اور نواسی آیات ہیں۔ اس سے پہلے باسٹھ سورتیں نازل ہوچکی تھیں۔ حٰم کے متعلق پہلے بات بیان ہوچکی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخفف نام ہیں۔ ح سے مراد حَمِیْدٌ ہے اور م سے مراد مَجِیْدٌ ہے۔ حمید کا معنیٰ ہے قابل تعریف اور مجید کا معنیٰ ہے بزرگی والا۔ وَالْكِتٰبِ میں واو قسمیہ ہے معنیٰ ہے قسم ہے کتاب کی الْمُبِيْنِ وہ کتاب جو کھول کر بیان کرتی ہے۔ یہ قرآن کریم اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا بے شک ہم نے بنایا ہے اس قرآن کو عربی زبان میں۔ عربی میں کیوں نازل کیا ہے؟ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھ جاؤ اے اہل عرب! کیونکہ آنحضرت ﷺ کی زبان بھی عربی تھی وہاں کے رہنے والے بھی عربی بولتے تھے۔ جو غیر ملکی وہاں رہتے تھے وہ بھی عربی بولتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کی قومی زبان تو عبرانی یا رومی یا کوئی اور تھی لیکن بولتے وہ بھی عربی تھے۔ تو فرمایا کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اس لیے نازل کیا ہے تاکہ اے عربو! تم سمجھو اور تمہارے ذریعے ساری دنیا قرآن سمجھے وَ اِنَّهٗ اور بے شک یہ قرآن فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ اصل کتاب میں ہے۔ اصل کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر فنا ہونے تک تمام چیزیں لوح محفوظ میں درج ہیں۔ لوح کے معنیٰ ہیں تختی اور محفوظ کے معنیٰ حفاظت کی ہوئی۔

دیکھو! یہ قرآن کریم تیس پارہ کا ہمارے سامنے ہے مگر تم نے اشتہار نما ایک صفحے پر بھی لکھا ہوا دیکھا ہوگا۔ اگرچہ اس کو بغیر خردبین کے کوئی نہیں پڑھ سکتا یا حافظ پڑھ لے گا۔ اسی طرح ایک تختی پر سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ فرمایا لَدَيْنَا ہمارے پاس لَعَلِيٌّ البتہ وہ

بلند شان والا ہے۔ حَكِيمٌ حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں وہ سب برحق ہیں مگر سب سے بلند شان والی کتاب یہ قرآن کریم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں پیغمبر بڑے بلند درجے والے ہیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا درجہ اور مقام سب سے بلند ہے۔ تو فرمایا یہ کتاب بڑی بلند شان اور حکمت و دانائی والی ہے۔

اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ کے باشندوں کو اور ان کے ذریعے سب کو خطاب فرماتے ہیں اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا کیا پس ہم پھیر دیں گے تم سے نصیحت پہلو پھیرتے ہوئے۔ نصیحت کرتے ہوئے کہ ہم تم سے پہلو تہی کریں گے اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ اس لیے کہ تم مسرف قوم ہو یعنی حد سے گزرنے والی قوم ہو۔ تم مانو یا نہ مانو ہم نصیحت کرنے سے پہلو تہی نہیں کریں گے۔ ہم ضرور بیان کریں گے تاکہ کل کو تم یہ عذر نہ کرسکو کہ مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ [المائدہ:۱۹] ''نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوش خبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا۔'' لہٰذا ہمیں کیوں سزا دیتے ہو؟ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ''بے شک آیا ہے تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا۔'' اللہ تعالیٰ کا دستور ہے۔ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا [بنی اسرائیل:۱۵] ''اور ہم نہیں سزا دیتے یہاں تک کہ ہم بھیج دیں رسول۔'' پھر پیغمبر ان کی قومی زبان میں بھیجے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ان کی زبان اور ہے اور ہماری زبان اور ہے۔ اور زبان کی باریکیوں کو اہل زبان ہی سمجھتے ہیں۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا سمجھانے کا انداز :

مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہترین اور زبردست مقرر تھے۔

جن لوگوں نے ان کو سنا ہے وہ جانتے ہیں۔ اور جنھوں نے نہیں سنا وہ کیا جانیں۔

ایک جگہ تقریر کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا شاہ جی! آج پنجابی میں تقریر کریں۔ آج ہم نے آپ کی تقریر پنجابی زبان میں سننی ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کوئی پنجابی سمجھتا بھی ہے؟ کہنے لگے ہاں! سمجھتے ہیں۔ فرمایا یہ بتاؤ کہ پنجابی میں بے وقوف کو کیا کہتے ہیں؟ ایک نے کہا بے وقوف کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ دوسرے سے پوچھا اس نے کہا للّو کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ ایک نے کہا بے سمجھ کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ پھر خود فرمایا کہ جھلا یوڑ کہتے ہیں۔ تم تو پنجابی ہو کر بھی پنجابی نہیں جانتے پھر کیوں کہتے ہو کہ میں پنجابی میں تقریر کروں۔ تو ہر زبان کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جن کو اس زبان کے ماہر لوگ ہی جانتے ہیں۔

تو فرمایا کیا ہم پہلو تہی کریں گے تمھیں نصیحت کرنے سے اس لیے کہ تم اسراف کرنے والے لوگ ہو وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ اور کتنے بھیجے ہم نے پیغمبر فِي الْأَوَّلِينَ پہلے لوگوں میں وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ مگر تھے اس کے ساتھ مذاق کرتے۔ تمام پیغمبروں کے ساتھ مذاق ہوا ہے۔ سورۃ ہود آیت نمبر ۳۸ پارہ ۱۲ میں ہے وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ''اور جب بھی گزرتا ان کے پاس سے کوئی گروہ ان کی قوم میں سے تو ٹھٹھا کرتے تھے ان کے ساتھ۔'' کوئی کہتا کہ پہلے یہ اپنے آپ کو نبی کہتا تھا اب ترکھان بن گیا ہے۔ کوئی کہتا کہ یہ کشتی کہاں چلائیں گے؟ دوسرا کہتا کہ ہمارے جوہڑ میں چلائیں گے۔ تو فرمایا کہ سارے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا۔

فرمایا فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا پس ہم نے ہلاک کیا ان میں سے سخت

گرفت کرنے والوں کو۔ ان کو اپنی جماعت اور قوت پر بڑا گھمنڈ تھا اور بڑے سخت گیر تھے مگر ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخت گیر ہیں وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ اور گزر چکی ہے مثال پہلے لوگوں کی۔ نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور بے شمار قوموں کے واقعات گزر چکے ہیں۔ یہ ضدی لوگ آپ کے ساتھ کیوں الجھتے ہیں؟ کس لیے جھگڑا کرتے ہیں؟ بنیادی باتیں ساری مانتے ہیں شاخوں کے سلسلے میں جھگڑا کرتے ہیں وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر آپ ان مکہ والوں سے پوچھیں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ تو ضرور کہیں گے خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو غالب نے جاننے والے نے۔

مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کو عزیز بھی مانتے تھے اور علیم بھی مانتے تھے۔ آسمانوں اور زمین کا خالق بھی مانتے تھے۔ اسی سورت کی آیت نمبر ۸۷ میں ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ ''اور اگر آپ سوال کریں ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ تو یقیناً کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔'' یہ بھی مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ ان کو پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ او ظالمو! یہ بھی مانتے ہو کہ تمھیں پیدا کرنے والا اللہ، آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا اللہ ہے، بارش وہ نازل کرتا ہے، چاند، سورج، ستاروں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ جس رب نے یہ سب کچھ کیا ہے وہ تمھارے سر درد کو دور نہیں کر سکتا، پیٹ درد اور گھٹنوں کے درد کو دور نہیں کر سکتا، وہ تمھیں اولاد نہیں دے سکتا؟ اس میں تم اوروں کے محتاج ہو۔ قبروں اور ڈھیریوں میں تلاش کرتے پھر رہے ہو، گنبد تلاش کرتے پھرتے

ہو۔ یہ سارے بڑے بڑے کام جو رب کرتا ہے وہ چھوٹے چھوٹے کام نہیں کر سکتا؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا جس نے بنائی ہے تمھارے لیے زمین بچھونا۔ اس پر تم چلتے ہو سوتے ہو۔ اس پر تمھاری بود و باش بھی ہے وَّ جَعَلَ لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا اور بنائے اس نے تمھارے لیے اس میں راستے۔ سُبُلٌ سَبِیۡل کی جمع ہے۔ لَّعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ تاکہ تم راہ نمائی حاصل کرو منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے گلیوں کے راستے، قصبوں کے راستے، شہروں کے راستے۔ راستوں پر چل کر راہی منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ یہ راستے بھی اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں وَالَّذِیۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ اور وہ ذات ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی بِقَدَرٍ ایک اندازے کے ساتھ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا پس ہم نے زندہ کیا اس کے ذریعے مردہ شہر کو جو بارش نہ ہونے کی وجہ سے مردہ تھا۔

آج سے چند دن پہلے بارش نہ ہونے کی وجہ سے گرمی کی اتنی شدت تھی کہ لوگ توبہ توبہ کر رہے تھے مگر زبانی، عملی توبہ توبہ کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں عملی توبہ کرنے والا ہزار میں سے کوئی ایک نکل آئے تو بڑی بات ہے۔ زبانی توبہ کا کیا فائدہ؟ کیا تم نے رب تعالیٰ کے جو احکام توڑے ہیں ان کو پورا کیا ہے؟ اور کیا آئندہ کے لیے رب تعالیٰ کے احکامات کے پابند ہو گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر جو مظالم کیے ہیں کیا ان کی تلافی کی ہے؟ محض زبانی توبہ کا کیا فائدہ؟

مثنوی شریف کا ایک واقعہ :

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک بندے کی چلتے چلتے ایک عورت پر نظر پڑ گئی تو اس کو وعظ و نصیحت کی کہ اے بی بی! کیا تم

کلمہ پڑھتی ہو؟اس نے کہاہاں پڑھتی ہوں۔نماز پڑھتی ہو؟اس نے کہانہیں۔وضو کرتی ہو ؟اس نے کہانہیں۔اس سے وعدہ لیا کہ آئندہ وضو بھی کروگی اور نماز بھی پڑھوگی۔وضواور نماز کا طریقہ بھی بتایا۔تقریباً ایک سال کے بعد اس عنیزہ نامی بی بی! کے علاقے سے گزرے تو اس عورت سے پوچھا کہ کیا وضو کرتی ہو؟اس نے کہاہاں!نماز پڑھتی ہو؟اس نے کہاہاں!پڑھتی ہوں۔وضو کے متعلق یہ بھی کہا کہ وضو آپ نے ایک دفعہ کرادیا تھااس کے بعد تو میں نے نہیں کیا۔یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری توبہ بی بی عنیزہ کے وضو کی طرح ہے کہ سال گزر گیا اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔یہی حال ہماری توبہ کا ہے۔

تو فرمایا پس ہم زندہ کرتے ہیں اس بارش کے ذریعے مردہ شہر کو کَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے زمین سے۔قیامت کا اثبات ہے کہ جیسے تمہارے سامنے سبزیاں اگتی ہیں،فصلیں اگتی ہیں ایک وقت آئے گا اسی طرح تم زمین سے نکالے جاؤگے وَالَّذِیْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا جس نے پیدا فرمائے سب جوڑے۔انسانوں میں جوڑے،حیوانوں میں جوڑے نر مادہ، کیڑے مکوڑوں میں جوڑے۔حتیٰ کہ علم نباتات والوں نے ثابت کیا ہے کہ درختوں میں بھی نر مادہ ہوتے ہیں۔

پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے کہ استاد مولانا عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ساتھ سفر پر جانا ہے۔میں فکر میں پڑ گیا کہ اگر انکار کرتا ہوں تو استاد ہیں اور اگر جاتا ہوں تو زادِ راہ کا مسئلہ ہے کہ میرے پاس خرچہ اور کرایہ وغیرہ نہیں تھا۔خیر میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ہندوستان کے ایک ضلع میں ایک بوٹی تھی کہ اگر مرد اس کی طرف

ہاتھ کرتا تو اس کی شاخیں نیچے آ جاتیں اور اگر عورت ہاتھ کرتی تو شاخیں اوپر اٹھ جاتیں۔
خدا کی قدرت۔ فرمایا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ اور بنائیں اس نے تمہارے لیے
کشتیاں وَالْأَنْعَامِ اور مویشی مَا تَرْكَبُونَ جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ عرب میں تیز
رفتار سواری اونٹ کی تھی اور سمندری سفر کشتیوں کے ذریعے کرتے تھے لِتَسْتَوُا عَلَى
ظُهُورِهِ تاکہ تم سیدھے ہو جاؤ ان کی پشتوں پر ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ پھر یاد
کرو اپنے رب کی نعمت کو إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ جب تم سیدھے ہو کر بیٹھو ان گھوڑوں
پر، اونٹوں پر۔ اس وقت پڑھو وَتَقُولُوا اور تم کہو سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا
كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کیا اس کو ہمارے لیے اور نہیں تھے ہم
اس کو قابو کرنے والے۔ گھوڑے کی طاقت دیکھو، اونٹ اور ہاتھی کی طاقت دیکھو کتنی ہے؟
اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کے لیے مسخر کیا ہے ورنہ یہ انسان کے قابو کیسے آسکتے تھے۔

یہ دعا سواری پر سوار ہو کر پڑھنی ہے۔ چاہے سائیکل ہو یا کار ہو چاہے جہاز ہو
وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اس
تھوڑے سے سفر کے ساتھ آخرت کا سفر بھی یاد رکھو کہ اس تھوڑے سے سفر کے لیے ہم
کرایہ خرچہ ساتھ رکھتے ہیں پھر جتنا سفر لمبا ہوتا ہے اتنا زیادہ خرچہ ساتھ لے جاتے ہیں۔
آخرت کا سفر تو بہت لمبا ہے کیا اس کے لیے بھی کرایہ خرچہ ساتھ رکھتے ہو؟ یا اس کے لیے
بھی تیاری کرتے ہو؟ اس کا کرایہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے۔ قربانی اور فطرانہ ہے
فرائض اور واجبات اس کا کرایہ ہیں۔ تو اس سفر کے ساتھ آخرت کے سفر کو بھی یاد کر لو کہ
بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا اور
بنایا ہے انھوں نے رب کے لیے اس کے بندوں میں سے حصہ۔ اس کی تفصیل آئے گی کہ

عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا بنایا عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا بنایا، فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں بنایا۔ بیٹا بیٹی جز ہوتے ہیں اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ بے شک انسان البتہ ناشکری کرنے والا ہے کھلے طور پر۔ رب تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ رب تعالیٰ کے احکام کا صریح انکار کرتا ہے۔
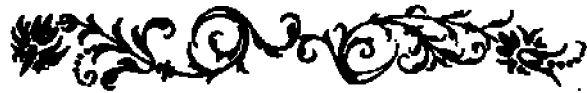
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَ هُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىِٕكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع

اَمِ اتَّخَذَ کیا بنالی ہیں اس نے مِمَّا يَخْلُقُ اس مخلوق سے جو اس نے پیدا کی ہے بَنٰتٍ بیٹیاں وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ اور چنا ہے تم کو بیٹوں کے ساتھ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ اور جس وقت خوش خبری سنائی جاتی ہے ان میں سے کسی ایک کو بِمَا اس چیز کی ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ جو بیان کرتا ہے

رحمان کے لیے مَثَلًا صفت ظَلَّ وَجْهُهٗ ہو جاتا ہے چہرہ اس کا
مُسْوَدًّا سیاہ وَّهُوَ كَظِيْمٌ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہوتا ہے اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا
اور کیا وہ جس کی تربیت کی جاتی ہے فِي الْحِلْيَةِ زیور میں وَهُوَ فِي الْخِصَامِ
اور وہ جھگڑا کرنے میں بھی غَيْرُ مُبِيْنٍ بات کھول کر بیان نہیں کر سکتی
وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ اور بنایا انھوں نے فرشتوں کو الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ
وہ جو رحمٰن کے بندے ہیں اِنَاثًا عورتیں اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ کیا وہ حاضر
تھے ان کی پیدائش کے وقت سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ تاکید لکھی جائے گی ان کی
گواہی وَيُسْـَٔلُوْنَ اور ان سے پوچھا جائے گا وَقَالُوْا اور انھوں نے کہا
لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ اور اگر چاہے رحمان مَا عَبَدْنٰهُمْ نہ عبادت کریں ہم ان
کی مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کوئی علم اِنْ
هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ نہیں ہیں وہ مگر تخمینے کی باتیں کرتے اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا
کیا ہم نے دی ہے ان کو کوئی کتاب مِّنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے فَهُمْ بِهٖ
مُسْتَمْسِكُوْنَ پس وہ اس کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں بَلْ قَالُوْٓا بلکہ
انھوں نے کہا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا بے شک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو عَلٰٓى
اُمَّةٍ ایک امت پر وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ اور بے شک ہم ان کے نقش قدم پر
مُّهْتَدُوْنَ راہ پانے والے ہیں وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
قَبْلِكَ نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے فِيْ قَرْيَةٍ کسی بستی میں مِنْ

نَّذِیْرٍ کوئی ڈرانے والا اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ مگر کہا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا بے شک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو عَلٰٓی اُمَّةٍ ایک امت پر وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ اور بے شک ہم ان کے نقش قدم پر ان کی اقتداء کرنے والے ہیں قٰلَ فرمایا پیغمبر نے اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ کیا اگرچہ میں لاؤں تمہارے پاس بِاَهْدٰى زیادہ ہدایت والی چیز مِمَّا اس چیز سے وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ جس پر پایا تم نے اپنے باپ دادا کو قَالُوْٓا انھوں نے کہا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ بے شک ہم اس چیز کے ساتھ جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے انتقام لیا فَانْظُرْ پس دیکھ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

یہود کا باطل نظریہ اور عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ اور نصاریٰ کا باطل نظریہ اور عقیدہ تھا اور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ [توبہ: ۳۰]

اور مشرکین عرب اور کچھ لوگ یونان میں بھی تھے اور دیگر ملکوں میں بھی تھے جو کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ کیا بنالی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق میں سے جو اس نے پیدا کی ہے بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے لڑکیاں خاص کی ہیں وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ اور چنا ہے تم کو بیٹوں کے ساتھ۔ تمھیں چنا ہے لڑکوں

کے لیے۔ تمہارے لیے لڑکے اور اپنے لیے لڑکیاں وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ اور جب خوش خبری دی جاتی ہے ان میں سے کسی ایک کو بِمَا اس چیز کی ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا جو بیان کرتا ہے رحمان کے لیے صفت ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا ہو جاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ وَّهُوَ كَظِيْمٌ اور اس کا دم گھٹنے لگتا ہے کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

گھر میں بیٹی کا پیدا ہو جانا :

آج بھی دیکھو کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے تو بڑی خوشی مناتے ہیں لڈو تقسیم کرتے ہیں اور اگر لڑکی پیدا ہو تو بتاتے ہوئے شرماتے ہیں۔ پھر بڑے حوصلے اور عقیدے والے وہ ہوتے ہیں جو لڑکی کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کریں۔ ورنہ کئی لوگ ایسے ہیں کہ لڑکی ہونے پر بیوی کے ساتھ لڑتے ہیں کہ تو نے لڑکی جن دی ہے۔ بھئی! اس میں اس کا کیا دخل ہے؟ اس کے بس میں کیا ہے؟ نہ اس میں کسی مرد کو دخل ہے نہ کسی عورت کو۔ پہلے تم پڑھ چکے ہو سورہ شوریٰ کے آخری رکوع میں يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ "جس کو چاہے بیٹیاں دے جس کو چاہے بیٹے دے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا اور جس کو چاہے جوڑے دے، لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اور جس کو چاہے بانجھ کر دے، کچھ بھی نہ دے۔" مخلوق میں سے کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ "جس آدمی نے دو لڑکیوں کی پرورش کی اس کی اپنی ہوں یا بیگانی، وہ بچیاں بالغ ہو گئیں اور ان کی شادی کر دی گئی تو وہ لڑکیاں قیامت والے دن دوزخ کی آگ سے رکاوٹ ہوں گی۔" اس کو دوزخ میں نہیں جانے دیں گی۔

تو فرمایا جب خوش خبری دی جاتی ہے ان میں سے کسی ایک کو تو ہو جاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ اور اس کا دم گھٹنے لگتا ہے۔

عرب کا ایک مانا ہوا سردار تھا ابو حمزہ اس کی کنیت تھی۔ ہر وقت اس کی مجلس میں دوست احباب بیٹھے رہتے تھے۔ وہ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ لونڈی نے آکر کان میں آہستہ سے کہا کہ سردار جی! تمہارے گھر میں لڑکی ہوئی ہے۔ یہ سنتے ہی اس کا چہرہ اداس اور سیاہ ہو گیا۔ مجلس سے اٹھ کر کہیں چلا گیا اور پھر گھر واپس نہیں آیا۔ اس کی بیوی نے اس کے بارے میں بہت پُر درد قصیدہ کہا: ؎

مالی حمزۃ لا یاتینا قد کان ان لا تلد جنینا تاللّٰہ

ماذاك بایدینا نحن كزرع نبت ما زرعوا فینا

تم اپنے لیے لڑکے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے لڑکیاں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کو گالیاں نکالنا ہے۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَسُبُّنِیْ اِبْنُ اٰدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذٰلِكَ ''آدم کا بیٹا مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ اس کو یہ حق نہیں پہنچتا۔'' گالی کیا دیتا ہے یَدْعُوْالِیْ وَلَدًا ''میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔'' تو رب تعالیٰ کے نہ تو بیٹے ہیں نہ بیٹیاں چہ جائیکہ رب تعالیٰ کی طرف بیٹوں کی نسبت کرنا۔

فرمایا اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ کیا وہ جس کی تربیت کی جاتی ہے زیورات میں وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ اور وہ جھگڑا کرنے میں بھی بات کھول کر بیان نہیں کر سکتی۔ عورتیں عموماً طبعی طور پر زیورات کو پسند کرتی ہیں اور عورتوں میں شرم و حیا کا مادہ بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہوتا ہے اس لیے وہ بعض چیزیں مجلس میں کھل کر بیان نہیں کر

سکتیں ۔ بے حیا عورتوں کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زنا کے سلسلے میں عورت کی گواہی شرعاً مردود ہے چاہے ایک ہو، دو ہوں یا لاکھوں ہوں۔ اس لیے کہ شرم و حیا والی عورت وہ کارروائی جج کے سامنے کھڑے ہو کر بیان نہیں کر سکتی جیسے بلا جھجک مرد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس طرح کرتے دیکھا ہے۔ کیونکہ جو دیکھا ہوتا ہے وہ بیان کرنا ہوتا ہے۔

قتل کے مسئلے پر گواہ بن سکتی ہے۔ شراب نوشی کے سلسلے میں بن سکتی ہے، چوری ڈاکے کے سلسلے میں گواہ بن سکتی ہے۔ تو فرمایا جس کی تربیت زیورات میں ہوئی ہے اور مجلس میں بات کھل کر بیان نہیں کر سکتی ایسی جنس کو رب تعالیٰ کی اولاد بناتے ہو۔ فرمایا وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ اور بنایا انھوں نے فرشتوں کو الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ وہ جو رحمٰن کے بندے ہیں اِنَاثًا عورتیں بنا دیا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ کیا وہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت اور دیکھتے تھے کہ فرشتے لڑکیاں ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے خُلِقَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔'' اس نور سے جو مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے نہیں۔ جیسے پانی مخلوق ہے، مٹی مخلوق ہے، آگ مخلوق ہے، اسی طرح نور بھی مخلوق ہے۔ اس سے پیدا کیے گئے ہیں۔ فرشتے نہ نر ہیں نہ مادہ ہیں نہ انسانی جنسی خواہشات ان میں ہیں، نہ کھانے کی، نہ پینے کی، نہ سونے کی۔ ان کی خوراک ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ وہ ہر وقت رب تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ان ظالموں نے فرشتوں کو جو رب تعالیٰ کے بندے ہیں عورتیں بنا دیا ہے۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ بتاکید ان کی گواہی لکھی جائے گی وَيُسْئَلُوْنَ اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیسے اور کیوں تم نے فرشتوں کو رب تعالیٰ کی

بیٹیاں بنا دیا۔

کافروں کا اور شوشہ سنو! وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ اگر چاہے رحمان مَا عَبَدْنٰھُمْ ہم ان کی عبادت نہ کریں۔ غیر اللہ کی عبادت رب ہم سے کرواتا ہے تو ہم کرتے ہیں۔ کافروں کا شوشہ دیکھو! کہتے ہیں کہ چاند، سورج، ستاروں، جن، فرشتوں غیر اللہ کی عبادت ممنوع ہے تو رب تعالیٰ ہمیں روکتا کیوں نہیں؟

اس مقام پر رب تعالیٰ نے تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ دوسرے مقام پر تفصیل بیان فرمائی ہے۔ فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا "اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے شرک کیا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ عبادت کرتے ہم اس کے سوا کسی چیز کی نَحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ اور نہ ہم حرام قرار دیتے کسی چیز کو كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔" مطلب ان کا یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی کے ساتھ کسی چیز کو حرام نہیں ٹھہراتے اور نہ ہم اپنی مرضی سے کسی کی عبادت کرتے ہیں رب ہی کراتا ہے جو ہم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کی باتیں کی تھیں۔

آگے جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو روکا ہے کیسے کہتے ہو نہیں روکا فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ "پس نہیں ہے رسولوں کے ذمے مگر کھول کر بیان کر دینا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں ایک رسول اور اس سے کہا گیا کہ لوگوں کو کہیں اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ اور بچو کفر و شرک سے۔" تو پیغمبروں کے ذریعے رب تعالیٰ نے

روکا ہے کہ نہیں روکا؟ اور ایک روکنا اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اندر سے کفر وشرک کرنے کی قوت سلب کر لے اور تمہارے اندر کفر وشرک کرنے کی طاقت ہی نہ ہو۔ پھر تو انسان نہ رہے فرشتے بن گئے کہ فرشتوں میں برائی کی طاقت ہی نہیں ہے۔ انسان میں اللہ تعالیٰ نے نیکی کی قوت بھی رکھی ہے اور بدی کی قوت بھی رکھی ہے پھر اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ الکہف] ''اپنی مرضی سے جو چاہے ایمان لائے اور اپنی مرضی سے جو چاہے کفر اختیار کرے۔'' تو یہ کس طرح کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہیں روکا۔

تو کہتے ہیں اگر چاہے رحمان تو ہم نہ عبادت کریں ان کی۔ فرمایا مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کچھ علم اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ نہیں ہیں وہ مگر تخمینے کی باتیں کرتے ہیں (یعنی گمان کے تیر تکّے چلا رہے ہیں) اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے مِّنْ قَبْلِهٖ اس قرآن سے پہلے فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ پس وہ اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والے ہیں اور اس کتاب میں یہ لکھا ہوا ہو کہ فرشتے رب تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور اس میں لکھا ہوا ہو کہ فرشتے عورتیں ہیں۔ ہے کوئی ان کے پاس ایسی کتاب؟ بَلْ قَالُوْٓا بلکہ انھوں نے کہا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ بے شک پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک امت پر، ایک راستے پر وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ اور بے شک ہم ان کے نقش قدم پر راہ پانے والے ہیں، ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ہماری بڑی دلیل یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا اسی طرح کرتے تھے۔ اس کو کہتے ہیں تقلید باطل۔ یہ کفر بھی ہے اور شرک بھی ہے اور مذموم بھی ہے۔ اس تقلید کی جتنی تردید کی جائے بجا ہے کہ ایک طرف رب تعالیٰ کا حکم ہے، آنحضرت ﷺ کا

حکم ہے اور اس کے مدمقابل باپ دادا کی تقلید ہے۔

تقلید کن مسائل میں ہے ؟

پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اہل حق جو تقلید کرتے ہیں حاشا وکلا وہ یہ تقلید نہیں ہے۔ وہ کون سی تقلید کرتے ہیں سمجھ لیں۔ ایسا مسئلہ کہ جس کا حکم قرآن کریم میں نہ ہو، حدیث شریف میں بھی نہ ملے، خلفائے راشدین سے بھی نہ ملے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس مسئلے کی وضاحت نہ فرمائی ہو تو پھر اماموں میں سے کسی ایک کی بات کو مانتے ہیں اس نظریہ کے تحت کہ امام معصوم نہیں ہے۔ امام کو مجتہد سمجھتے ہیں اور مجتہد سے غلطی بھی ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مقلد، امام کو نبی کی گدی پر بٹھاتے ہیں۔ یہ بڑی سخت غلطی ہے۔ کوئی مقلد امام کو نبی کی گدی پر نہیں بٹھاتا کیونکہ نبی تو معصوم ہے اور کوئی مقلد اپنے امام کو معصوم نہیں سمجھتا۔

اسی لیے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں کہ وہ اپنے اماموں کو معصوم سمجھتے ہیں، تحریف قرآن کے قائل ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں۔ تو ایسی تقلید جو حق کے خلاف ہو یہ کافرانہ حرکت ہے اور یہاں اسی کا ذکر ہے کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ مگر کہا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ بے شک پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ اور بے شک ہم ان کے نقش قدم پر ان کی اقتداء کرنے والے ہیں۔ تمھارے پیچھے نہیں

چلیں گے قُلْ فرمایا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ کیا اور اگرچہ لاؤں میں تمہارے پاس بِاَهْدٰى زیادہ ہدایت والی چیز مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ اس چیز سے جس پر پایا تم نے اپنے باپ دادا کو۔ یعنی اگر دلائل سے ثابت ہو جائے کہ میری بات زیادہ ہدایت والی ہے اس سے جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا پھر بھی نہیں مانو گے قَالُوْٓا انھوں نے کہا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ بے شک ہم اس چیز کا جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں نہیں مانتے۔ اب اس ضد کا کیا علاج ہے؟ ان کو تو چاہیے تھا کہتے ٹھیک ہے دلیل سے ثابت کردو کہ جو چیز تم پیش کرتے ہو وہ زیادہ ہدایت پر مشتمل ہے تو ہم مان لیں گے۔ مگر انھوں نے صاف کہہ دیا کہ جو تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے انتقام لیا۔ کسی کو پانی میں ڈبویا، کسی پر زلزلہ نازل کیا، کسی پر پتھر برسائے، کسی کو زمین میں دھنسا دیا، طرح طرح کے عذاب قرآن میں مذکور ہیں فَانْظُرْ پس دیکھ اے مخاطب! كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔ اللہ تعالیٰ حق کی تردید سے بچائے اور حق والوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔
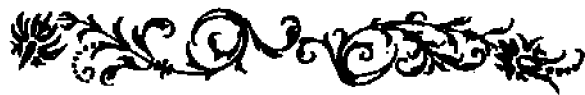
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۵﴾ ع

وَاِذْ اور جس وقت قَالَ اِبْرٰهِیْمُ کہا ابراہیم علیہ السلام نے لِاَبِیْهِ اپنے باپ کو وَقَوْمِهٖۤ اور اپنی قوم کو اِنَّنِیْ بَرَآءٌ بے شک میں بے زار ہوں مِّمَّا ان چیزوں سے تَعْبُدُوْنَ جن کی تم عبادت کرتے ہو اِلَّا الَّذِیْ مگر وہ ذات فَطَرَنِیْ جس نے مجھے پیدا کیا ہے فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ پس بے شک وہی میری راہ نمائی کرتا ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةً اور بنایا اس کو ایک کلمہ بَاقِیَةً باقی رہنے والا فِیْ عَقِبِهٖ اپنی اولاد میں لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ

تا کہ وہ لوٹ آئیں بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ بلکہ میں نے فائدہ دیا ان لوگوں کو
وَاٰبَآءَهُمْ اور ان کے باپ دادوں کو حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہاں تک کہ آ
گیا ان کے پاس حق وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ اور رسول کھول کر بیان کرنے والا
وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ اور جس وقت آ گیا ان کے پاس حق قَالُوْا کہا انھوں
نے هٰذَا سِحْرٌ یہ جادو ہے وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ اور بے شک ہم اس کا
انکار کرنے والے ہیں وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ کسی بڑے
آدمی پر دو بستیوں میں سے اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ کیا یہ تقسیم کرتے ہیں
رَحْمَتَ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت کو نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ
ہم نے تقسیم کی ہے ان کے درمیان روزی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ اور بلند کیا ہم نے ان کے بعض کو فَوْقَ بَعْضٍ بعض پر
دَرَجٰتٍ درجوں پر لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا تا کہ بنائیں ان میں سے بعض
بعض کو سُخْرِیًّا تابع (خدمت گزار) وَرَحْمَتُ رَبِّكَ اور آپ کے رب
کی رحمت خَیْرٌ بہت بہتر ہے مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ اس چیز سے جس کو یہ
اکٹھا کرتے ہیں وَلَوْلَآ اور اگر یہ بات نہ ہوتی اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً
وَّاحِدَةً کہ ہو جائیں گے لوگ ایک ہی گروہ لَّجَعَلْنَا البتہ ہم بناتے
لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ اس کے لیے جو انکار کرتا تھا رحمان کا لِبُیُوْتِهِمْ ان

کے گھروں کے لیے سُقُفًا چھتیں مِّنْ فِضَّةٍ چاندی کی وَّمَعَارِجَ
اور سیڑھیاں عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ جن پر وہ چڑھتے ہیں وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا
اور ان کے گھروں کے دروازے وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ اور تخت جن پر وہ
ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں وَزُخْرُفًا اور سونے کی وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ اور نہیں ہیں
یہ سب چیزیں لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مگر فائدہ دنیا کی زندگی کا وَالْاٰخِرَةُ
عِنْدَ رَبِّكَ اور آخرت آپ کے رب کے ہاں لِلْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں کے
لیے ہے۔

ربط آیات :

کل کے درس اور سبق میں تم نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اور خاص طور پر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی نے مشرکین کو حق کے قبول کرنے کی دعوت دی تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ "بے شک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک مسلک پر اور بے شک ہم ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔" آپ ﷺ کے کہنے پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کا طریقہ نہیں چھوڑنا۔ پھر مشرکین مکہ کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ تو اپنے عقیدے کی کڑی ان کے ساتھ ملاتے تھے تو اس سے وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا جو ہمارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ عقیدہ نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کان کھول کر سن لو وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اور جس وقت فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اپنے باپ کو جس کا نام آزر تھا جیسا کہ سورۃ

الانعام ساتویں پارے میں ہے اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ ''جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کو۔'' اور اپنی قوم کو بھی کہا اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ بے شک میں بے زار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے والد اور اپنی قوم کی عقیدے کی وجہ سے مخالفت کی اور تم اپنے باپ دادا کے شرکیہ عقیدے کی ڈگر پر چلتے ہو اور ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تمہارا ان کے ساتھ کیا جوڑ ہے؟ تمہاری باتوں کا کوئی ربط اور جوڑ نہیں ہے۔ فرمایا اِلَّا الَّذِىْ فَطَرَنِىْ مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں صرف اس کی عبادت کرتا ہوں اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ بے شک وہی میری راہ نمائی کرتا ہے۔ اس نے مجھے نبوت دی، ہدایت دی اس کے بڑے انعامات اور احسانات ہیں میں اسی رب کو مانتا ہوں باقی سب سے بے زار ہوں وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىْ عَقِبِهٖ اور بنایا ابراہیم نے اس کو ایک کلمہ باقی رہنے والا اپنی اولاد میں کہ باپ دادا کی غلط بات نہ ماننا صاف لفظوں میں کہہ دینا ہم بے زار ہیں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور تم ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور ان کی باتیں ماننے کے لیے تیار نہیں ہو انھوں نے تو باپ دادا کی غلط باتوں کو تسلیم نہیں کیا اور منہ پر ان کی تردید کی۔ اپنے باپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ [مریم: ۴۴] ''اے میرے باپ نہ عبادت کر تو شیطان کی۔'' میرے ابا جی! تم شیطان کی عبادت نہ کرو۔ اور تم کہتے ہو کہ ہم نے اپنے باپ دادا کا راستہ نہیں چھوڑنا۔ تو کوئی جوڑ ہے ابراہیمی کہلانے کا؟ اور کیا (بنایا) اس کو ایک ایسی بات جو باقی رہنے والی تھی ان کی اولاد میں۔ یہ بات اس واسطے چھوڑی ہے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ لوٹ آئیں کفر و شرک سے جن کی یہ عبادت کرتے ہیں۔ انھوں نے

ان کو کیا دیا ہے بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بلکہ ہم نے فائدہ دیا ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو۔ نہ لات نے دیا، نہ منات نے دیا، نہ عزّٰی نے دیا، نہ اور بتوں نے، نہ چاند، سورج، ستاروں نے، کسی نے ان کو کچھ نہیں دیا، سب فائدہ میں نے دیا ہے حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس حق وَ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اور رسول جو کھول کر بیان کرتا ہے حقیقت کو، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ اور یہ کافر ایسے ظالم ہیں وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ اور جب آ گیا ان کے پاس حق قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا سِحْرٌ یہ جادو ہے وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ اور بے شک ہم اس کے منکر ہیں نہیں مانتے۔ چونکہ عربی تھے قرآن پاک سے متاثر ہوتے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ اثر اس کے حق ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جادو ہونے کی وجہ سے ہے۔ چاند کو دو ٹکڑے ہوتے آنکھوں سے دیکھا اور کہا کہ هٰذَا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ "یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔" معجزے کو جادو کہہ کر ٹال دیا وَقَالُوْا اور کہا ان لوگوں نے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر۔

دو بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہے۔ اس وقت جدے کا وجود نہیں تھا مکہ مکرمہ اور طائف بڑے شہر تھے۔ مکہ مکرمہ میں مالی لحاظ سے اور برادری کے لحاظ سے ولید بن مغیرہ بڑا آدمی تھا اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی بڑا آدمی تھا چودھری اور سردار تھا۔ مکہ میں ولید بن مغیرہ نظر نہیں آیا اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی نظر نہیں آیا۔ ان میں سے کسی ایک پر قرآن کیوں نہیں اتارا گیا۔ اس کا جواب رب تعالیٰ نے دیا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ کیا یہ تقسیم کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو۔ کیا ان کی مرضی کے

مطابق ہم نے نبی بنانا ہے اور وحی اتارنا ہے۔ قرآن ان کی مرضی کے مطابق اتارنا ہے
نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ ہم ہی نے تقسیم کی ہے ان کے درمیان روزی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا
اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیے ہیں تمہارے درمیان اخلاق جیسا کہ اس نے تمہارے درمیان رزق تقسیم کیے ہیں۔'' تمہارے مزاج اور طبیعتیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ کسی کی نرم اور کسی کی سخت، کسی کی طبیعت کوئی نہیں بدل سکتا۔ مثلاً ایک آدمی کا مزاج سخت ہے تو اس کا بدلنا اس کے بس میں نہیں ہے وہ سخت ہی رہے گا۔ مگر وہ اپنی سختی کو کفر کے خلاف استعمال کرے، برائی کے خلاف استعمال کرے، شیطان کے خلاف استعمال کرے۔ اس سے تم یہ مطالبہ نہ کرو کہ نرم ہو جا۔ وہ کیسے نرم ہو جائے رب تعالیٰ نے اس کو سخت بنایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں سختی تھی۔ وہ سختی کو نہیں بدل سکتے تھے مگر انھوں نے اس سختی کو حق کے لیے استعمال کیا
اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ ''عمر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت تھے۔'' تو ان کی سختی حق کے لیے تھی، دین کے لیے تھی، مزاج کسی کا بدلنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت بیان فرمائی ہے
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ''وہ کافروں پر سخت آپس میں مہربان ہیں۔'' شیطان کے مقابلے میں سختی کرو، رب تعالیٰ کے احکام پر سختی کے ساتھ قائم رہو۔

- تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان مزاج خود تقسیم کیے ہیں جیسا کہ اس نے تمہارے درمیان رزق تقسیم کیے ہیں۔ رزق دیتا بھی وہی ہے اور تقسیم بھی وہی کرتا ہے اور کوئی نہیں ہے۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ اور ہم نے بلند کیا ان کے بعض کو

بعض پر دَرَجٰتٍ درجات کے اعتبار سے ۔کسی کوشکل عمدہ دی ،کسی کوقد ،کسی کو مال ، کسی کواولاد ،کسی کوویسے ترقی دی ہے ۔رب تعالیٰ نے سب کوایک جیسانہیں بنایا بعض کو بعض پرفوقیت دی ہے لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا۔

تسخیر کا معنٰی :

سُخْرِيًّا تسخیر سے ہے۔تسخیر کا معنٰی ہے تابع کرنا بعض کو بعض پر۔اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے تاکہ بعض بعض کو تابع بنائیں ۔وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو پیسے دیئے ہیں دوسرے کونہیں دیئے ۔اب یہ کارخانہ بنانا چاہتا ہے تو یہ پیسے لگائے گا دوسرا مزدوری کرے گا۔خود کام نہیں کرسکتا پیسوں کو چاٹنے سے تو کارخانہ نہیں بن جائے گا، مکان نہیں بن جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ ایک کو پیسے دیئے ہیں دوسرے کوقوت بدنی دی ہے تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہے ۔اگر یہ غریب لوگ دنیا میں نہ ہوں تو نظام چل ہی نہیں سکتا۔کوئی پانڈی (قلی) بنے گا کوئی مکان بنائے گا،کوئی کارخانہ بنائے گا،کوئی سامان اٹھا کر لائے گا، لے جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ سُخْرِيًّا مَسخِرہ سے ہے تسخیر سے نہیں ہے۔ تو معنٰی ہوگا کہ ہم نے بعض کو بعض پر بلند کیا ہے درجات میں تاکہ بعض بعض کا مسخرہ کریں ،ٹھٹھا کریں ۔جن کے درجات بلند ہیں وہ شرارت کرتے ہیں دوسروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ میں خوب صورت ہوں تو بدصورت ہے، میں بلند قد ہوں تو پست قد ہے، میں موٹا ہوں تو پتلا ہے، میں گورا ہوں تو کالا ہے، میں امیر ہوں تو غریب ہے۔دنیا میں دونوں باتیں چلتی ہیں تابعداری کرنے والے بھی ہیں اور مذاق اڑانے والے بھی ہیں۔

چھبیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ

قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ''اے ایمان والو! نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ [الحجرات:۱۱] ''شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔'' اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کے ساتھ ٹھٹھا کریں شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں جن کے ساتھ ٹھٹھا کر رہی ہیں۔ اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے، نیتوں کو دیکھتا ہے دل کس کا اچھا ہے۔ ایک آدمی بڑا خوب صورت ہے اور ہے دوزخ کا ایندھن ابولہب کی طرح۔ بھئی! اس حسن کا کیا فائدہ ہے اس کو؟ اور دوسرا کالے رنگ کا غلام ہے اور ہے جنت کا وارث۔ حضرت بلال بن رباح حبشی رضی اللہ عنہ کی طرح۔ تو یہ کالا رنگ اس سے کتنا اعلیٰ ہے۔

فرمایا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ اور آپ کے رب کی رحمت بہت بہتر ہے مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ اس چیز سے جس کو وہ جمع کرتے ہیں۔ یہ مال و دولت، سونا چاندی، زمینیں اور کارخانے یہ دنیا کی چیزیں ہیں اس کے مقابلے میں رب تعالیٰ کی رحمت جو مومنوں کو ملے گی وہ بہت بہتر ہے کیونکہ دنیا کی چیزیں دنیا میں رہ جائیں گی ساتھ ایمان اور اعمال صالح جائیں گے، اخلاق حسنہ ساتھ جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی سنور جائے گی۔ اگلی بات ذرا توجہ کے ساتھ سمجھ لینا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں سونے چاندی کی کوئی قدر نہیں ہے اگر ایک بات نہ ہوتی تو ہم یہ سارا سونا چاندی کافروں کو دے دیتے۔ ان کے مکانوں کی چھتیں اور سیڑھیاں سونے چاندی کی ہوتیں اور دروازے سونے کے ہوتے، کرسیاں سونے کی ہوتیں مگر ایک وجہ سے یہ سارا کافروں کو نہیں دیا۔ وہ وجہ کیا ہے؟ اگر یہ سارا کچھ

کافروں کو دے دیتے تو نادان لوگ یہ سمجھتے کہ یہ رب کے بڑے پیارے ہیں اور مقبول ہیں کہ کوٹھیاں سونے چاندی کی ہیں، دروازے اور کرسیاں، سونے چاندی کی ہیں اور وہ بھی کافر ہو جاتے۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو ہم سارا کچھ کافروں کو دے دیتے کسی مسلمان کو کچھ نہ دیتے۔

قارون کا انجام :

قارون کے واقعے میں تم پڑھ چکے ہو کہ ایک دن وہ بڑے ٹھاٹ باٹ کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ اس کے گھوڑے کا زین بھی سونے کا تھا اور لگام بھی۔ آگے پیچھے نوکر تھے۔ کچھ لوگوں کے منہ میں پانی آ گیا۔ کہنے لگے یٰلَیۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیَ قَارُوۡنُ اِنَّهٗ لَذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ [القصص:۷۹] ’’ کاش کہ ہمارے لیے بھی وہی کچھ ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے بے شک وہ البتہ بڑی خوش قسمتی والا ہے۔‘‘ کچھ اللہ والے بھی پاس تھے انھوں نے کہا اس طرح نہ کہو دیکھنا اس کا حشر کیا ہوتا ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کی دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا تو کہتے کہ رب تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں اس کی طرح دولت نہیں ملی ورنہ ہم بھی زمین میں دھنسا دیئے جاتے۔ یہ ان لوگوں نے کہا جنھوں نے آرزو کی تھی کہ ہمیں بھی قارون جیسی دولت مل جاتی رب کا شکر ہے کہ ہمیں نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوۡلَاۤ اور اگر نہ ہوتی یہ بات اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ کہ ہو جائیں گے لوگ اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ کہ سب کافر ہو جائیں گے لَّجَعَلۡنَا البتہ ہم بناتے لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ ان لوگوں کے لیے جو کفر کرتے ہیں رحمان کا۔ جو رحمان کے احکام کے منکر ہیں لِبُیُوۡتِهِمۡ سُقُفًا ۔ بُیُوۡتٌ بَیۡتٌ کی جمع ہے

بمعنٰی گھر۔ سُقُفًا سَقْفٌ کی جمع ہے بمعنٰی چھت۔ان کے گھروں کی چھتیں مِّنْ فِضَّةٍ چاندی سے وَّمَعَارِجَ اس کا مفرد مِعْرَجٌ بھی آتا ہے میم کے کسرے کے ساتھ اور مَعْرَجٌ بھی آتا ہے میم کے فتح کے ساتھ۔سیڑھی کو کہتے ہیں۔معارج کا معنٰی ہوگا سیڑھیاں،سیڑھیاں بھی چاندی کی عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ جن پر وہ چڑھتے ہیں جن کے ذریعے وہ اوپر والی منزل اور چھت پر جاتے ہیں وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا اور ان کے گھروں کے دروازے وَّسُرُرًا سَرِيْرٌ کی جمع ہے کرسیاں۔اور کرسیاں عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ جن پر ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں سب چاندی کے ہوتے وَزُخْرُفًا اور سونے کی بھی ہوتیں۔یہ سب کچھ ان کو دے دیتے اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ سب کافر ہو جائیں گے۔غلط نتیجہ اخذ کر کے کہ رب ان پر راضی ہے تب سب کچھ ان کو دے دیا ہے۔فرمایا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ اور نہیں ہیں یہ سب چیزیں لَمَّا بمعنٰی اِلَّا ہے مگر مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کا فائدہ،دنیا کی زندگی کا سامان۔دنیا کی زندگی کتنی ہوگی؟دس دن، دس سال،بیس سال،پچاس سال،سو سال آخر موت ہے۔اور یہ سونا چاندی کافروں کے کام نہیں آئے گا آخرت میں وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ اور آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے۔اور اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور دنیا کی زندگی بالکل فانی ہے۔افسانے اور کہانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔رب تعالیٰ سب کو حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔
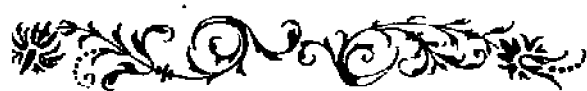
وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۷
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ
الْقَرِيْنُ ۝۳۸ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ
مُشْتَرِكُوْنَ ۝۳۹ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ
فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۰ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝۴۱ اَوْ
نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝۴۲ فَاسْتَمْسِكْ
بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۳ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ
وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۴۴ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رُّسُلِنَآ ۙ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝۴۵

وَمَنْ يَّعْشُ اور جو شخص اعراض کرتا ہے عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ رحمان کے ذکر سے نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا ہم مقرر کرتے ہیں اس کے لیے شیطان کو فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ پس وہ شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے وَاِنَّهُمْ اور بے شک وہ (شیاطین) لَيَصُدُّوْنَهُمْ البتہ وہ روکتے ہیں ان کو عَنِ السَّبِيْلِ سیدھے راستے سے وَيَحْسَبُوْنَ اور وہ خیال کرتے ہیں اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ بے شک وہ ہدایت یافتہ ہیں حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا یہاں تک کہ جس وقت وہ آئے گا ہمارے پاس قَالَ کہے گا يٰلَيْتَ اے افسوس بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ

میرے اور تیرے درمیان بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ دو مشرقوں کی دوری ہو فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ پس بہت ہی برا ساتھی ہے وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اور وہ ہرگز نفع نہیں دے گا تم کو آج کے دن اِذْ ظَّلَمْتُمْ جس وقت تم نے ظلم کیا اَنَّكُمْ بے شک تم فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ عذاب میں شریک ہو اَفَاَنْتَ کیا پس آپ تُسْمِعُ الصُّمَّ سنا سکتے ہیں بہروں کو اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ یا آپ ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور ان کو جو کھلی گمراہی میں ہیں فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ پس اگر ہم لے جائیں آپ کو فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ پس بے شک ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ یا ہم آپ کو دکھا دیں وہ چیز وَعَدْنٰهُمْ جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ پس بے شک ہم ان پر قادر ہیں فَاسْتَمْسِكْ پس مضبوطی کے ساتھ پکڑیں بِالَّذِيْ اس چیز کو اُوْحِيَ اِلَيْكَ جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں وَاِنَّهٗ اور بے شک یہ قرآن لَذِكْرٌ لَّكَ البتہ نصیحت ہے آپ کے لیے وَلِقَوْمِكَ اور آپ کی قوم کے لیے وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ اور عنقریب آپ سے سوال کیا جائے گا وَسْئَلْ اور آپ سوال کریں مَنْ اَرْسَلْنَا ان سے جن کو ہم نے بھیجا ہے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مِنْ رُّسُلِنَا اپنے رسولوں میں سے اَجَعَلْنَا کیا ہم نے بنائے ہیں

مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ رحمان کے نیچے اٰلِهَةً معبود يُّعْبَدُوْنَ جن کی عبادت کی جائے۔

انسان کے دل کی مثال مکان کی سی ہے۔ بنے ہوئے مکان میں لوگ رہتے ہوں تو وہ صاف ستھرا ہوتا ہے اور اگر کوئی نہ رہتا ہو تو پھر وہ محض کھنڈر اور کوڑا کرکٹ کا گھر ہوتا ہے اور وہاں کتے بلے ڈیرا لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر انسان کے دل میں رحمان کو نہ بسایا گیا تو پھر شیطان آ بسے گا مکان تو خالی نہیں رہتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ اور جو شخص اعراض کرتا ہے رحمان کے ذکر سے جس کے دل میں رحمان کی یاد نہ ہو نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا ہم اس پر مسلط کر دیتے ہیں شیطان۔ رحمان کی جگہ پھر اس گھر میں شیطان ڈیرے ڈالے گا وہ آ کر بسے گا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ پس وہ شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے ضروری نہیں کہ ابلیس ہو۔ ابلیس ہر بندے کے ساتھ نہیں ہوتا اس کے چیلے چانٹے ہوتے ہیں۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ابلیس نے اپنا تخت سمندر پر ٹکایا ہوا ہے اس تخت پر بیٹھ کر شیطانوں کی ڈیوٹیاں لگاتا ہے۔ رات کی علیحدہ اور دن کی علیحدہ۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی ڈیوٹیاں ہوتی ہیں کراماً کاتبین کی۔ رات کی ڈیوٹی والے جونہی فجر کی نماز اللہ اکبر! ہوئی چلے گئے اور دن والے آ گئے۔ عصر کی نماز کے وقت دن والے چلے جاتے ہیں رات والے آ جاتے ہیں۔ اسی طرح شتونگڑوں (چھوٹے شیطانوں) کی بھی ڈیوٹیاں ہوتی ہیں تو ابلیس ہر جگہ نہیں ہوتا۔ ہاں! جیسے ملک کا صدر دورے کرتا ہے کبھی کسی جگہ پہنچتا ہے کبھی کسی جگہ ایسے دورے شیطان بھی کرتا ہے۔ جنات کی تعداد انسانوں سے بہت زیادہ ہے ہر جگہ موجود ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے انسان کے دل کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے ان دو فرشتوں کے علاوہ جو کراماً کاتبین ہیں۔ دل میں اچھا خیال آئے تو وہ فرشتے کا القاء ہوتا ہے اور دل کے بائیں طرف شیطان ہوتا ہے بُرے خیالات اور وسوسے شیطان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جب بُرے خیالات آئیں تو فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجیم پڑھ کر اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه العلی العظیم پڑھ کر بائیں طرف تھوک دو کہ ہم نے تیرا اثر قبول نہیں کیا۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ مِنَ الْاِنْسَانِ یَجْرِیْ مَجْرَی الدَّمِ ''جہاں تک بدن میں خون کا دورہ ہوتا ہے وہاں تک شیطان کا اثر ہوتا ہے۔'' اطباء کہتے ہیں کہ آدمی جب پانی پیتا ہے تو دو منٹ میں اس کا اثر ناخنوں کے نیچے تک پہنچ جاتا ہے۔ خون کا دورہ بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ اور جہاں تک خون کا دورہ ہوتا ہے وہاں تک شیطان کا اثر ہوتا ہے۔ تو فرمایا جو رحمان کے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں وہ اس کا ساتھی ہوتا ہے وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ اور بے شک وہ شیاطین البتہ روکتے ہیں ان کو سیدھے راستے سے۔ شیطانوں کا کام ہے غلط راستے پر ڈالنا لیکن اس کے باوجود وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ خیال کرتے ہیں بے شک وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ بُرے کام کرنے والا بھی اپنے دل کی تسلی کے لیے اس کی کوئی نہ کوئی تاویل اور خوبی بیان کرتا ہے کہ ہم صحیح کر رہے ہیں اور ہدایت پر ہیں اور گمراہی پر قائم رہتے ہیں اور شیطان ان سے غلط کام کرواتا ہے۔ شیطان کا چیلا شیطان کی بات مانتا ہے اس کے ساتھ اس کی محبت ہوتی ہے اور اس کے دیئے ہوئے وساوس اور خیالات پر چلتا ہے حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا یہاں تک کہ وہ جب ہمارے پاس آئے گا جو رب

تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے اور اس کا ساتھی شیطان بھی سامنے ہوگا۔ اس وقت قَالَ کہے گا ساتھی شیطان کو یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ ہائے افسوس! میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کی دوری ہوتی۔ جتنی مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ہے اتنی دوری ہوتی۔

المشرقین کی تفسیر :

ایک تفسیر کے مطابق مشرقین تغلیباً کہا ہے مراد مشرق اور مغرب ہیں۔ جیسے ایک اب ہے اور ایک اُم ہے۔ باپ کو ماں پر غلبہ دیتے ہوئے ابوین کہتے ہیں۔ چاند کو سورج پر غلبہ دیتے ہوئے قمرین کہتے ہیں۔

اور دوسری تفسیر کے مطابق مشرقین سے مراد دو مشرقیں ہی ہیں ایک مشــــرق الصّیف اور ایک مشــرق الشِّتــاء گرمیوں کا مشرق اور سردیوں کا مشرق۔ آج کل گرمیوں کے موسم میں جہاں سورج طلوع ہوتا ہے یہاں سے چلتے چلتے سردیوں میں اس کونے سے طلوع ہوگا۔ ان دونوں مشرقوں کے درمیان کروڑوں میل کا فاصلہ ہے۔ تو کہے گا ان کے درمیان جتنی دوری ہے اتنی دوری تیرے اور میرے درمیان ہوتی فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ پس بہت ہی برا ساتھی ہے۔ اس وقت اپنے شیطان ساتھی سے لڑے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اور وہ قول تمھیں ہرگز نفع نہیں دے گا آج کے دن۔ اس دن یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ والاقول تمھیں ہرگز نفع نہیں دے گا کیوں؟ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اس لیے کہ تم نے ظلم کیا، شرک کیا۔ اپنے نفس پر ظلم کیا، دوسروں پر ظلم کیا، رب تعالیٰ کے احکام توڑے اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ بے شک تم عذاب میں مشترک ہوگے۔ اے رب تعالیٰ کی یاد سے غافل مرنے والے تم

اور تمہارے ساتھی شیطان عذاب میں شریک ہو گے۔

ملحدین کا اعتراض :

بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ انسان تو خاکی ہے اس کو تو دوزخ میں سزا ہو گی جنات تو ناری ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے شعلوں سے پیدا کیا ہے تو ناری کو نار سے کیا سزا ہوگی؟ اس کے محققین نے کئی جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ جنات کی تخلیق دنیا کی آگ سے ہوئی ہے جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ تو دنیا کی آگ اس کے مقابلے میں کوئی شے نہیں (بے حقیقت) ہے۔ اِس آگ سے پیدا کیے ہوئے جہنم کی آگ میں جلیں گے اگر یہ بات کسی کو سمجھ نہ آئے یعنی ناریوں کو نار میں جلنے کی سزا اگر ان کو سمجھ نہ آئے تو پھر اس طرح سمجھ لو کہ ناریوں کو جہنم کے طبقہ زمہریر میں پھینکا جائے گا۔ وہ انتہائی ٹھنڈا طبقہ ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ کیا پس آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ پھر بہرے بھی وہ کہ جنھوں نے خود کہا ہو کہ ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ [سورہ حٰم سجدہ] ''اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں ڈاٹ ہیں۔'' جب یہ حالت ہو تو ہدایت کیسے نصیب ہو گی۔ دوپہر کا وقت ہو مطلع بھی صاف ہو کوئی آدمی باہر سڑک پر کھڑا ہو کر آنکھیں بند کر کے کہے کہ مجھے سورج دکھاؤ۔ بھئی! تو آنکھیں بند کی ہوئی ہیں تجھے سورج کیسے دکھایا جائے؟

ؔ آنکھیں اگر ہوں بند تو دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

تو جنھوں نے کانوں میں ڈاٹ لگائے ہوئے ہوں آنکھوں کے آگے پردے لٹکائے

ہوئے ہوں کیا آپ ان کو ہدایت دے سکتے ہیں اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ یا آپ اندھوں کو ہدایت دے سکتے ہیں۔ جنھوں نے قصداً آنکھیں بند کی ہوئی ہیں وَمَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور کیا آپ اس کو ہدایت دے سکتے ہیں جو کھلی گمراہی میں ہے اور اس گمراہی سے نکلنا بھی نہیں چاہتا۔ طلب کے بغیر رب تعالیٰ کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ طلب ہوگی تو دے گا۔

اس کی مثال تم اس طرح سمجھو کہ ٹونٹی اور نلکے سے پانی تب ہی حاصل کر سکتے ہو کہ برتن کا منہ سیدھا رکھا ہو اور اگر برتن یا گلاس وغیرہ الٹا رکھو گے تو بے شک سارا دن بھی ٹونٹی چلتی رہے گلاس یا لوٹا وغیرہ نہیں بھرے گا۔ یہی حال سمجھو تم کہ جب کسی کے دل میں طلب ہوگی حق کی تو ضرور اس کو ہدایت ملے گی اور اگر دل والا برتن الٹا دے گا تو اس میں کچھ نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فلیومن ومن شاء فلیکفر [سورۃ الکہف] ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' فرمایا فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ اے نبی کریم ﷺ! پس اگر ہم لے جائیں آپ کو دنیا سے آخرت کی طرف تو یہ خیال نہ کرنا یہ بچ جائیں گے فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ پس بے شک ہم ان سے انتقام لیں گے۔ یہ عذاب سے چھوٹ نہیں سکتے اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ یا ہم آپ کو دکھائیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ آپ کی موجودگی میں عذاب آئے فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ پس بے شک ہم ان پر قادر ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا بددعا کرنا :

مکے والوں کی نافرمانی اور زیادتیوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے بددعا فرمائی اے پروردگار! ان پر ایسے سال مسلط فرما جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی کے تھے۔

بارشیں رک گئیں، درخت جھاڑیاں سڑ گئیں، جانور مر گئے۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ اَکَلُوْا الْعِظَامَ وَالْمَیْتَةَ وَالْجُلُوْدَ ''ہڈیاں پیس پیس کر پھانکتے تھے، مردار اور چمڑے کھاتے تھے۔ ابوسفیان اس وقت کافر تھا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا اے محمد ﷺ! آپ صلہ رحمی کا سبق دیتے ہیں یہ ساری تمہاری برادری ہے دعا کریں اُن سے یہ تکلیف رفع ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان! اللہ تعالیٰ کی توحید کو قبول کر لو، کلمہ پڑھ لو، اسلام کو تسلیم کر لو پھر دیکھو رب تعالیٰ کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں۔ کہنے لگا یہ بات نہ کرو ویسے دعا کرو۔

کچھ دن ہوئے ہیں ایک بی بی میرے پاس آئی کہ رشتے میں رکاوٹ ہے کوئی تعویذ دے دو۔ میں نے کہا بیٹی! یہ تعویذ لو اور کہا کہ ہر نماز کے بعد تین دفعہ یا رحیم، یا کریم، یا لطیف پڑھ لیا کرنا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے رشتے میں رکاوٹ کو دور کر دیتے ہیں۔ کہنے لگی کہ اگر نماز پڑھنی ہے تو پھر تعویذ اپنے پاس رکھ لو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے رکھ لیتا ہوں تیرے طرح کی کوئی اور بی بی لے جائے گی۔ تعویذ لے کر نہیں گئی کہ نماز کی تلقین کرتے ہیں۔

تو ابوسفیان نے کہا توحید اور کلمے والی بات کو چھوڑو پہلے ہمارے لیے دعا کرو۔ آپ ﷺ نے دعا کی عذاب ان سے ٹل گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر عذاب ان پر مسلط کیا۔ تو فرمایا ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کو دکھا دیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ پس آپ مضبوطی کے ساتھ پکڑیں وہ چیز جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی دولتوں میں سے بہت بڑی دولت ہے۔ اس مادی دور میں ہمیں

اس کی قدر نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد قبر میں اس کی قدر و قیمت معلوم ہو گی، میدان محشر میں اس کی قدر معلوم ہو گی۔ پل صراط پر گزرنے کے وقت اس کی قدر معلوم ہو گی۔ تو فرمایا آپ مضبوطی کے ساتھ پکڑیں اس چیز کو جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں وَاِنَّهٗ اور بے شک یہ قرآن لَذِكْرٌ لَّكَ البتہ آپ کے لیے نصیحت ہے وَلِقَوْمِكَ اور آپ کی قوم کے لیے بھی نصیحت ہے۔ اس کو پڑھنا، سمجھنا، اس کے مطابق عمل کرنا ہی ذریعہ نجات ہے۔ فرمایا سن لو وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ اور عن قریب تم سے سوال کیا جائے گا کہ قرآن کو مانا ہے یا نہیں، پڑھا ہے یا نہیں، سمجھا ہے یا نہیں، اس کے مطابق عمل کیا ہے یا نہیں۔ یہ سوال تم سے ہوں گے اس سے غافل نہ رہنا۔

آگے شرک کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ فرمایا وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا اے نبی کریم ﷺ! آپ پوچھ لیں ان سے جن کو ہم نے بھیجا ہے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مِنْ رُّسُلِنَآ اپنے رسولوں کو۔ ان سے پوچھ لیں اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً کیا ہم نے بنائے ہیں رحمان کے نیچے معبود يُّعْبَدُوْنَ جن کی عبادت کی جائے۔ مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ یہ سورت واقعۂ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ معراج والی رات آنحضرت ﷺ کی انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔ تو فرمایا آپ پیغمبروں سے پوچھ لیں کہ وہ توحید کے قائل تھے یا نہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے اور نہ مجھے شک ہے میں نے پہلے دن سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اور اسی چیز کا سبق میں دنیا کو دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اس کی ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

وَلَقَدْ

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا٘ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ۬ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۵ ۱۱

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بِاٰيٰتِنَاۤ اپنی نشانیاں دے کر اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف وَمَلَا۠ئِهٖ اور اس کی جماعت کی طرف فَقَالَ پس فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بے شک میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے فَلَمَّا جَآءَهُمْ پس جس وقت وہ لائے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس بِاٰيٰتِنَاۤ ہماری نشانیاں اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ اچانک وہ لوگ ان نشانیوں کے ساتھ ہنستے

تھے وَمَا نُرِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ اور ہم نہیں دکھاتے تھے ان کو کوئی نشانی إِلَّا هِيَ
أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا مگر وہ بڑی ہوتی تھی پہلی سے وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ اور
ہم نے پکڑا ان کو عذاب میں لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ تاکہ وہ باز آ جائیں وَ
قَالُوا اور کہا انھوں نے يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ اے جادوگر ادْعُ لَنَا رَبَّكَ دعا کر
ہمارے لیے اپنے رب سے بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ جو کچھ عہد کیا ہے اس نے
آپ کے ساتھ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ بے شک ہم ہدایت پانے والے ہیں
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ پس جس وقت ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب
إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ اچانک انھوں نے عہد توڑ دیا وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ
اور اعلان کیا فرعون نے اپنی قوم میں قَالَ يَا قَوْمِ کہا اس نے اے میری قوم
أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ کیا نہیں ہے میرے لیے مصر کا ملک وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ
اور یہ نہریں تَجْرِي مِنْ تَحْتِي چلتی ہیں میرے نیچے أَفَلَا تُبْصِرُونَ کیا
پس تم نہیں دیکھتے أَمْ أَنَا خَيْرٌ بلکہ میں بہتر ہوں مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ
اس شخص سے جو حقیر ہے وَلَا يَكَادُ يُبِينُ اور قریب نہیں کہ وہ بیان بھی کر سکے
فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ پس کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کنگن مِنْ ذَهَبٍ
سونے کے أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ یا کیوں نہیں آئے اس کے ساتھ فرشتے
مُقْتَرِنِينَ جڑے ہوئے فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ پس خفیف بنایا اس نے اپنی قوم
کو فَأَطَاعُوهُ پس انھوں نے اس کی اطاعت کی إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ

بے شک وہ قوم تھی نافرمان فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا پس جس وقت انھوں نے ہمیں غصہ دلایا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ہم نے ان سے انتقام لیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو غرق کر دیا اَجْمَعِيْنَ سب کو فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا پس ہم نے کر دیا ان کو گئے گزرے وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ اور مثال دوسروں کے لیے۔

اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ گزر چکا ہے۔ اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اگلے رکوع میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آئے گا۔ ان واقعات کا آپس میں ربط یہ ہے کہ عرب میں اکثریت مشرکین کی تھی جو اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے۔ دوسرے نمبر پر یہود کی آبادی تھی خیبر سارا ان کا تھا اور مدینہ طیبہ میں بھی ان کا کافی زور تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے تھے مگر موسیٰ علیہ السلام کے فرمودات پر عمل نہیں کرتے تھے۔ تیسرے نمبر پر آبادی عیسائیوں کی تھی۔ نجران کا علاقہ ان کا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے کے دعوے دار تھے مگر عیسیٰ علیہ السلام کی باتوں پر عمل نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کا ذکر کر کے حقیقت واضح فرمائی ہے۔

فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام تھا ولید بن مصعب بن ریان۔ بڑا ہوشیار، چالاک اور چال باز آدمی تھا جیسے آج کل کے ہمارے لیڈر ہیں وَمَلَا۟ئِهٖ اور فرعون کی جماعت کی طرف بھیجا۔ اس علاقے میں دو خاندان قبطی اور سبطی تھے۔ قبطی فرعون کا خاندان تھا اور سبطی بنی اسرائیلی تھے جو مزدور پیشہ لوگ تھے فَقَالَ پس فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بے شک میں رسول ہوں رب العالمین کی

طرف سے۔اس مقام پر اجمال ہے سورۃ الاعراف میں تفصیل ہے قَالَ فرعون نے کہا اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ''اگر تو لایا ہے کوئی نشانی تو لا اس کو اگر تو سچوں میں سے ہے فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو پس اچانک وہ بڑا اژدہا بن گیا۔'' وزیر، مشیر اور سارا عملہ فرعون کا بیٹھا ہوا تھا۔فرعون اپنے بلند تخت کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تاج شاہی پہنے ہوئے بڑے ٹھاٹ باٹ کے ساتھ۔اژدہا نے جو منہ فرعون کی طرف کیا تو وہ بدحواس ہو کر نیچے گرا اور اوپر کرسی۔ بڑی عجیب کیفیت تھی لیکن فرعون کے خوف کی وجہ سے دربار سے باہر کوئی نہیں گیا کہ فرعون کا لقب ذوالاوتاد تھا، میخوں والا۔سولی پر لٹکا کر بدن میں میخیں ٹھونک دیتا تھا۔تو سارے ڈر گئے کہ اگر بھاگے تو کہے گا کہ مشکل وقت میں تم مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے میں تمہارا علاج کرتا ہوں۔جب اٹھ کر دوبارہ بیٹھا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

میری ایک نشانی اور ہے۔ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سورج کی طرح چمکتا تھا۔دلی طور پر فرعون اور ہامان سمجھتے تھے کہ یہ سچی نشانیاں ہیں۔سورہ نمل آیت نمبر ۱۴ پارہ ۱۹ میں ہے وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ حالانکہ یقین کیا اس کے بارے میں ان کی جانوں نے۔'' مگر اقتدار اقتدار ہوتا ہے مانتے نہیں۔سورہ طٰہٰ میں ہے فرعون کہنے لگا تو آیا ہے ہمارے پاس تاکہ تو نکال دے ہمیں اپنی زمین سے جادو کے زور پر اے موسیٰ ہم بھی لائیں گے تیرے مقابلہ میں اس جیسا جادو۔ہمارے اور اپنے درمیان کوئی وعدہ مقرر کر ہم تیرا مقابلہ کریں گے۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ ''تمہارا وعدہ زینت کا دن ہے۔'' عن قریب عید کا دن آ رہا ہے اس دن مقابلہ ہوگا چاشت کے وقت۔ فرعون نے اعلان کیا اور بڑے بڑے جادوگر بلائے۔چھٹی کا دن تھا لوگ فارغ تھے

میدان بھرا ہوا تھا۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے چند ساتھی تھے غربت کے مارے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے۔ فرعون کے بہتر (۷۲) ہزار جادوگر میدان میں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہر ایک نے ایک لاٹھی اور ایک رسی پھینکی، میدان سانپوں کے ساتھ بھر گیا، بعزۃ فرعون کے نعرے لگ رہے تھے۔ موسیٰ نے لاٹھی پھینکی اژدہا بن کے ان کے سارے سانپوں کو نگل گئی۔ پھر موسیٰ نے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ دوبارہ لاٹھی بن گئی۔ جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے۔ جادو میں جنس نہیں بدلتی نظر بندی ہوتی ہے۔ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے کہا کہ میری اجازت کے بغیر ایمان لائے ہو میں سولی پر لٹکاؤں گا، تمھارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیرہ آدمی اسی وقت وہیں سولی پر لٹکا دیئے گئے اور یہ بات کہہ کر مجلس ختم کر دی کہ باقیوں کو پھر سولی پر لٹکاؤں گا اب وقت ختم ہو گیا لیکن فرعونیوں میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ پس جس وقت وہ لائے ان کے پاس ہماری نشانیاں اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ اچانک ان کے ساتھ مذاق کرتے تھے وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اور ہم نے نہیں دکھائی ان کو کوئی نشانی اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا مگر وہ بڑی ہوتی تھی پہلی سے۔ مثلاً: عصا مبارک پھینکا اژدہا بن گیا پھر موسیٰ نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ روشن ہو گیا اس کے بعد اور نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ طوفان آیا، مکڑیاں مسلط ہوئیں، مینڈک مسلط ہوئے، کھانے پینے کی چیزیں خون بن جاتی تھیں۔ طرح طرح کے عذاب ان پر آئے مگر وہ اتنے ڈھیٹ تھے کہ مانتے نہیں۔ فرمایا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں تاکہ وہ

باز آجائیں وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ اے جادوگر ادْعُ لَنَا رَبَّكَ دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ جو عہد کیا ہے اس نے آپ کے ساتھ، جو وعدہ اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۳۴ پارہ نمبر ۹ میں ہے لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ''اگر دور کر دیا ہم سے عذاب، طوفان ٹڈی دل وغیرہ تو ہم ضرور ایمان لائیں گے تجھ پر اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔'' بنی اسرائیل کو بھی آزاد کر دیں گے۔ جادوگر کیوں کہا؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک جادوگر ہی بڑا افادر ہوتا تھا لہٰذا انھوں نے یہ لفظ بہ طور ادب استعمال کیا۔

اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ضد اور چڑانے کے لیے کہا اے جادوگر! اپنے رب کو پکارو اس وعدے کے ساتھ جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے عذاب کے ٹالنے کا اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ بے شک ہم راہ راست پر آجائیں گے فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ پس جس وقت ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ اچانک انھوں نے عہد توڑ دیا، سب وعدے توڑ دیے وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم کے درمیان قَالَ يٰقَوْمِ فرعون نے پکار کر کہا اپنی قوم کو اے میری قوم! اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ کیا نہیں ہے میرے لیے مصر کا ملک۔ میں یہاں کا بادشاہ نہیں ہوں، میری حکومت نہیں وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اور یہ نہریں میرے محلات کے نیچے سے نہیں گزرتیں اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا پس تم دیکھتے نہیں ہو۔ ملک میرا، کوٹھیاں میری، فوجیں میری، دولت میرے پاس، پبلک میرے ساتھ، موسیٰ کے پاس کیا ہے؟ دیکھتے نہیں ہو؟ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا بلکہ میں اس سے بہتر ہوں الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ

اس شخص سے جو حقیر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو حقیر کہتا ہے معاذ اللہ تعالیٰ اور اپنے آپ کو معزز سمجھتا ہے کہ میرے پاس حکومت ہے، دولت ہے، فوجیں ہیں، لوگ میرے ساتھ ہیں جیسے آج کل کے لیڈر دعوے کرتے ہیں اور ہے بھی حقیقت کہ عوام ان کے ساتھ ہیں اگر عوام ان کا ساتھ نہ دیں تو ایک بھی آگے نہ آئے۔ حق والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ حق سمجھنے والے، حق کی تائید کرنے والے تھوڑے ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔ فرعون کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بیان کیا ہے۔

مشرکین مکہ کا وفد آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگا کہ ہمارے تمہارے درمیان جو جھگڑا ہے اس کو ختم کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں سے کسی کو ثالث مان لو وہ جو فیصلہ کرے ہم سارے قبول کرلیں گے یا پھر ووٹنگ کرالو ہم زیادہ ہیں یا تم زیادہ ہو جو زیادہ ہوں ان کی پیروی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آٹھویں پارے میں ان دونوں شقوں کا رد فرمایا ہے اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا [الانعام: ۱۱۴] "کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو فیصلہ کرنے والا تلاش کروں۔" میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور حکم ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

دوسری صورت کا رد آیت نمبر ۱۱۶ میں فرمایا وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "اور اگر آپ اطاعت کریں گے ان لوگوں کی جو اکثر ہیں زمین میں تو وہ بہکا دیں گے آپ کو راستے سے۔" اکثریت ہمیشہ گمراہوں کی رہی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق فرمایا فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ [الذاریات: ۳۶] "پس نہ پایا ہم نے ان میں مسلمانوں کے ایک گھرانے کے سوا۔" ایک حویلی تھی جس میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دو یا تین بیٹیاں تھیں۔ اور

گنے چنے افراد مومنوں کے رہتے تھے۔ بیوی نے بھی ساتھ نہیں دیا باقی ساری آبادی کافروں کی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ [ہود: ۴۰] ''اور نہیں ایمان لائے ان کے ساتھ مگر تھوڑے لوگ۔'' ساڑھے نو سو سال کے بعد ایمان لانے والوں کی تعداد سو بھی نہیں تھی۔ کوئی تو سے لکھتا ہے کوئی ترانوے۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے سب ملا کر۔ باقی سب مشرک تھے۔ نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان نے ساتھ نہیں دیا، بیوی واعلہ نے بھی ساتھ نہیں دیا۔ قلت کثرت کوئی شے نہیں ہے ہمیشہ حق پر قائم رہنا چاہیے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا کہ فلاں پیغمبر اور اس کی قوم آئے حساب کے لیے۔ سب سے پہلے اس امت کا حساب ہوگا اور سب سے پہلے یہ پل صراط سے گزرے گی اور سب سے پہلے یہ امت جنت میں داخل ہوگی۔ فرمایا نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ''ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے آخری امت ہیں اور قیامت والے دن حساب میں پہلی امت ہوں گے۔'' اور جنت میں داخلے کے اعتبار سے بھی ہم پہلے ہیں۔

فرمایا ایسے پیغمبر بھی ہوں گے کہ ان کے ساتھ تین امتی ہوں گے اور ایسے بھی ہوں گے کہ ان کے ساتھ صرف چار امتی ہوں گے ایسے بھی ہوں گے کہ ان کے ساتھ دو امتی ہوں گے اور ایسے بھی ہوں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا۔ فرمایا وَيَجِيْءُ نَبِيٌّ وَّلَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ ''اور ایک ایسے بھی ہوں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی بھی نہیں ہوگا۔'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ گھر کے افراد نے بھی ساتھ نہیں دیا۔ اکثریت ہمیشہ دوسرے لوگوں

کی رہی ہے۔

تو فرعون نے کہا بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص کی نسبت جو حقیر ہے وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ اور قریب نہیں کہ وہ بیان بھی کر سکے۔ کیوں کہ اس کی زبان بھی میری طرح صاف نہیں ہے۔

اس کی حقیقت اس طرح ہے کہ فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رحمۃ اللہ علیہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بڑا پیار کرتی تھی۔ کسی وقت بیوی کو خوش کرنے کے لیے بادل نخواستہ فرعون بھی اٹھا لیتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ عجیب عجیب حرکتیں کرتے تھے۔ کبھی انگلیاں اس کی ناک میں ڈال دیتے، کبھی آنکھوں میں، کبھی کانوں میں کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتحان لینا:

فرعون نے کہا یہ بچہ بڑا خطرناک ہے۔ بیوی نے کہا انجان بچہ ہے اس کو کیا معلوم؟ کہنے لگا نہیں دوسرے بچے بھی تو ہیں یہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے تجربہ کے لیے ایک پلیٹ میں ہیرے موتی رکھ دیئے اور دوسری میں جلتا ہوا کوئلہ کہ دیکھتے ہیں کہ انگارے کی طرف جاتا ہے یا ہیرے موتیوں کی طرف۔ موسیٰ علیہ السلام ہیرے موتیوں کی طرف جا رہے تھے جبرائیل علیہ السلام آئے اور موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ انگارے کی طرف کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے لے کر انگارا زبان پر رکھ لیا۔ ننھی منھی زبان تھی متاثر ہوئی اور لکنت پیدا ہوگئی۔ جب نبوت ملی تو دعا کی رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ [سورہ طٰہٰ] ''کہا موسیٰ نے اے پروردگار کشادہ کر دے میرا سینہ اور آسان کر دے میرے لیے میرا معاملہ اور کھول دے گرہ میری زبان سے تاکہ لوگ میری بات سمجھ لیں۔'' اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی انھانوے فیصد لکنت ختم ہوگئی مگر دو

فیصد باقی رہی۔اس کے مقابلے میں فرعون کی زبان تندرست تھی۔

تو اس کا تقابل کرتا ہے کہ یہ میرے مقابلے میں بیان بھی نہیں کر سکتا اور میری زبان خوب چلتی ہے فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ پس کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کنگن سونے کے۔اس زمانے میں بادشاہ سونے کے کنگن پہنتے تھے۔یہ کہتا ہے کہ میں رب کا نائب ہوں رب تعالیٰ کا نائب ہے تو اس کے پاس سونے کے کنگن کیوں نہیں ہیں اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ یا کیوں نہیں آئے اس کے ساتھ فرشتے جڑے ہوئے یعنی لگا تار لائن باندھ کر۔مثال کے طور پر آج وزیر اعلیٰ نے کہیں جانا ہو تو پولیس کو پسو پڑے ہوتے ہیں اور اگر گورنر نے گزرنا ہو تو سڑکیں بند ہو جاتی ہیں جگہ جگہ پولیس والے کھڑے ہوتے ہیں آگے پیچھے باڈی گارڈ ہوتے ہیں اور اگر صدر جائے تو اور مصیبت ہوتی ہے اگر وزیر اعظم جائے تو افسروں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں کہ کسی طرح سے یہ وقت گزاریں۔یہ رب تعالیٰ کا پیغمبر ہے تو اس کے آگے پیچھے فرشتوں کی لائن کیوں نہیں لگی ہوئی۔اقتران کا معنیٰ ہے ملنا تو مُقْتَرِنِيْنَ کا معنیٰ ہو گا ملے ہوئے۔فرشتے آگے پیچھے دائیں بائیں ہوں پتا چلے نبی آرہے ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ پس خفیف بنایا اس نے اپنی قوم کو۔ فرعون نے قوم کی مت ماردی۔لوگ ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں وہ ظاہری باتیں کرتا تھا لوگوں کی سمجھ میں جلد آتی تھیں۔عقل ماردی اپنی قوم کی فَاَطَاعُوْهُ پس انھوں نے فرعون کی اطاعت کی۔کیوں کی؟ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ بے شک تھی وہ قوم نافرمان۔اللہ تعالیٰ نے دو پیغمبر بھیجے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام۔مگر بدبخت قوم دوسری طرف چلی گئی۔فرمایا فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس جب انھوں نے ہمیں غصہ

دلایا ہم نے ان سے انتقام لیا۔فرعون اور اس کی قوم سے فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ. پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا بحر قلزم میں۔موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب بحر قلزم کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی ماری، راستے بن گئے، یہ پار ہو گئے ۔فرعون نے ہامان کو کہا کہ تم آگے لگو پیچھے فوج اور میں فوج کے پیچھے رہوں گا۔ جب یہ لوگ راستوں پر چلے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی بھی چل پڑا سب وہیں سے سیدھے جہنم رسید ہو گئے ۔فرعون نے واویلا کرتے ہوئے کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [یونس: ۹۰] ''میں ایمان لایا ہوں کہ بے شک کوئی معبود نہیں مگر وہی جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرماں برداروں میں سے ہوں۔'' رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم کہتے ہو اور تحقیق تم اس سے پہلے نافرمانی کرتے رہے فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ ''پس آج کے دن ہم بچالیں گے تیرے جسم کو تاکہ ہو جائے وہ ان لوگوں کے لیے جو تیرے پیچھے ہیں نشانی۔'' فرعون کی لاش آج بھی مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔دنیا جا کر اس کو دیکھتی ہے کہ یہ وہ شخص تھا جو پیغمبر کے مقابلے میں کہتا تھا میں یہ ہوں اور وہ ہوں اور اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا۔ کبھی کبھی اس کی تصویر اخباروں میں بھی آجاتی ہے۔تو فرمایا جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا پس ہم نے ان کو کر دیا گئے گزرے لوگ جن کا نام ونشان نہیں ہوتا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ اور مثال بنا دیا پچھلوں کے لیے کہ نافرمانوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

(آمین)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۞ وَقَالُوٓا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۞ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۞ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۞ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۞ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۞ وَلَمَّا جَآءَ عِيسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ۞ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۞ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنۢ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۞ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۞ الْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۞ ع

وَلَمَّا اور جس وقت ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ بیان کی گئی ابن مریم علیہما السلام کی مَثَلًا مثال اِذَا قَوْمُكَ اچانک آپ کی قوم نے مِنْهُ اس مثال سے يَصِدُّوْنَ چلانے لگی وَقَالُوْٓا اور کہا انھوں نے ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ کیا ہمارے الٰہ بہتر ہیں اَمْ هُوَ یا وہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ نہیں بیان کیا انھوں نے اس کو آپ کے سامنے اِلَّا جَدَلًا مگر جھگڑا کرنے کے لیے بَلْ

هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ بلکہ وہ قوم جھگڑالو ہے اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ نہیں ہے وہ مگر بندہ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ ہم نے اس پر انعام کیا وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا اور بنا دیا ہم نے اس کو مثال لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کے لیے وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر ہم چاہیں لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ البتہ ہم بنا دیں تمہاری جگہ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ فرشتے زمین میں يَخْلُفُوْنَ وہ خلافت کریں وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور بے شک وہ عیسیٰ علیہ السلام البتہ نشانی ہیں قیامت کی فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا پس تم شک نہ کرو اس کے بارے میں وَاتَّبِعُوْنِ اور میری پیروی کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ سیدھا راستہ ہے وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وَ لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور جس وقت آئے عیسیٰ علیہ السلام کھلی نشانیوں کے ساتھ قَالَ فرمایا قَدْ جِئْتُكُمْ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس بِالْحِكْمَةِ حکمت وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ اور تاکہ میں بیان کروں تمہارے لیے بَعْضَ الَّذِيْ بعض وہ چیزیں تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ جن میں تم اختلاف کرتے ہو فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے فَاعْبُدُوْهُ پس تم عبادت کرو اس کی هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ سیدھا راستہ ہے فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس

میں فَوَيۡلٌ پس خرابی ہے لِّلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ان لوگوں کے لیے جنھوں نے ظلم کیا مِنۡ عَذَابِ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ دردناک دن کے عذاب سے هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ نہیں انتظار کرتے یہ اِلَّا السَّاعَةَ مگر قیامت کا اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً یہ کہ آئے ان کے پاس اچانک وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ اوران کو خبر بھی نہ ہو اَلۡاَخِلَّآءُ دوست يَوۡمَئِذٍ اس دن بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ بعض بعض کے دشمن ہوں گے اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ مگر پرہیز گار۔

ماقبل سے ربط :

کل کے درس میں تم نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پڑھا۔ آج عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ آرہا ہے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا اسراء کا معنٰی ہے عبد اور ایل کا معنٰی ہے اللہ۔ تو اسرائیل کا معنی ہوا عبداللہ۔ حضرت یعقوب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ ان کی اولاد میں تقریباً چار ہزار پیغمبر آئے ہیں بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر نہیں آیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی اسماعیل میں تشریف لائے ہیں مگر تمام جہانوں کے لیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔ حضرت مریم علیہا السلام تقریباً سولہ سال کی عمر میں جب غسل خانہ سے غسل کر کے باہر آئیں تو ایک موٹے تازے صحت مند آدمی کو دیکھ کر گھبرا گئیں۔ اس خیال سے کہ اس کی نیت صحیح نہیں ہے قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا [مریم:۱۸] ”کہنے لگی

میں پناہ لیتی ہوں رحمان کے ساتھ تجھ سے اگر تو ڈرنے والا ہے۔" اگر تو رب سے ڈرتا ہے تو میں رحمٰن کی پناہ لیتی ہوں تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں انسان نہیں ہوں میں فرشتہ ہوں جبرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں تجھے بیٹے کی خوش خبری سنانے کے لیے میں نے تیرے گریبان میں پھونک مارنی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پھونک مارنے سے حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود شروع ہوگیا۔ جب ولادت کا وقت ہوا تو حضرت مریم علیہا السلام پریشان ہوئیں کہ لوگوں کی تسلی کے لیے، لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کیا کروں گی کہ بچہ کہاں سے لائی ہوں۔ لوگوں کا منہ بند کرنا بھی بڑی بات ہے۔ نیک والدین کی بیٹی ہوں پیغمبر کے گھر میں میری تربیت ہوئی ہے:

؎ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

ایسے گھرانے کی عورت کو واقعی پریشان ہونا چاہیے تھا۔ تو خیر تنہائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ رب تعالیٰ نے خوراک کا بھی انتظام کردیا کہ خشک کھجور پر دانے لگا دیے اور پانی کا بھی انتظام ہوگیا کہ چشمہ جاری کردیا۔ کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو **وَقَرِّیْ عَیْنًا** [پارہ:۱۶] "اور بچے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو۔" اور اگر لوگ تمہارے ساتھ گفتگو کریں تو ان سے بات نہ کرنا۔

پہلا یا دوسرا دن تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اٹھا کر لے گئیں تو سارے لوگ پیچھے لگ گئے **لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا** [پارہ:۱۶] "البتہ تحقیق لائی ہے تو ایک چیز اوپری۔" یہ کیا کیا ہے۔ تیرا باپ نیک، تیری ماں نیک، تیرا بھائی نیک، تیرا سارا خاندان نیک۔ یہ طوفان تو کہاں سے لائی ہے؟ کیا مرد، کیا عورتیں، بچے، بوڑھے اکٹھے ہوگئے

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ [پارہ:۱۶] ''پس مریم علیہا السلام نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو کون ہے، کہاں سے آیا ہے؟ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا [پارہ:۱۶] '' وہ کہنے لگے ہم کیسے کلام کریں اس بچے کے ساتھ جو گھوارے میں ہے۔'' اس بچے سے ہم کیا پوچھیں یہ ہمیں کیا بتلائے گا؟ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا [پارہ:۱۶] '' بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور مجھے نبی بنانے کا وعدہ کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے وَبَرًّا ۢبِوَالِدَتِيْ اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کروں۔'' کیونکہ میرا والد تو ہے نہیں والدہ ہی والدہ ہے۔ لمبی چوڑی تقریر کی۔ تو جو صاف ذہن کے لوگ تھے ان کی تو تسلی ہوگئی۔ مگر ہر زمانے میں گندے ذہن کے لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ نہ ماننے والوں نے نہ مانا۔ یہودی ابھی تک ڈٹے ہوئے ہیں کہ یہ بچہ حلال زادہ نہیں ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا [النساء:۱۵۶]

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اور جس وقت بیان کی گئی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی مثال بطور مثال کے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے۔ مریم علیہا السلام کو بغیر خاوند کے رب نے بیٹا دیا ہے۔ جب اس کا ذکر آتا ہے اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ اچانک آپ کی قوم اس مثال سے چلانے لگتی ہے۔ يَصِدُّوْنَ کے عربی میں دو معنیٰ کرتے ہیں۔ ایک تصدیہ کا معنیٰ یعنی تالیاں بجانا۔ سورۃ الانفال میں ہے مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ''اور نہیں ہے ان مشرکوں کی نماز بیت اللہ شریف کے پاس مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔'' قوالی کرنا۔ یہ ان کی عبادت تھی اور اگر یہ ضَرَبَ کے باب سے آئے تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے آوازے

کسنا، چیخیں مارنا، شور مچانا۔ اور اگر نَصَرَ سے آئے تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے روکنا۔ یہ ضرب سے ہے۔ اس کا معنیٰ ہے چیخیں مارنا، آوازے کسنا اور طعن و تشنیع کرنا۔ وَقَالُوْٓا اور کہا انھوں نے ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ کیا ہمارے الٰہ بہتر ہیں اَمْ هُوَ یا وہ۔ کہنے لگے دیکھو! ہمارے الٰہ ہیں لات، منات، عزّیٰ۔ ان کے نسب نامہ میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا کہ یہ ہم نے بنائے ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں سے پوچھو وہ کیا کہتے ہیں اور آپ ہم سے عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی منوانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا نہیں بیان کیا انھوں نے اس کو آپ کے سامنے مگر جھگڑنے کے لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ بلکہ یہ قوم جھگڑالو ہے۔ جھگڑنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ نہیں ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام مگر بندہ ہم نے اس پر انعام کیا کہ بغیر باپ کے پیدا کیا اور نبوت دی، کتاب دی اور بہت سارے معجزات دیئے۔ ظاہری اور باطنی انعامات ان پر کیے۔

مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنا :

جس وقت مکے والوں نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے تو کئی ساتھی ہجرت کر کے ملک حبشہ چلے گئے۔ حبشہ عیسائیوں کا ملک تھا اس کے بادشاہ کا نام اصحمہ اور لقب نجاشی تھا۔ بڑا نیک دل بادشاہ تھا۔ مشرکوں نے مشورہ کیا کہ جا کر نجاشی کو ملیں اور ان کو واپس لے کر آئیں وہاں آرام سے رہ رہے ہیں۔ چنانچہ مشرکین مکہ کا ایک وفد نجاشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جس میں عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ بھی تھے۔ یہ اس وقت کافر تھے اور بعد میں دونوں مسلمان ہو گئے رضی اللہ عنہما۔ انھوں نے جا کر نجاشی سے ملاقات کی اور کہا کہ

ہمارے کچھ غلام اور کچھ مقروض لوگ بھاگ کر یہاں آئے ہیں ہم ان کو لے جانا چاہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کچھ پہلے غلام بھی تھے بعد میں آزاد کر دیئے گئے تھے اور کچھ ان کے مقروض بھی تھے۔ نجاشی بڑا سمجھ دار آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ جب تک میں دوسرے فریق کی بات نہیں سنوں گا فیصلہ نہیں دوں گا۔ ایک طرف کی بات سن کر فیصلہ دے دینا انصاف کے خلاف ہے۔ چنانچہ مہاجرین کو بلایا گیا۔ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مہاجرین نے ان کو اپنا متکلم بنایا۔ قریش مکہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص جو اس وقت تک رضی اللہ عنہ نہیں ہوئے تھے اور عبداللہ بن ربیعہ تھے۔ یہ بھی بعد میں رضی اللہ عنہ ہو گئے تھے۔ یہ دونوں بڑے ہوشیار چالاک اور ٹیبل ٹاک کے ماہر تھے۔ گفتگو شروع ہوئی۔ نجاشی نے کہا کہ قریش کی طرف سے جو وفد آیا ہے انھوں نے کل مجھے کہا کہ ہمارے کچھ غلام اور مقروض یہاں بھاگ کر آئے ہیں ان کو ہمارے حوالے کرو لہٰذا تم اپنا مدعا بیان کرو اور ان کو جواب دو۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک ہمارے بعض ساتھی پہلے غلام تھے مگر اب وہ آزاد ہو چکے ہیں اور بعض نے اگر کسی کا کچھ قرضہ دینا ہے تو وہ کھائیں گے نہیں دے دیں گے اور باقی سارے نہ غلام ہیں نہ مقروض ہیں۔ ہم ان کی برادری کے لوگ ہیں اور ان کی ٹکر کے آدمی ہیں یہ کس حیثیت سے ہمیں لینے کے لیے آئے ہیں ہم تو پہلے ہی ان کے مظالم سے تنگ ہو کر یہاں آئے ہیں اس پر عمرو بن العاص نے سمجھا کہ یہ بات تو الٹی پڑ گئی ہے۔ تو انھوں نے پینترا بدلا اور کہنے لگے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں ان کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ کیونکہ نجاشی عیسائی تھا مذہبی طور پر اس کے جذبات بھڑکائے۔ نجاشی نے کہا کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے یہ آیات

پڑھیں اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ نہیں ہے وہ مگر بندہ ہم نے اس پر انعام کیا۔ کہنے لگے دیکھو جی! توہین کر گئے بندہ کہہ گئے۔ نجاشی نے زمین سے تنکا اٹھایا اور اس کا سرا آگے سے پکڑ کر کہا کہ تنکے کے سرے جتنی بھی توہین نہیں کی واقعی عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

دیکھو! آج بھی بعض جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبروں کو بندہ نہ کہو اس میں ان کی توہین ہے۔ بھئی! بات یہ ہے کہ جب تک بندہ نہ کہیں کسی کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ نماز میں التحیات بھی پڑھنی ہے اور اس میں اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ بھی ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ عبدہ پہلے اور رسولہ بعد میں ہے۔ اگر بندہ کہنے میں توہین ہوتی معاذ اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ اس کو نماز میں کیوں رکھتا؟ فرمایا نہیں ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام مگر بندہ انعام کیا ہم نے اس پر وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اور بنایا ہم نے اس کو مثال بنی اسرائیل کے لیے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ فرمایا وَلَوۡ نَشَآءُ اور اگر ہم چاہیں لَجَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ البتہ ہم بنادیں تمہاری جگہ مَّلٰۤئِكَةً فِي الۡاَرۡضِ فرشتے زمین میں يَخۡلُفُوۡنَ وہ خلافت کریں۔ ہم قادر ہیں کہ زمین کی خلافت فرشتوں کو دے دیں مگر ہماری طرف سے طے ہے اِنِّيۡ جَاعِلٌ فِي الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً [سورۃ البقرہ] "خلافت آدم علیہ السلام اور ان کی نسل کے لیے ہے۔" آدم علیہ السلام سے پہلے دو ہزار سال تک جنات حکمرانی کرتے رہے مگر اب اولاد آدم قیامت تک حکمرانی کرے گی وَاِنَّهٗ اور بے شک وہ عیسیٰ علیہ السلام لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ البتہ قیامت کی نشانی ہیں فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا پس ہرگز شک نہ کرو تم قیامت کے بارے میں۔

قیامت کی نشانیاں :

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ دنیا میں فتنے فساد عام ہو جائیں گے، کثرت کے ساتھ قتل ہوں گے، چوری، زنا، ڈاکے، بدمعاشی بڑھتی جائے گی قیامت قریب آ جائے گی۔ آج کوئی یہ کہے کہ آنے والا دن پہلے سے بہتر ہوگا یا آنے والے دنوں میں ہم کوئی خوش خبری سنیں گے حاشا وکلا۔ بلکہ جوں جوں دن گزرتے جائیں گے خرابیاں بڑھتی جائیں گی۔ شراب نوشی کا کثرت سے ہونا، مظالم سے دنیا کا بھرا ہوا ہونا قرب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ قیامت کی نشانیوں میں امام مہدی علیہ السلام کا آنا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل میں سے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ ابوداؤد وغیرہ کی روایات میں ہے لوگ تمام حکمرانوں سے تنگ آ کر دعائیں کریں گے اے پروردگار! ان ظالم حکمرانوں سے ہماری جان چھڑا۔ ہاں! اس سے پہلے بڑی سخت جنگیں ہوں گی اتنی کہ اٹھانوے فیصد لوگ مارے جائیں گے دو فیصد بچیں گے۔ عورتیں ہی عورتیں ہوں گی حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ اِمْرَاَۃً الْقَیِّمُ الْوَاحِدُ بخاری شریف کی روایت ہے کہ پچاس پچاس عورتوں کو ایک ایک مرد سنبھالنے والا ہوگا۔ یہ اس کی بیویاں نہیں ہوں گی، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں ہوں گی۔ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا، عیسیٰ نازل ہوں گے، دجال کا خروج ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

تو فرمایا تم قیامت کی نشانیوں میں شک نہ کرو وَاتَّبِعُوْنِ اور میری پیروی کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ یہ سیدھا راستہ ہے وَلَا یَصُدَّنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان ان چیزوں سے اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن

ہے وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ اور جس وقت عیسیٰ علیہ السلام کھلے دلائل لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ برص والے کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ ٹھیک ہو جاتا تھا مادرزاد اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ بینا ہو جاتے تھے قبر پر کھڑے ہو کر کہتے قُمْ بِاِذْنِ اللہ وہ زندہ ہو کر باہر آ جاتا تھا۔ چار مردے زندہ ہوئے، مٹی کی چڑیاں بنا کر پھونک مارتے تھے وہ اڑ جاتی تھیں۔ یہ معجزات قرآن میں ہیں حق اور سچ ہیں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔

تفسیر فتح البیان میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ترکی اور برطانیہ کا سفیر کسی جگہ کسی مقصد کے لیے اکٹھے ہوئے تو برطانیہ کے سفیر نے جو عیسائی تھا چوٹ لگائی کہ سنا ہے تمہاری ماں پر لوگوں نے تہمت لگائی ہے۔ اشارہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کے الزام کا۔ جن کی صفائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو رکوع نازل کیے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔ تو برطانیہ کے سفیر نے یہ چوٹ کی کہ سنا ہے کہ تمہاری ماں پر تہمت لگی تھی۔ ترکی کا سفیر بڑا ہوشیار اور چالاک آدمی تھا اس نے کہا جی ہاں! ہماری ماں پر تو صرف تہمت لگی تھی اور کہنے والے کہتے ہیں کہ تمہاری ماں تو بچہ بھی ساتھ لے کر آئی تھی وَقَوْلِهِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُهْتَانًا عَظِیْمًا [سورۃ النساء] یہودی اب بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام العیاذ باللہ حرامی تھے اور یہی عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔

مرزا قادیانی کا دجل :

کہتا ہے کہ یہ مولوی بڑے بڑے ہیں کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی عزت نہیں کرتا۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں ان کی ماں کی عزت کرتا ہوں ان کے باپ یوسف نجار کی

عزت کرتا ہوں ان کے چھ بہن بھائیوں کی عزت کرتا ہوں۔ اس ظالم سے کوئی پوچھے کہ ان کا باپ کہاں سے نکل آیا اور چھ بہن بھائی کہاں سے آگئے۔ یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے اور ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ اپنے عقائد کو درست رکھے۔ جب تک عقائد اور نظریات درست نہیں ہوں گے کچھ بھی قبول نہیں ہوگا۔ تو فرمایا شیطان تمھیں نہ روکے وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اور جس وقت عیسٰی علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر آئے قَالَ فرمایا عیسٰی علیہ السلام نے قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس دانائی کی باتیں وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ اور تاکہ بیان کروں میں تمہارے سامنے بَعْضَ الَّذِي بعض وہ چیزیں تَخْتَلِفُونَ فِيهِ جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ اُس وقت یہودیوں نے شریعت کو ایسے ہی بدل اور بگاڑ دیا تھا جیسے آج کل کے اہل بدعت نے دین کو بدل اور بگاڑ دیا ہے۔ بدعات کو سنت بنا دیا۔

بدعات اور خرافات :

بدعت کے خلاف بات کرو تو ان کے مولوی اور پیر بھڑوں کی طرح پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یقیناً ان لوگوں نے دین کا نقشہ بگاڑ دیا ہے۔

اعلان ہوا ہے کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اس سال عرق گلاب کے ساتھ غسل دیا جائے گا۔ پہلے دودھ کے ساتھ دھوتے تھے۔ یہ سب خرافات ہیں۔ ان بزرگوں نے جو کچھ کہا ہے اس پر تو عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کے ہاتھ پر چالیس ہزار ہندو مسلمان ہوئے۔ ان سے غیر اللہ کی پوجا چھڑا کر انھیں رب تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا۔ چاند، سورج، ستاروں سے ہٹا کر، دریائے جمنا کی پوجا سے ہٹا کر

رب تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا۔ اور آج یہ جاہل ان کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ یاد رکھنا! آنحضرت ﷺ نے تمام چیزوں کا حکم بتلایا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے جوں جوں قیامت کا وقت قریب آئے گا بدعات کثرت سے ہوں گی ہر سال کوئی نہ کوئی نئی بدعت ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اعلان نبوت فرمایا تو سارے یہودی مخالف ہو گئے کہ یہ ہمارا دین بگاڑنا چاہتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ بیان کروں بعض وہ چیزیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو • فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو۔ اور یاد رکھو خرق عادت کے طور پر میرے ہاتھ پر جو عجیب و غریب چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ان کی وجہ سے میں رب نہیں بن گیا اور نہ ہی میرا رب بننے کا دعویٰ ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ یاد رکھو! اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ وہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ یہ معجزات اسی نے مجھے عطا فرمائے ہیں فَاعْبُدُوْهُ پس اس کی عبادت کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ سیدھا راستہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو یہ سبق دیا لیکن فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ پس اختلاف کیا گروہوں نے مِنْۢ بَيْنِهِمْ آپس میں۔ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ”عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ یہودیوں نے کہا حلال زادہ نہیں ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ مشرکوں نے کہا کہ ہمارے الٰہوں کا تو نسب نامہ ہے اس کا نسب نامہ کہاں ہے لاؤ کر دکھاؤ۔

عیسائیوں کے فرقے :

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ احزاب سے عیسائیوں کے گروہ مراد ہیں۔

عیسائیوں کے ایک گروہ کا نام نسطوریہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور ایک گروہ کا نام یعقوبیہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور رب تعالیٰ کو آپس میں گڈمڈ مانتے ہیں یہ حلولیہ ہیں تیسرے گروہ کا نام ملکائیہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی کا رکن مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک، عیسیٰ علیہ السلام دو اور جبرائیل علیہ السلام تین۔ اور بعض جبرائیل علیہ السلام کی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کو تیسرا رکن مانتے ہیں کہ یہ تین مل کر نظام دنیا چلا رہے ہیں۔

تو فرمایا پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو ظالم ہیں مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ دردناک دن کے عذاب سے هَلْ یَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے یہ اِلَّا السَّاعَةَ مگر قیامت کا۔

یاد رکھنا! آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قیامت سامنے ہے، فرشتے بھی سامنے، جنت دوزخ بھی سامنے آجائے گی مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُهٗ" جو فوت ہو گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔ فرمایا اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً یہ کہ قیامت آئے گی ان کے پاس اچانک ان کو پتا بھی نہیں چلے گا وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو خبر بھی نہ ہو گی اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ ۔ اَخِلَّا خلیل کی جمع ہے۔ خلیل کا معنیٰ ہے دوست۔ اس دن دوست بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض بعض کے دشمن ہوں گے اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ مگر متقیوں کی دوستی برقرار رہے گی۔ نیکوں کی دوستی وہاں بھی کام آئے گی اور رب تعالیٰ کی رحمت کا سبب بنے گی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کسی کے گناہوں کا پلا بھاری ہو جائے گا تو رب تعالیٰ اس کو دوزخ میں پھینکنے کا حکم دیں گے۔ تو اس کے متقی ساتھی کہیں گے اے پروردگار!

یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا، ہمارے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے اس کے گناہ زیادہ ہیں سزا بھگت کر جائے گا۔ یہ کہیں گے اے پروردگار! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے جب تک ہمارے ساتھی جنت میں نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ تم دوزخ میں داخل ہو کر ان کو لے آؤ جن جن کو تم پہچانتے ہو۔ دوزخ تمہارے لیے باغ و بہار کی طرح ہو گی۔ یہ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے۔ اسی واسطے جماعت کے ساتھ نماز کی بڑی اہمیت ہے اور اجتماعی زندگی بڑی اونچی چیز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اہل علم گناہ گار ساتھی کا بازو پکڑ کر دوزخ سے باہر لے آئے۔ تو فرمایا اس دن دوست بعض بعض کے دشمن ہوں گے مگر متقیوں کی دوستی وہاں بھی برقرار رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متقی بنائے اور ان کی دوستی نصیب فرمائے۔
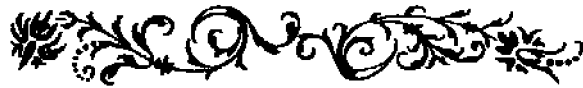
يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾

يٰعِبَادِ اے میرے بندو! لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ نہیں خوف تم پر الْيَوْمَ آج کے دن وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ اور نہ تم غمگین ہو گے الَّذِينَ آمَنُوا وہ لوگ جو ایمان لائے بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں پر وَكَانُوا مُسْلِمِينَ اور تھے فرماں بردار (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہو جاؤ جنت میں أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تم اور تمہاری بیویاں تُحْبَرُونَ تمہاری عزت کی جائے گی يُطَافُ عَلَيْهِمْ پھیرے جائیں گے ان پر بِصِحَافٍ پیالے مِنْ ذَهَبٍ سونے کے وَأَكْوَابٍ گلاس وَفِيهَا مَا اور ان میں وہ چیز ہو گی تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ جس کو چاہیں گے نفس وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ اور لطف

اٹھائیں گی ان سے آنکھیں وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور تم ان میں ہمیشہ رہنے والے ہو گے وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اور یہ ہے وہ جنت اُوْرِثْتُمُوْهَا جس کا تمھیں وارث بنایا گیا ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے لَكُمْ فِيْهَا تمھارے لیے اس میں ہوں گے فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ پھل بہت زیادہ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ جن کو تم کھاؤ گے اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ بے شک مجرم لوگ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ جہنم کے عذاب میں خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ اور وہ اس میں مایوس ہوں گے وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ لیکن وہ خود ہی ظلم کرنے والے ہیں وَنَادَوْا اور وہ پکاریں گے يٰمٰلِكُ اے مالک علیہ السلام لِيَقْضِ عَلَيْنَا چاہیے کہ فیصلہ کردے ہم پر رَبُّكَ آپ کا رب قَالَ وہ کہے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ بے شک تم رہنے والے ہو لَقَدْ جِئْنٰكُمْ البتہ تحقیق لائے ہیں ہم تمہارے پاس بِالْحَقِّ حق وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لیکن اکثریت تمہاری لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ حق کو پسند نہیں کرتی۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق کے آخر میں تھا کہ قیامت والے دن دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقیوں کی دوستی وہاں بھی برقرار رہے گی۔ آگے اللہ تعالیٰ نے متقیوں

کے انعام کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰعِبَادِ اے میرے بندو! لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ نہیں خوف تم پر آج کے دن تم اپنے امتحان میں کامیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقام میں پہنچ چکے ہو اب آئندہ تمھیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ تم ہمیشہ کے لیے امن وسکون میں رہو گے وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اور نہ تم غمگین ہو گے گزشتہ زندگی پر کیوں کہ کفر و شرک اور معاصی سے پاک گزری ہے لہٰذا تمھیں اس زندگی کے اعمال پر کوئی غم نہیں ہوگا۔ فرمایا یہ بشارت ان لوگوں کے لیے ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر، ہمارے احکامات پر عمل کیا، توحید و رسالت، قیامت اور تقدیر پر ایمان لائے وَكَانُوْا مُسْلِمِیْنَ اور تھے وہ فرماں بردار اللہ تعالیٰ کے۔ پھر ان سے کہا جائے گا اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں۔ اہل ایمان کی قدر دانی ہوگی کہ ان کی بیویوں کو بھی جنت میں ساتھ ملا دیا جائے گا۔

سورۃ مومن میں ہے کہ عرش کے اٹھانے والے فرشتے ایمان والوں کے لیے اس طرح دعائیں کرتے ہیں رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ''اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو رہنے کے باغوں میں الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اور ان کو بھی جو نیک ہوں ان کے آباؤ اجداد میں سے اور ان کے بیویوں اور اولادوں میں سے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ [آیت: ۸] '' بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ تُحْبَرُوْنَ تم سب کی عزت کی جائے گی تمہارا احترام ہوگا۔

جنت کی نعمتیں :

آگے اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی بعض نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے جو جنتیوں کو ملیں گی۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَكۡوَابٍ پھیرے جائیں گے ان پر سونے کے پیالے اور آب خورے۔ صحاف کا معنی رکابیاں، پیالے اور اکواب کا معنی گلاس یا آبخورے۔ مطلب یہ ہے کہ جنتیوں کے کھانے کے لیے سونے کے برتن استعمال کیے جائیں گے وَفِيهَا مَا تَشۡتَهِيهِ الۡاَنۡفُسُ اور اس جنت میں وہ چیز ہوگی جس کو ان کے نفس چاہیں گے وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ اور لطف اٹھائیں گی جن سے آنکھیں وَاَنۡتُمۡ فِيهَا خٰلِدُوۡنَ اور تم ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوگے وہاں سے کبھی نکالے نہیں جاؤ گے۔

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال :

مسلم شریف میں حدیث ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایران کے سفر کے دوران میں کسی مجوسی سے پانی مانگا تو اس نے چاندی کے آب خورے یا گلاس میں پانی دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پینے سے انکار کر دیا۔ دوبارہ پھر مانگا تو وہ پھر چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ کیوں کہ ان کا طریقہ تھا کہ وہ بڑے آدمیوں کو سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں دیتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی کا وہ برتن پھینک دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لَا تَشۡرَبُوۡا فِيۡ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَلَا تَاۡكُلُوۡا فِيۡ صِحَافِهَا فَاِنَّ لَهُمۡ فِي الدُّنۡيَا وَلَكُمۡ فِي الۡاٰخِرَةِ ''اے ایمان والو! سونے چاندی کے برتنوں میں مت کھاؤ پیو کیونکہ یہ دنیا میں کافروں کے لیے اور آخرت میں ہمارے لیے ہیں۔'' آخرت میں کافر ان سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے

کہ جو شخص سونے چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے ایسا شخص پیٹ میں دوزخ کی آگ ڈالتا ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال نہ مردوں کے لیے جائز ہے نہ عورتوں کے لیے۔ جنت میں سونے چاندی کے برتن ہوں گے اور جنت میں ہر جنتی کی ہر خواہش پوری کی جائے گی۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک دیہاتی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اونٹوں کو بہت پسند کرتا ہوں کیا مجھے یہ جانور جنت میں میسر ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کھیتی باڑی کا بڑا شوق ہے کیا یہ شوق جنت میں پورا کرسکوں گا؟ فرمایا جونہی کوئی شخص کاشت کاری کی خواہش کا اظہار کرے گا تو اس کے سامنے فوراً زمین تیار کی جائے گی اس میں بیج ڈالے گا، فصل اگ کر بڑی ہوگی پھر پک کر تیار ہو جائے گی پھر دیکھتے ہی دیکھتے فصل کاٹ کر اناج کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے اور اس طرح تمہاری خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔

آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا اصل چیز جنت کا داخلہ ہے۔ اگر وہ تمھیں حاصل ہو گیا تو پھر تمہاری ہر خواہش پوری ہوگی۔ اگر چاہو گے تو یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاں چاہو گے جاسکو گے وہ تمھیں بڑی تیزی کے ساتھ اڑا کر لے جائے گا۔ حتی کہ لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرلو گے مگر نہ کوئی تھکاوٹ ہوگی نہ کسی حادثے کا خطرہ ہوگا اور تم ان میں ہمیشہ رہنے والے ہو گے۔

فرمایا وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا اور یہی ہے وہ جنت جس کا تمھیں وارث بنایا گیا ہے جو تمھیں وراثت میں دی گئی ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ان اعمال کے

بدلے جو تم نے کیے تھے۔ جنت میں داخلے کے لیے بنیادی شرط ایمان ہے لیکن ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی کامیابی کا ذکر فرمایا ہے وہاں ایمان کی شرط لگائی ہے۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۴ میں ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ''پس جو شخص نیک عمل کرے گا بشرطیکہ وہ ایمان رکھتا ہو پس ناقدری نہیں ہوگی اس کی کوشش کی۔'' اور سورۃ البینہ پارہ ۳۰ میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل کیے اچھے یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ ان کے پروردگار کے ہاں ان کا بدلہ ہے رہنے کے باغات ہیں۔''

فرمایا اس جنت میں لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ تمھارے لیے بہت سے پھل ہوں گے مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ جن سے تم کھاؤ گے لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ [سورۃ الواقعہ] ''نہ وہ قطع کیے جائیں گے اور نہ روکے جائیں گے۔'' یہ پھل سدا بہار ہوں گے اور کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ جونہی درخت سے پھل توڑا جائے گا اس جگہ فوراً دوسرا پھل لگ جائے گا۔ جب کوئی جنتی کسی پھل کی خواہش کرے گا درخت جھک کر اس کے قریب آ جائے گا۔ ماننے والوں کو تو یہ انعامات ملیں گے۔ آگے نافرمانوں کے انجام کا ذکر کیا ہے۔

فرمایا اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ بے شک مجرم لوگ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے دنیا میں کفر، شرک، منافقت اور الحاد کو اختیار کیا۔ ان کے لیے سخت عذاب ہوگا لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ جو ان سے ہلکا بھی نہیں کیا جائے گا بلکہ روز بہ روز بدن بڑھتا رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا وَ

هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ اور وہ اس عذاب میں آس توڑ بیٹھیں گے یعنی مایوس ہو جائیں گے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ سورہ شوریٰ آیت نمبر ۴۴ میں ہے يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ''کہیں گے کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہے مگر وہ نکل نہیں سکیں گے۔

فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ ہم نے تو دنیا میں ان کی طرف پیغمبر بھیجے، کتابیں بھیجیں، مبلغ بھیجے، عقل و شعور دیا، ہدایت کے تمام اسباب مہیا کیے مگر انھوں نے کفر و شرک کا راستہ اختیار کیا لہٰذا ہم نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ لیکن یہ خود ہی ظالم اور بے انصاف تھے۔ انھوں نے اپنے ارادے اور اختیار سے غلط راستہ اختیار کیا اور جہنم میں پہنچ گئے۔ عذاب سے تنگ آ کر کیا کریں گے۔ فرمایا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ اور پکاریں گے دوزخی اے مالک علیہ السلام۔ دوزخ کے داروغے کا نام مالک ہے، علیہ السلام۔ پکاریں گے اے مالک علیہ السلام لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ اپنے پروردگار سے درخواست کرو کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے ہمیں موت دے دے تاکہ ہم عذاب سے چھوٹ جائیں لیکن لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى [سورۃ الاعلیٰ] ''نہ مریں گے وہاں اور نہ جئیں گے وہاں۔'' وہاں تو تکلیف ہی تکلیف ہوگی۔ جنتیوں سے درخواست کریں گے اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ''کہ بہا دو ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمھیں روزی دی ہے'' اس میں سے کچھ ہمیں دے دو قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ [الاعراف: ۵۰] ''جنتی کہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں حرام کی ہیں کافروں پر۔'' فرمایا داروغہ دوزخ حضرت مالک علیہ السلام کو کہیں گے اپنے رب سے درخواست کرو کہ ہم پر فیصلہ کر

دے کہ ہمیں مار دے۔ قَالَ وہ کہے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ بے شک تم اسی مقام میں رہنے والے ہو تمہاری درخواست قبول نہیں کی جائے گی نہ تم یہاں سے نکل سکو گے اور نہ ہی تمھیں موت آئے گی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہیں رہنا ہوگا۔ سورہ فاطر آیت نمبر ۳۷ میں ہے وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ''اور وہ دوزخی دوزخ میں چیخیں گے چلائیں گے گدھے کی طرح آوازیں نکالیں گے۔'' کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال دے ہم اچھے کام کریں گے سوائے ان کے جو کرتے رہے۔'' ایک ہزار سال تک رب تعالیٰ کی طرف سے جواب ہی نہیں آئے گا۔ ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ [المومنون: ۱۰۸] ''ذلیل ہو کر دوزخ میں پڑے رہو اور میرے ساتھ کلام نہ کرو۔''

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ البتہ تحقیق ہم تمہارے پاس سچا دین لائے ہیں جس میں انسانیت کی فلاح کا پروگرام ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ لیکن اکثریت تمہاری حق کو پسند نہیں کرتی۔ اپنا خود ساختہ دین بنایا ہوا ہے۔ اپنی قوم، برادری اور ملکی رسم ورواج پر چلتے ہیں حق کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن جب گرفت آئے گی تو ان کی بات بھی کوئی نہیں سنے گا اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنا ہوگا۔
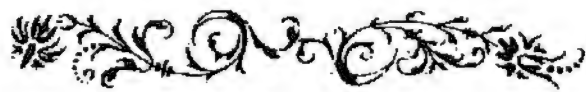
اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَ یَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۴﴾ وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ۚ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ع ۷ ۱۳

اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا کیا انھوں نے ٹھہرائی ہے ایک بات فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ پس بے شک ہم بھی ٹھہرانے والے ہیں اَمْ یَحْسَبُوْنَ کیا وہ گمان کرتے ہیں اَنَّا لَا نَسْمَعُ کہ ہم نہیں سنتے سِرَّهُمْ ان کی پوشیدہ بات وَنَجْوٰىهُمْ اور ان کی سرگوشی کو بَلٰى کیوں نہیں وَرُسُلُنَا اور ہمارے بھیجے ہوئے لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ان کے پاس لکھتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ اگر ہو رحمٰن کے لیے اولاد فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ پس میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں سُبْحٰنَ پاک ہے رَبِّ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رب آسمانوں کا اور زمین کا رَبِّ الْعَرْشِ جو رب
ہے عرش کا عَمَّا یَصِفُوْنَ ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں فَذَرْهُمْ
پس چھوڑ دیں ان کو یَخُوْضُوْا گھسے رہیں وَیَلْعَبُوْا اور کھیلتے رہیں
حَتّٰی یُلٰقُوْا یہاں تک کہ ملاقات کریں یَوْمَهُمُ الَّذِیْ اپنے اس دن سے
یُوْعَدُوْنَ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے وَهُوَ الَّذِیْ اور وہی ذات ہے
فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ آسمانوں میں معبود وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ اور زمین میں الہ
وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ اور وہ حکمت والا سب کچھ جاننے والا ہے وَتَبٰرَكَ
الَّذِیْ اور بڑی برکت والی ہے وہ ذات لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
جس کی بادشاہی ہے آسمانوں میں اور زمین میں وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ اس
کے درمیان ہے وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم
وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ
اور نہیں ہیں مالک وہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے
نیچے الشَّفَاعَةَ سفارش کے اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ مگر وہ جس نے گواہی دی
حق کی وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اور وہ جانتے ہیں وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ
ان سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَهُمْ کس نے پیدا کیا ہے ان کو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ
البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے فَاَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ پس یہ کدھر پھرے جاتے
ہیں وَقِیْلِهٖ اور قسم ہے رسول کی بات کی یٰرَبِّ کہ اے پروردگار! اِنَّ

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ بے شک یہ لوگ ایسی قوم ہیں لَّا یُؤْمِنُوْنَ جو ایمان نہیں لاتے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ پس آپ ان سے درگزر کریں وَقُلْ سَلٰمٌ اور کہیں سلام فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس عن قریب یہ جان لیں گے۔

مشرکین کی تردید :

آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کا رد فرمایا ہے۔ دنیا میں کافر، مشرک ہمیشہ دین حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ مکے اور عرب کے کافروں اور مشرکوں نے بھی دین حق کو مغلوب کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا ذکر فرمایا ہے اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا کیا انھوں نے ایک بات ٹھہرالی ہے، کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو پھر سن لیں فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ پس بے شک ہم بھی ٹھہرانے والے ہیں۔ ہم نے بھی پختہ ارادہ کرلیا ہے ان کی ہر تدبیر کو ناکام بنانے کے لیے تل گئے ہیں۔ سورۃ الانفال آیت نمبر ۳۰ میں ہے وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ''اور وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی خفیہ تدبیر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔'' اسی کی تدبیر غالب آئے گی۔ چنانچہ کافروں کے سارے منصوبے اللہ تعالیٰ نے ناکام بنائے اور وہ اسلام کا راستہ نہ روک سکے۔ قریش مکہ نے دین اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لیے پورا زور لگایا۔ جو آدمی مسلمان ہوتا اس پر تشدد کرتے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ اس کے رشتہ داروں کو مار مار کر اس شخص کو اپنے پرانے دین میں واپس آنے پر مجبور کرتے۔ اگر کوئی شخص باہر سے مکہ مکرمہ میں آتا تو اس کو کہتے کہ اس نبی کے پاس نہ بیٹھے۔ اور آنحضرت ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے لہٰذا اس کے قریب نہ جانا۔

اعشیٰ شاعر اور ضماد کاہن کی حضور ﷺ سے ملاقات :

17

اعشیٰ عرب کا مشہور شاعر تھا جو صَناجۃ العرب یعنی عرب کا باجا کہلاتا تھا۔ جونہی کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف کوئی شعر کہہ دیتا تھا تو وہ فوراً مشہور ہو جاتا تھا اور لوگ اس کی بات پر یقین کر لیتے تھے۔ یہ مکہ مکرمہ آیا اور آنحضرت ﷺ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ابو جہل اور اس کی پارٹی بڑی پریشان ہوئی کہ اگر یہ آدمی محمد ﷺ سے متاثر ہو گیا تو پھر سارا عرب اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے اعشیٰ شاعر کو اناج سے لدے ہوئے سو اونٹ محض اس لیے دیئے کہ یہ حضور ﷺ سے ملاقات نہ کرے۔ چنانچہ یہ شخص اناج لے کر واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں اونٹ سے گر کر گردن ٹوٹ گئی اور وہیں مر گیا۔

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کاہن اور دیوانوں کے مشہور معالج تھے۔ ان کو معلوم ہوا مکہ مکرمہ میں ایک نوجوان دیوانہ ہو گیا ہے کیوں کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو دیوانہ مشہور کر دیا تھا۔ تو یہ از خود علاج کے لیے مکہ مکرمہ آئے۔ قریش مکہ نے ان کو روکا مگر انھوں نے کہا اگر وہ دیوانہ ہے تو میں معالج ہوں اس کا شافی علاج کروں گا۔ چنانچہ مسلم شریف میں روایت ہے کہ جب حضرت ضماد رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے خطبہ پڑھا اَنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بعد خطبہ سنا تو گرویدہ ہو گیا۔ کہنے لگا لوگ غلط کہتے ہیں کہ یہ شخص مجنون ہے اس کی زبان سے تو اللہ تعالیٰ نے وہ کلام جاری کیا ہے جس کا اثر سمندر کی گہرائیوں تک پہنچتا ہے۔ وہ اسی مجلس میں مسلمان ہو گیا۔

تو قریش مکہ نے حق سے روکنے کی پوری کوشش کی۔ تو فرمایا کیا انھوں نے پختہ

بات ٹھہرائی ہے پس بے شک ہم بھی ٹھہرانے والے ہیں پختہ بات۔ کرلیں یہ جتنی تدبیریں کرسکتے ہیں اَمْ یَحْسَبُوْنَ کیا یہ گمان کرتے ہیں اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ہم نہیں سنتے ان کی خفیہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو۔ فرمایا بَلٰى کیوں نہیں ہم ان کے متعلق سب کچھ سنتے اور جانتے ہیں وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی تمام پوشیدہ تدبیروں کو لکھتے ہیں۔ ہمارے کراماً کاتبین ان کی ہر چیز نوٹ کر رہے ہیں قیامت والے دن ان کے سامنے ان کا نامۂ اعمال پیش ہوگا اور آخری فیصلہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ فرمادیں ان کافروں اور اہل کتاب کو جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا عقیدہ رکھتے ہیں اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ اگر ہو رحمٰن کی کوئی اولاد فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا۔ اس آیت کریمہ کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں۔

ایک یہ کہ اِنْ نافیہ ہے اور عابدین کا معنٰی ہے انکار کرنے والے۔ کیوں کہ یہ مادہ اگر باب نصر ینصر سے آئے تو معنٰی ہوتا ہے عبادت کرنا اور اگر سَمِعَ سے آئے تو معنٰی ہوتا ہے انکار کرنا۔ تو معنٰی ہوگا نہیں ہے رحمان کے لیے اولاد، میں انکار کرنے والوں میں سے ہوں۔

دوسری تفسیر: عَبَدَ کو نَصَرَ سے بنایا جائے تو پھر ان شرطیہ ہے اور شرط کا خارج میں ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ تو معنٰی ہوگا آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر رحمان کا ولد ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت کرتا، اس کی تعظیم و تکریم کرتا مگر نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے اور نہ میں اس کی تعظیم کرنے کے لیے تیار ہوں سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پاک ہے آسمانوں اور زمین کا رب رَبِّ الْعَرْشِ جو عرش عظیم کا بھی رب ہے وہ پاک اور منزہ ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ ان چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے عزیر (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور کوئی کہتا ہے عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے، کوئی کہتا ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یہ سب غلط کہتے ہیں فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [الاعراف: ١٩٠] ''اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے ان سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔'' فرمایا فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا پس ان کو چھوڑ دیں گھسے رہیں یہ باطل چیزوں میں۔ شرکیہ اور کفریہ عقائد میں یہ پھنسے رہیں وَيَلْعَبُوْا اور کھیل کود میں لگے رہیں حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ یہاں تک کہ یہ ملیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، قیامت کا دن۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اور اپنے عقیدہ اور عمل کا جواب دیں گے اور انہیں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اگر آخرت کی سزا سے بچنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائیں، حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اور قیامت پر ایمان لائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ اور وہی ذات ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی آسمانوں میں معبود ہے اور نہ زمین میں معبود ہے آسمانوں میں فرشتے ہیں، چاند، سورج، ستارے ہیں مگر ان میں کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ زمین میں انسان ہیں، جنات ہیں، چرند، پرند ہیں، شجر حجر ہیں، مگر کوئی بھی ان میں عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ یہ سب مخلوق ہیں۔ عبادت کے لائق صرف خالق ہے وہ وحدہ لاشریک ہے اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں ہے وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ اور وہ حکیم بھی ہے اور علیم بھی

ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ اور بڑی بابرکت ہے وہ ذات لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جس کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ وہاں بھی بادشاہی اللہ تعالیٰ کی ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے :

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم کہ وہ کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کے سوا قیامت کا وقت کوئی نہیں جانتا۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۷ میں ہے لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ”نہیں ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے وقت پر مگر وہی۔“

البتہ قیامت کی بعض نشانیوں کا علم اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتایا ہے جن کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ مثلاً: مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا، امام مہدی علیہ السلام کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، آسمانوں سے دجال کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج کی یورش، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، مشرق و مغرب اور جزیرہ عرب میں زمین کا دھنس جانا وغیرہ۔ باقی قیامت کے عین وقوع کا علم کسی کو نہیں ہے۔ تو فرمایا اسی کے پاس ہے قیامت کا علم وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور حساب کتاب ہوگا وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اور نہیں اختیار ہوگا ان کو جن کو یہ اللہ تعالیٰ سے نیچے پکارتے ہیں سفارش کا۔ جن کو مشرک لوگ اپنی حاجتوں میں پکارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں قیامت والے دن سفارش کر کے چھڑا لیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو سفارش کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۴ میں ہے قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ”آپ فرما دیں کہ سفارش تو ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں

ہے۔ ''جس کو وہ اجازت دے گا وہ سفارش کرے گا اور اس کے لیے کرے گا جس کے لیے اجازت دے گا۔ کافر مشرک کو نہ تو سفارش کا اختیار ہو گا اور نہ مشرک کافر کے لیے سفارش ہو گی۔ تو فرمایا اور نہیں مالک وہ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے، سفارش کا اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ مگر وہ جس نے گواہی دی حق کی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی کلمہ توحید کو قبول کیا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور وہ جانتے ہیں کہ کن لوگوں کے حق میں سفارش کی جاسکتی ہے۔ کافر مشرک سفارش کا اہل نہیں ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین رحمۃ اللہ علیہم سفارش کے اہل ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایسے لوگوں کی سفارش کریں گے جن کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہوا ہو گا۔ کسی کافر مشرک یا منافق کے حق میں سفارش نہیں کرسکیں گے۔ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۹ میں ہے اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ہاں وہ سفارش کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے اور جس کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند ہو گی۔

آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے سلسلہ میں صفت خالقیت کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ مشرک اس بات کے قائل تھے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ سورہ زمر آیت نمبر ۳۸ پارہ ۲۴ میں ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ''اگر آپ ان مشرکوں سے پوچھیں کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔'' تو مشرک اللہ تعالیٰ کو زمینوں، آسمانوں، چاند، سورج، ستاروں کا خالق مانتے تھے تو ظالمو! جب خالق، مالک ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہے حاجت روا، مشکل کشا دوسرے کس طرح بن گئے؟ عبادت

کے لائق دوسرے کس طرح بن گئے؟

فرمایا فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ تو یہ لوگ کدھر پھرے جاتے ہیں یہ کس اندھیرے میں ٹکریں مار رہے ہیں؟ جب خالق اللہ تعالیٰ ہے تو نظام چلانے والا بھی وہی، عبادت کے لائق بھی صرف وہی ہے۔

اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اس شکایت کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی۔ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے اور خصوصاً آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی ساری عمر تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور اس راستے میں ماریں کھائیں، طعنے سنے، ہر طرح کی جسمانی اور ذہنی تکالیف برداشت کیں لیکن لوگوں کی اکثریت ایمان نہیں لائی۔ تو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقِیْلِهٖ اور قسم ہے نبی کی اس بات کی یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ اے میرے پروردگار! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے میں نے پوری کوشش کی ہے۔ میں نے ان کو مختلف طریقوں سے اور مثالوں سے سمجھایا ہے مگر ان پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہوا یہ ایمان نہیں لاتے۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر ۳۰ میں ہے وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا اللہ تعالیٰ کا رسول قیامت والے دن بارگاہ رب العزت میں شکایت پیش کرے گا کہ اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے قرآن پاک کو پس پشت ڈال دیا تھا ان کو تیرے قرآن کا نظام پسند نہ آیا یہ اپنے لیے اِدھر اُدھر سے قانون حاصل کرتے رہے اب آپ ہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ تو فرمایا قسم ہے رسول ﷺ کی بات کی کہ اے میرے پروردگار! بے شک یہ لوگ ایسے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ آگے

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی ہے کہ آپ ﷺ ان کفار و مشرکین کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ پس درگزر کریں ان سے آپ ان کی حرکتوں سے پریشان نہ ہوں فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ [الرعد: ۴۰] ''کیونکہ آپ کے ذمے میرا پیغام پہنچانا ہے اس کے بعد اگر کوئی نہیں مانتا تو پھر حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔'' ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ [البقرہ: ۱۱۹] ''اور نہیں سوال کیا جائے گا آپ سے دوزخیوں کے بارے میں'' کہ آپ نے ان کو ہدایت دے کر جنت میں کیوں نہیں پہنچایا؟ کیوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہی نہیں۔ آپ کے ذمہ ہے ہمارا پیغام کھول کر پہنچا دینا۔

تو فرمایا آپ ان سے درگزر کریں، ان سے تعرض کریں وَقُلْ سَلٰمٌ اور ان کو سلام کہہ کر الگ ہو جائیں۔ اسے سلام متارکت کہتے ہیں۔ جب تم کسی طرح نہیں مانتے تو پھر ہم تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے بلکہ علیحدگی اختیار کر لیں گے تم اپنا کام کرتے رہو اور ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔ مگر ایک بات یاد رکھو! فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عن قریب یہ جان لیں گے۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ بعض نتائج تو دنیا میں سامنے آجائیں گے اور حتمی فیصلہ آخرت میں ہوگا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔
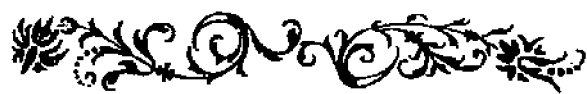
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ الدخان

(مکمل)

جلد............۱۸

آیاتها ۵۹ ۴۴ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ قسم ہے کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے اِنَّآ بے شک ہم نے اَنْزَلْنٰهُ نازل کیا ہے اس کتاب کو فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ برکت والی رات میں اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں فِيْهَا اس رات میں يُفْرَقُ جدا کیا جاتا ہے كُلُّ اَمْرٍ ہر معاملہ حَكِيْمٍ حکمت والا اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا معاملہ ہماری طرف سے

اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ بے شک ہم بھیجنے والے ہیں رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ رحمت ہے آپ کے رب کی طرف سے اِنَّهٗ هُوَ بے شک وہی السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ سننے والا جاننے والا ہے رَبِّ السَّمٰوٰتِ رب ہے آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر ہو تم یقین کرنے والے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے رَبُّكُمْ وہ تمہارا رب ہے وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ اور رب ہے تمھارے پہلے آباؤ اجداد کا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ بلکہ یہ لوگ شک میں يَّلْعَبُوْنَ کھیل رہے ہیں فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کریں يَوْمَ اس دن کا تَاْتِي السَّمَآءُ لائے گا آسمان بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ دھواں کھلا يَّغْشَى النَّاسَ ڈھانپ لے گا لوگوں کو هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ یہ عذاب ہے دردناک رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ (کہیں گے) اے ہمارے رب دور کر دے ہم سے عذاب کو اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى کیوں کر ہوگا ان کے لیے نصیحت حاصل کرنا وَقَدْ جَآءَهُمْ اور تحقیق آچکا ان کے پاس رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ رسول کھول کر بیان کرنے والا ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ پھر روگردانی کی انھوں نے اس سے وَقَالُوْا اور کہا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ یہ سکھایا ہوا ہے دیوانہ ہے اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ بے شک ہم دور کرنے والے ہیں عذاب کو قَلِيْلًا تھوڑی

مدت تک اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ بے شک تم پھر کفر کی طرف لوٹنے والے ہو۔

تعارف سورۃ :

اس سورت کا نام سورۃ الدخان ہے ۔ عربی میں دخان کا معنیٰ ہے دھواں ۔ اسی رکوع میں آیت کریمہ آ رہی ہے جس میں دخان کا لفظ موجود ہے ۔ دھویں سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفصیل بھی آ رہی ہے ۔ دخان کا لفظ چونکہ موجود ہے اس لیے اس سورت کا نام دخان ہے یعنی وہ سورۃ جس میں دھویں کا ذکر ہے ۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اس سے قبل تریسٹھ سورتیں نازل ہو چکی تھیں ۔ اس میں تین رکوع اور انسٹھ آیتیں ہیں ۔ حٰمٓ کے متعلق بات پہلے گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی طرف اشارہ ہے ۔ ح سے مراد حمیدٌ ہے اور م سے مراد مجیدٌ ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت اور بزرگی سب سے زیادہ ہے وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ واو قسمیہ ہے ۔ معنیٰ ہو گا قسم ہے اس کتاب کی جو کھول کر بیان کرتی ہے ۔ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے ۔ اس میں توحید کے مسائل کھول کر بیان کیے گئے ہیں شرک کا کھلے لفظوں میں رد کیا گیا ہے ۔ عبادات اور دیگر مسائل کھول کر بیان کیے گئے ہیں ۔ بڑی وضاحت کے ساتھ خوب بیان ہوئے ہیں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ بے شک ہم نے اس کو اتارا ہے برکت والی رات میں ۔ برکت والی رات سے مراد لیلۃ القدر ہے ۔ سورۃ القدر میں ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ [پارہ:۳۰] ''بے شک ہم نے اس کو اتارا ہے لیلۃ القدر میں ۔'' اور لیلۃ القدر رمضان المبارک کے مہینے میں ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ [البقرہ:۱۸۵]

آسمان دنیا پر ایک مقام ہے بیت العزت اور بیت العظمت بھی اسے کہتے ہیں ۔ تو

رمضان المبارک کی آخری راتوں میں لوح محفوظ سے بیت العزت یا بیت العظمت تک سارا قرآن کریم لیلۃ القدر کو نازل کیا گیا۔ پھر بیت العزت اور بیت العظمت سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر پورے تیئس (۲۳) سال میں نازل ہوا۔ تقریباً چھیاسی (۸۶) سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور باقی مدینہ طیبہ میں کچھ سفر میں کچھ حضر میں اترا۔ جس رات قرآن کریم نازل ہوا ہے اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اتنی برکت والی رات ہے۔

لیلۃ مبارکہ کی تفسیر :

اکثر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اس کی تفسیر یہی کرتے ہیں کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس رات سے مراد شب برأت لی ہے جو پندرھویں شعبان کی رات ہے۔ اس کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ اس رات کو اللہ تعالیٰ مخلوق کے رزق کا فیصلہ فرماتے ہیں کہ اِس سال اس کو اتنا رزق ملے گا اس کو اتنا رزق ملے گا۔ اس سال جس جس نے پیدا ہونا ہے ان کی پیدائش لکھی جاتی ہے اور جس نے مرنا ہوتا ہے اس کی موت درج کی جاتی ہے۔ بڑے رجسٹر سے چھوٹے میں۔ یہ بیمار ہوگا، یہ تندرست ہوگا وغیرہ۔ یہ فیصلے پندرھویں شعبان کو ہوتے ہیں۔ تو دونوں تفسیروں کی تطبیق ہو سکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نازل ہونے کا فیصلہ پندرھویں شعبان کو فرمایا اور نازل لیلۃ القدر میں کیا۔ کیوں کہ بعض چیزوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر عمل اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ فرمایا اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں نافرمانوں کو دنیا کے عذاب سے بھی اور آخرت کے عذاب سے بھی۔ اس کے لیے ہم نے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں فِيْهَا يُفْرَقُ اس رات میں جدا کیا جاتا ہے بکھیرا جاتا ہے كُلُّ

اَمْرٍ حَكِيْمٍ ہر معاملہ حکمت والا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا ''اللہ تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں لیلۃ القدر کو اور روح بھی۔'' روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور فرشتوں کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اترتے ہیں۔ جہاں کہیں کوئی عبادت میں مصروف ہوتا ہے اس کو سلام کہتے ہیں۔ آناً فاناً دنیا میں گھوم جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بکھیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور سلامتی اترتی ہے هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ طلوع فجر تک۔

فرمایا اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا یہ معاملے ہماری طرف سے ہوتے ہیں۔ ان میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ بے شک ہم رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہلے پیغمبر گزرے آخر میں تمام پیغمبروں کے امام اور سردار ہم نے بھیجے اور کتاب مبین بھیجی۔ یہ پیغمبروں کو بھیجنا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی رحمت ہے۔ رب مجبور نہیں۔ اگر وہ کوئی پیغمبر نہ بھیجتا کوئی کتاب نہ نازل کرتا اس کو کوئی نہیں پوچھ سکتا تھا۔ زمین آسمان اور جو کچھ اس نے بنایا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے بنایا ہے اس پر کوئی جبر نہیں تھا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بے شک وہی ہے سننے والا سب باتوں کو قریب کی ہوں یا دور کی، آہستہ ہوں یا اونچی ہوں۔ اور جانتا ہے سب کے حالات اور نیتوں کو رَبِّ السَّمٰوٰتِ وہ رب ہے آسمانوں کا۔ آسمانوں میں جو مخلوق ہے فرشتے وغیرہ سب کی تربیت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ فرشتوں کے علاوہ بے شمار مخلوق ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے وَالْاَرْضِ اور زمین کا رب ہے۔ زمین میں جو مخلوق ہے انسان ہیں، جنات ہیں، حیوانات، کیڑے مکوڑے، ان سب کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ سمندر میں بے شمار مخلوق ہے ساری مخلوق کو جاننے والا، پیدا کرنے والا

، پالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا اور کوئی پالنے والا نہیں ہے وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے، فضا ہے، خلا ہے، یہ پرندے جو ہمارے سروں پر کافی، کافی دیر تک پر پھیلا کر اڑتے رہتے ہیں، ان کی الگ دنیا ہے۔ ان سب چیزوں کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی جان دار چیز ایسی نہیں مگر اس کے رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ''نہیں ہے کوئی چلنے پھرنے والا جانور مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اس کی روزی اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ جب ہر چیز کا رب وہی ہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی اللہ تعالیٰ۔ اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے، نہ مشکل کشا ہے، نہ کوئی فریاد رس، نہ دست گیر، نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق ہے، نہ کوئی پکارنے کے قابل ہے یہ ساری صفتیں صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

جب ماں کے پیٹ میں بچے کی شکل وصورت بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس میں روح ڈال دو۔ اس کے بعد بچہ تقریباً پانچ ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے پھر دنیا میں آتا ہے۔ یہ دنیا کی زندگی اس کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس پر موت طاری کرتے ہیں پھر موت کے بعد اس کو قبر کی زندگی عطا فرماتے ہیں۔ قبر کی زندگی بھی زندگی ہے پھر اس کے بعد قیامت والی زندگی ہے۔ قبر والی زندگی کا ہمیں شعور نہیں ہوسکتا۔ اگر تم کسی مردے کو قبر میں دیکھو تو اس میں زندگی والے آثار تمھیں نظر نہیں آئیں گے مگر ہوتا سب کچھ ہے۔ تکلیف بھی ہوتی ہے اور آرام بھی ہوتا ہے، مزے بھی کرتا ہے اور غمگین بھی ہوتا ہے۔ سزا بھی برداشت کرتا ہے اور رحمتوں سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے۔ تو زندہ کرنے والا بھی وہی ہے اور مارنے والا بھی وہی ہے رَبُّكُمْ

وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ وہ تمہارا بھی رب ہے اور جو تمھارے آباؤ اجداد پہلے گزرے ہیں ان کا بھی رب ہے۔ اگر کوئی آدمی رب کا مفہوم سمجھ لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ شرک کے قریب بھی نہیں جائے گا۔ رب کا معنیٰ ہے پالنے والا۔ تو تربیت کے سلسلے میں جتنی چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب رب تعالیٰ کے پاس ہیں۔ مثلاً: جان دار چیز کو مزاج کے موافق غذا کی ضرورت ہے، ہوا کی ضرورت ہے، پانی کی ضرورت ہے، لباس کی ضرورت ہے، رہائش کے لیے مکان کی ضرورت ہے یہ تمام چیزیں رب تعالیٰ کے پاس ہیں۔ یہ ساری ضروریات پوری کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سورہ فاطر آیت نمبر ۱۵ پارہ ۲۲ میں ہے يَآاَيُّهَا النَّاس اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰه واللّٰه هُوَ الْغَنِيُّ ''اے انسانو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور وہ رب غنی ہے، بے نیاز ہے۔'' کوئی گھڑی ایسی نہیں ہے کہ تم اس میں رب تعالیٰ سے بے نیاز رہ سکو۔ رب تعالیٰ اپنی قدرت کے نمونے دکھاتا رہتا ہے مگر کوئی انسان ہو تو اس سے عبرت حاصل کرے۔ دیکھو! چند دن پہلے کتنی شدید گرمی تھی کہ کئی لوگ اس گرمی کے نذر ہو گئے، لوگوں نے اذانیں دینا شروع کر دیں، دعائیں مانگیں، نماز استسقاء پڑھی کہ پروردگار! ہم پر بارش برسا۔ جب رب تعالیٰ نے بارش برسائی تو پھر دعائیں شروع ہو گئیں کہ اب بارش بند کر دے۔ یہ سب رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وہی سورج کی کرنیں جن میں تمہاری حیات ہے تیز ہو جائیں تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ وہی پانی جو زندگی کا سبب ہے وہی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ انسان ان چیزوں پر غور تو تب کرے کہ انسانیت ہو۔ آج اکثر انسان تو حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ فرمایا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ بلکہ یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں۔ قرآن پاک

کے متعلق شک ہے، نبی کریم ﷺ کے متعلق شک ہے، قیامت کے بارے میں شک ہے، حالانکہ قرآن محکم ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت حق ہے، قیامت حق ہے ان چیزوں میں کسی شک شبے کی گنجائش نہیں ہے فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کریں یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ اس دن کا جس دن لائے گا آسمان دھواں کھلا، واضح یَّغْشَى النَّاسَ ڈھانپ لے گا لوگوں کو هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ یہ عذاب ہے دردناک۔

آپ ﷺ کی بددعا کے نتیجے میں مکے والوں پر قحط کا مسلط ہونا :

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں کہ جب مکہ والوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کیا، توحید کا انکار کیا، قیامت کا انکار کیا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے بددعا فرمائی کہ اے پروردگار! ان پر ایسے سال مسلط فرما جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مسلط فرمائے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال قحط ہوا۔ بخاری شریف کی روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ سال آئے کہ ہر شے جھلس گئی، پانی کے جو تھوڑے بہت چشمے تھے وہ ختم ہو گئے، جانور مرنے لگے، بندے بھوک میں مبتلا ہوئے، وہ مردار جانور جن کو لوگ پھینک آتے تھے، ان بدبودار جانوروں کو جا کر کھانے لگ جاتے تھے۔ وہ وقت بھی آیا کہ ہڈیاں پیس پیس کر کھاتے تھے، چمڑے کھاتے تھے۔ ابوسفیان آنحضرت ﷺ کے پاس آئے جو ان کے نمائندے تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ کہنے لگے اے محمد ﷺ! آپ کی قوم کتنی تکلیف میں ہے دیکھتے نہیں ہو ان کے لیے دعا کرو یہ تکلیف ان سے دور ہو جائے تو پھر ہم آپ کی بات مانیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان! اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ میری رسالت کو مان لو اللہ تعالیٰ عذاب فوراً دور کر دے گا۔ کہنے لگا اس

بات کو چھوڑ دو بس دعا کرو ہمارے لیے۔ یہ جو سات سال ان پر قحط کے مسلط ہوئے ان کے سامنے دھواں ہی دھواں ہوتا تھا۔ اٹھتے تھے بھوک کی وجہ سے سامنے دھواں نظر آتا تھا، گر جاتے تھے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس دھویں سے یہ دھواں مراد لیتے ہیں۔ جو مکے والوں پر چھایا ہوا تھا اور ان پر مسلط تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ دجال ظاہر ہوگا، مہدی علیہ السلام آئیں گے، زمین میں کثرت سے زلزلے آئیں گے، حجاز سے دھواں نکلے گا، کثرت سے سیلاب آئیں گے، خسف بالمشرق، مشرق کا ایک حصہ زمین میں دھنس جائے گا وَ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبْ، یورپ کے علاقوں میں سے ایک حصہ زمین میں دھنس جائے گا، وَخَسْف بِالْجَزِیْرَۃِ العرب، اور عرب کے جزیرے میں بھی ایک علاقہ زمین میں دھنس جائے گا۔

اپنا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ جہاں اس وقت امریکہ کی فوجیں عرب میں بیٹھی ہیں اور بدمعاشی کا اڈا بنا ہوا ہے ممکن ہے یہی زمین دھنسا دی جائے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دھویں سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو آسمان کی طرف سے آئے گا اور سب کو وہ دھواں نظر آئے گا۔ ان تفسیروں کا آپس میں کوئی تعارض نہیں۔ پہلا دھواں بھی واقع ہوا اور اگلا بھی واقع ہوگا۔

تو فرمایا کہ انتظار کریں اس دن کا جس دن لائے گا آسمان دھواں واضح جو چھا جائے گا لوگوں پر۔ وہ دردناک عذاب ہے اس وقت لوگ دعائیں کریں گے رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اے ہمارے رب دور کر دے ہم سے عذاب اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰى کیوں کر ہوگا ان کے لیے

نصیحت حاصل کرنا وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اور تحقیق آچکا ان کے پاس رسول کھول کر بیان کرنے والا ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ پھر انھوں نے اعراض کیا اس رسول سے، نہ مانا وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ اور کہنے لگے یہ معلم ہے لوگ اس کو سکھاتے ہیں۔ چودھویں پارے میں ہے يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ کہ اس کو ایک انسان سکھاتا ہے، تعلیم دیتا ہے۔ ایک غلام تھا رومی جس کا نام جبر تھا اور بعض نے عائش اور بعض نے یسار لکھا ہے۔ اس بے چارے کا کوئی وارث نہیں تھا۔ جب وہ بیمار ہوتا تھا تو آنحضرت ﷺ اس کی تیمارداری کرتے تھے، اپنی توفیق کے مطابق کھانا وغیرہ دیتے تھے۔ تو مکے والوں نے یہ الزام لگا دیا کہ یہ عیش نامی غلام اس کو تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چودھویں پارے میں اس کا رد فرمایا کہ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ [النحل: ۱۰۲] جس کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ وہ اس کا استاد ہے وہ بے چارہ تو عربی ہی نہیں جانتا اس کی زبان تو عجمی ہے، رومی ہے۔ ٹوٹے پھوٹے عربی کے جملے بولتا تھا۔ اور یہ قرآن تو فصیح و بلیغ عربی میں ہے۔ یہ عجمی اس کو کیسے سکھا سکتا ہے۔ الزام کی کچھ نہ کچھ مناسبت تو ہونی چاہیے۔ مگر شوشے چھوڑنے والے شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔

تو کہنے لگے مُعَلَّم ہے، سکھایا ہوا ہے مَّجْنُوْنٌ دیوانہ ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ آنحضرت ﷺ کو لوگوں نے دیوانہ بھی کہا، شاعر اور ساحر بھی کہا، مسحور بھی کہا، کذاب بھی کہا، بہت کچھ کہا اور آپ ﷺ نے صبر کیا۔ فرمایا اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا بے شک ہم کھولنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی مدت تک، دور کرنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی مدت تک۔ یہ عذاب تو دور ہو جائے گا مگر کوئی اور عذاب نازل ہو جائے گا، عذاب سے چھٹکارا نہیں ہے اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ بے شک تم اے مشرکو! کفر، شرک کی طرف لوٹنے

والے ہو۔ تم اتنے ضدی ہو کہ کفر و شرک کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں عذاب دینا ہے تم اپنا کام کرو رب اپنا کام کرے گا۔
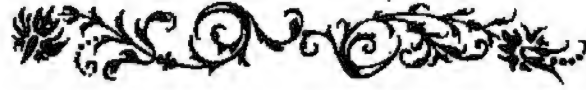
يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾

يَوْمَ نَبْطِشُ جس دن ہم پکڑیں گے اَلْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى پکڑ بڑی اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمایا ان سے پہلے قَوْمَ فِرْعَوْنَ فرعون کی قوم کو وَجَآءَهُمْ اور آیا ان کے پاس رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ رسول عزت والا اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ یہ کہ حوالے کرو میرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اِنِّيْ لَكُمْ بے شک میں تمہارے لیے رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ رسول ہوں امانت دار وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اور یہ کہ نہ سرکشی کرو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ

بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ کھلی دلیل وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ اور بے شک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی وَرَبِّكُمْ اور تمہارے رب کی اَنْ تَرْجُمُوْنِ کہ تم مجھے سنگ سار کرو وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے فَاعْتَزِلُوْنِ پس مجھ سے الگ رہو فَدَعَا رَبَّهٗۤ پس پکارا موسیٰ نے اپنے رب کو اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ بے شک یہ قوم مُّجْرِمُوْنَ مجرم ہیں فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا پس لے کر چلیں میرے بندوں کو رات کو اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ اور چھوڑ دے سمندر کو رَهْوًا رکا ہوا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ بے شک وہ ایک لشکر ہے جو غرق کیا جائے گا كَمْ تَرَكُوْا کتنے چھوڑے انھوں نے مِنْ جَنّٰتٍ باغات وَّعُیُوْنٍ اور چشمے وَّزُرُوْعٍ اور کھیتیاں وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ اور عمدہ مقام وَّنَعْمَةٍ اور خوشی کی چیزیں كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ جن میں وہ آسودہ حال تھے كَذٰلِكَ اسی طرح ہوا وَاَوْرَثْنٰهَا اور ہم نے وارث بنا دیا ان چیزوں کا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ دوسری قوم کو فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ پس نہ رویا ان پر آسمان وَالْاَرْضُ اور زمین وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ اور نہ ہوئے وہ مہلت دیئے ہوؤں میں سے۔

ربطِ آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ مکے والوں پر نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے

سات سال قحط مسلط کیا لیکن انھوں نے کوئی بات تسلیم نہ کی۔ جہاں ان کا پارہ تھا وہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اور دھمکی دی اور فرمایا اس دن کا انتظار کرو یَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَةَ الۡكُبۡرٰى جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ اِنَّا مُنۡتَقِمُوۡنَ بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔

البطشۃ الکبریٰ کی تفسیر :

بخاری شریف میں روایت ہے کہ الۡبَطۡشَةَ الۡكُبۡرٰى کی تفسیر بدر کا واقعہ ہے۔ ہجرت کا دوسرا سال تھا، سترہ رمضان المبارک جمعہ کا دن تھا، کافر مشرک ایک ہزار کی تعداد میں بڑی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ اچھلتے کودتے ہوئے، نعرے مارتے، شادیانے بجاتے ہوئے آئے کہ آج مسلمانوں کا صفایا کر دینا ہے، گانے والی عورتیں ساتھ لائے کہ ہماری کامیابی کے گیت گائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ ان کو بری طرح شکست ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ آنحضرت ﷺ قیادت فرما رہے تھے، آٹھ تلواروں کا ایک ہزار تلوار کے ساتھ مقابلہ تھا۔ تین سو تیرہ کے مقابلے میں ایک ہزار آدمی تھے۔ عالم اسباب میں کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا مگر رب تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس دن کا انتظار کرو جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ۔ بڑے بڑے ستر کافر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے باقیوں کو بھاگنے کا رستہ نہ ملا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کیا، انھوں نے نہ مانا۔ بدر میں ان کو بڑی بری شکست ہوئی مگر نہ مانا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی تسلی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو پریشان نہ ہوں ایسے منکر اور سرکش پہلے بھی گزرے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ اور البتہ تحقیق ہم نے

آزمایا ان سے پہلے فرعون کی قوم کو وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ اور آیا ان کے پاس رسول بڑی عزت والا حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ عقائد کی کتابوں میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں پہلا درجہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، دوسرا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور تیسرا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ تو تمام مخلوق میں تیسرے درجے والا پیغمبر ہم نے ان کی طرف بھیجا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔ سخت سے سخت کام کی بیگار ان سے لیتا تھا، پیسے نہیں دیتا تھا اور یہی کام اس کے کارندوں کا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں دو مطالبے رکھے۔ ایک فرمایا يٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ [الاعراف: ۱۰۴] ''اے فرعون بے شک میں بھیجا ہوا ہوں رب العالمین کی طرف سے۔'' اور میرے ساتھ میرا بھائی ہارون بھی ہے اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ [طٰہٰ: ۴۷] ''بے شک ہم بھیجے ہوئے ہیں آپ کے رب کی طرف سے۔'' اس میں توحید کی دعوت بھی ہوگئی اور رسالت کی دعوت بھی آگئی۔

دوسرا مطالبہ تھا کہ تو بنی اسرائیل کو آزاد کر دے میں ان کو ارض مقدس شام لے جانا چاہتا ہوں۔ ان کو میرے حوالے کر تا کہ یہ آزادی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ ساتھ غلام قوم کی آزادی کا مطالبہ بھی کیا۔

فرمایا اَنْ اَدُّوْا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ یہ کہ حوالے کرو میرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بے شک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار۔ جو رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہی پہنچاتا ہوں اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ کی دوسری تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ اے اللہ کے بندو! جو میں تم سے کہتا ہوں اس کو ادا کرو۔ میں تمھیں رب تعالیٰ کے احکام کی

ادائیگی کا حکم دیتا ہوں کہ توحید مان لو، رسالت قبول کرلو، قیامت کو حق مانو اور جو تمہارے ذمے عبادات ہیں ان کو قبول کرو۔ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ رب تعالیٰ نے جو فرمایا ہے امانت داری کے ساتھ پہنچاتا ہوں۔ اور اے فرعونیو! وَّاَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ اور یہ کہ سرکشی نہ کرو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں۔ یعنی نافرمانی نہ کرو اِنِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس کھلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائی تھیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے ان میں سے ایک لاٹھی کا سانپ بن جانا، گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالتے تھے تو سورج کی طرح چمکتا تھا۔ یہ نشانیاں دیکھنے کے باوجود فرعون، ہامان نے اور ان کی فوج نے موسیٰ علیہ السلام کو دھمکی دی کہ اپنی اس تبلیغ سے باز آجاؤ ورنہ ہم تمھیں پتھروں سے سنگسار کریں گے۔

اس دھمکی کا جواب دیتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَاِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَرَبِّکُمۡ اور بے شک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی اَنۡ تَرۡجُمُوۡنِ اس بات کی کہ تم مجھے رجم کرو۔ رجم کا معنیٰ ہوتا ہے کہ پتھر مار مار کے ختم کر دینا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حکم ہے کہ شادی شدہ مرد اور عورت بدکاری کریں اور شرعی ثبوت ہو جائے کہ چار شرعی گواہ ہوں یا وہ خود اقرار کریں تو ان کی سزا رجم ہے کہ میدان میں کھڑا کر کے سارے لوگ ان کو پتھر مار مار کے ختم کر دیں۔ تو فرمایا میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی مدد کے ساتھ اور تمہارے رب کی مدد کے ساتھ۔ اس بات سے کہ تم مجھے رجم کرو وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِیۡ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے فَاعۡتَزِلُوۡنِ تو مجھ سے کنارہ کشی کرو، الگ ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے ساتھ لڑائی جھگڑا تو کرنا نہیں۔ میں نے بات تم کو سمجھا دی ہے اگر یہ بات تمھیں ہضم نہیں ہوتی تو الگ رہو یہ دھمکیاں دینے کا

کیا معنٰی ہے کہ ہم تمھیں رجم کردیں گے۔ جب فرعون کے ظلم کی حد ہوگئی فَدَعَا رَبَّهٗۤ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اپنے رب سے دعا کی اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ بے شک یہ قوم مجرم ہے۔ میں نے ان کو حق کی بات کہی ان کو نشانیاں بھی دکھائیں جو آپ نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائیں مگر یہ کوئی بات ماننے کے قریب نہیں آئے۔ الٹا زیادتیاں کیں، ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا پس لے جاؤ میرے بندوں کو رات کو اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ حکم یہ ہوا کہ ان کو یہ پروگرام بتادو کہ تمھیں یہاں سے ہجرت کرنا ہے۔ ارض مقدس شام کے علاقے میں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خفیہ طور پر سارا پروگرام اپنی قوم کو بتادیا کہ فلاں رات کو ہمیں یہاں سے چلے جانا ہے اپنا ضروری سامان تیار کرلو باقی تمہارا انتظام رب تعالیٰ خود کریں گے۔

بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا :

مصر بڑا آباد علاقہ تھا چنانچہ لوگ جب مصر سے چلے ہزاروں کی تعداد میں مرد عورتیں تھیں، بچے بھی ساتھ تھے۔ رات کے پرسکون وقت میں ایک بچہ آواز نکالے تو شور مچ جاتا ہے۔ پھر عورتیں تو ایسی مخلوق ہیں کہ ان کو سو بار بھی چپ رہنے کا کہو تو یہ چپ نہیں رہ سکتیں وہ غیر اختیاری طور پر بولتی رہتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو ایسا سلایا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل تو سارے غائب ہوگئے ہیں۔ فرعون کو اطلاع دی اس نے فوراً ایمرجنسی نافذ کردی اور فوج لے کر تعاقب کے لیے چل پڑا۔ اپنے وزیر اعظم ہامان کو کہا تم فوج کے آگے رہو اور جو عوام ساتھ آئے ہیں فوجی تعاون کے لیے وہ فوج کے پیچھے رہیں اور میں تمہارے پیچھے ہوں گا۔ یہ ہوتے کون ہیں مصر سے

جانے والے ان کا یہاں سے جانا ہمارے لیے نقصان دہ ہے۔مفت کے مزدور ہمارے ہاتھوں سے نکل کے جارہے ہیں اور بدنامی علیحدہ ہے موسیٰ علیہ السلام بحرقلزم پر پہنچے تو رب تعالیٰ کا حکم ہوا کہ پانی پر لاٹھی مارو راستے بن جائیں گے تم بحرقلزم کو پار کر جاؤ۔اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پانی کے بلاک بن گئے۔اِس طرف کا پانی اِدھر کھڑا ہوگیا اور اُس طرف کا اُدھر کھڑا ہوگیا درمیان میں راستے بن گئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام ساتھیوں کو لے کر بحرم قلزم عبور کر گئے ایک بچہ بھی پیچھے نہ رہا۔فرعونی جب بحرقلزم میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریائے قلزم کو حکم دیا کہ چل پڑو۔فرعونی سارے کے سارے غرق ہوکر جہنم رسید ہوئے کسی کو یہ بھی علم نہ ہوا کہ کہاں گئے ہیں۔

فرعون نے بڑی واویلا کی۔کہنے لگا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ ''میں ایمان لاتا ہوں کہ بے شک کوئی الٰہ نہیں ہے سوائے اس کے جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل۔''میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لایا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ''اب تم یہ کہتے ہو اور تحقیق تم نافرمانی کرتے تھے اس سے پہلے اور تھے تم فسادیوں میں سے۔''ساری زندگی تیری نافرمانی میں گزری ہے فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً [سورۃ یونس:۹۲] ''پس آج کے دن ہم بچالیں گے تیرے جسم کو تاکہ ہو جائے وہ ان لوگوں کے لیے جو تیرے پیچھے ہیں نشانی۔'' آج تیرے بدن کو کنارے پر پھینکیں گے تاکہ پچھلوں کے لیے نشانی ہو جائے، عبرت ہو جائے کہ یہ تھا خدائی کا دعوے دار اور انجام یہ ہوا۔چنانچہ پانی میں ڈوب کر مر گیا۔پانی اندر جانے کے بعد وہ مشکیزے کی طرح ہوگیا پھر رب تعالیٰ نے اس کے بدن کو کنارے

پر پھینک دیا۔اب تک اس کی نعش مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔کسی کسی وقت اس کا فوٹو اخبار میں آجاتا ہے آدمی دیکھ کر عبرت حاصل کر سکتا ہے کہ یہ وہ خبیث ہے جو کہتا تھا انا ربکم الاعلی ۔جس نے موسیٰ علیہ السلام کو مصیبت میں ڈالا ہوا تھا۔یہ تھا جس نے بنی اسرائیل کے بارہ ہزار بچے قتل کیے تھے اور ان کے مکان گرائے تھے۔

فرمایا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اور چھوڑ دے سمندر کو رکا ہوا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ بے شک وہ لشکر ہے جو غرق کیا جائے گا۔فرمایا كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ کتنے ہی چھوڑے انھوں نے باغات وَّعُيُوْنٍ اور چشمے وَّزُرُوْعٍ اور کھیتیاں چھوڑیں وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ اور عمدہ مقام۔کوٹھیاں اور بڑی بڑی بلڈنگیں چھوڑیں جن میں قالین بچھے ہوئے تھے اور بڑے آسائش کے سامان تھے وہ سب چھوڑ گئے وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ اور خوشی کی چیزیں اور نعمتیں جن میں وہ آسودہ حال تھے۔وہ سب چیزیں پیچھے رہ گئیں اور وہ سیدھے جہنم میں پہنچ گئے كَذٰلِكَ اسی طرح ہوا کہ ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بحر قلزم میں غرق کر دیا۔موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی وَاَوْرَثْنٰهَا اور ہم نے وارث بنایا ان چیزوں کا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ دوسری قوم کو۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ کا اختلاف ہے کہ دوسری قوم سے مراد کون ہیں؟

بنی اسرائیل وادی تیہ میں :

علامہ بغوی رحمہ اللہ بڑے مفسر ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی وادی تیہ میں پہنچے جس کو آج کل کے جغرافیے میں وادی سینائی کہتے ہیں جو چھتیس (۳۶) میل لمبی اور چوبیس (۲۴) میل چوڑی ہے۔۱۹۶۷ء میں اس پر یہود نے حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔اب کچھ حصہ مصر کو دے دیا ہے اور وہ حصہ جو فوجی اہمیت کا حامل ہے

اور جہاں تیل کے چشمے ہیں وہ سب یہودیوں کے پاس ہے۔ حالانکہ جغرافیے کے لحاظ سے یہ مصر کا حصہ ہے۔ وادی سینائی سطح سمندر سے تقریباً پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ جیسے ہمارے ہاں مری ہے۔ تو علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ بنی اسرائیل جب وادی تیہہ میں پہنچے اور ان کو یقین ہو گیا کہ فرعون تباہ ہو گیا ہے اور اس کی فوجیں بھی تباہ ہو گئی ہیں تو کچھ لوگ ان میں سے واپس مصر چلے گئے۔ اور سورۃ الشعراء آیت نمبر ۵۹ پارہ نمبر ۱۹ میں آتا ہے وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ''اور ہم نے وارث بنایا بنی اسرائیل کو۔'' کچھ واپس چلے گئے اور باقی وہیں رہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ فوری طور پر بنی اسرائیل وارث نہیں بنے کچھ عرصہ کے بعد بنے۔ فوری طور پر فرعون کے تباہ ہونے کے بعد وہاں کے دوسرے لوگوں نے قبضہ کر لیا۔ بعد میں یہ زمین اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ پس نہ رویا ان پر آسمان اور نہ زمین فرعونیوں کے تباہ ہونے پر۔

زمین و آسمان کا رونا :

اس مقام پر مفسرین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی مومن فوت ہوتا ہے تو اس پر آسمان اور زمین روتی ہے۔ زمین کے رونے کی وجہ وہ جگہ ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا، اٹھتا، بیٹھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا بندہ جب فوت ہو جاتا ہے تو آسمان کے دو دروازے بھی روتے ہیں۔ ایک وہ دروازہ جس سے اس کے نیک اعمال اوپر جاتے ہیں۔ اب وہ بند ہو گیا۔ اور دوسرا وہ کہ جس سے اس پر رب کی رحمتیں اور رزق نازل ہوتا تھا۔ تو مومن جب فوت ہوتا ہے زمین بھی روتی

ہے، آسمان بھی روتا ہے۔ اور فرعونیوں کے مرنے پر نہ زمین روئی اور نہ آسمان رویا بلکہ آنحضرت ﷺ نے ایک جنازہ دیکھ کر فرمایا مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ" یہ آرام پانے والا ہے یا اس سے آرام حاصل ہو گیا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضرت! اس کا کیا معنٰی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ مومن ہے تو دنیا کی مصیبتوں سے اس کی جان چھوٹ گئی جنت کی خوشیوں اور نعمتوں میں چلا گیا تو یہ راحت پانے والا ہے اور اگر یہ برا ہے تو يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبَلَدُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ '' تو اس سے بندوں نے راحت حاصل کر لی، سڑکوں اور دیواروں نے راحت حاصل کر لی، حیوانوں اور درختوں نے راحت حاصل کر لی۔'' یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔

تو برے آدمی کا مرنا دوسروں کے لیے راحت ہے۔ تو زمین اور آسمان ان پر کیوں روئے گا؟ تو فرمایا نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین روئی وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ اور نہ ہوئے وہ مہلت دیئے ہوئے لوگوں میں سے کہ جب رب تعالیٰ کا عذاب اور گرفت آئی تو ان کو مہلت نہ ملی فوراً اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ اگر یہ مکے والے باز نہیں آتے تو انتظار کریں ان کا بھی وہی حشر ہوگا کہ دنیا میں بھی تباہی اور آخرت میں بھی تباہی۔

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ
الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝
وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ
مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا
الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا
مُجْرِمِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا
خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ
مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع ۱۵

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور البتہ تحقیق ہم نے نجات دی بنی اسرائیل
کو مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ایسے عذاب سے جو توہین کرتا تھا مِنْ فِرْعَوْنَ
فرعون کی طرف سے اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا بے شک وہ فرعون سرکش تھا مِّنَ
الْمُسْرِفِيْنَ حد سے گزرنے والا وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے چنا
بنی اسرائیل کو عَلٰى عِلْمٍ علم کی بنیاد پر عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں پر
وَاٰتَيْنٰهُمْ اور دی ہم نے ان کو مِّنَ الْاٰيٰتِ نشانیاں مَا فِيْهِ جن میں
بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ انعام اور احسان تھا کھلا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ بے شک یہ مکے والے

لَيَقُولُونَ البتہ کہتے ہیں اِنْ هِيَ نہیں ہے یہ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى مگر ہماری پہلی ہی موت وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے فَاْتُوْا پس لے آؤ تم بِاٰبَآئِنَآ ہمارے باپ دادوں کو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے اَهُمْ خَيْرٌ کیا یہ بہتر ہیں اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ یا تبع کی قوم وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور وہ جو ان سے پہلے گزرے ہیں اَهْلَكْنٰهُمْ ہم نے ان کو ہلاک کیا اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ بے شک وہ مجرم تھے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو وَ الْاَرْضَ اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے لٰعِبِيْنَ کھیلتے ہوئے مَا خَلَقْنٰهُمَآ نہیں پیدا کیا ہم نے ان کو اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ بے شک فیصلے کا دن مِيْقَاتُهُمْ ان کا مقرر وقت ہے اَجْمَعِيْنَ سب کا يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى اس دن نہیں کفایت کرے گا کوئی دوست عَنْ مَّوْلًى کسی دوست سے شَيْئًا کچھ بھی وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ بے شک وہ غالب ہے مہربان ہے۔

تذکرۂ بنی اسرائیل :

موسیٰ علیہ السلام، بنی اسرائیل اور فرعون کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ ان آیات میں بھی ان کا

ذکر ہے۔فرمایا وَلَقَدْ نَجَّيْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے نجات دی بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کو مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ایسے عذاب سے جو ان کو اذیت پہنچاتا تھا۔وہ کہاں سے ہوتا تھا؟ مِنْ فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف سے ہوتا تھا۔تو اس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی کہ فرعون اور فرعونیوں کو اللہ تعالیٰ نے بحر قلزم میں غرق کیا اور بنی اسرائیلیوں کو نجات دے کر وادی تیہ میں پہنچایا اور فرعون کے ظلم سے نجات دی اِنَّهٗ بے شک وہ فرعون كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ سرکش تھا حد سے بڑھنے والا تھا۔ان لوگوں میں سے تھا جو عدل وانصاف کی حدود پھلانگنے والے تھے۔فرعون بڑا ظالم تھا اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا کہ اپنے اقتدار کی خاطر بارہ ہزار بچے قتل کروائے تاکہ اس کے اقتدار پر کوئی زد نہ پڑے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا دشمن اس کے گھر میں پالا اور اپنی قدرت بتلائی کہ تم کون ہوتے ہو ہمارے فیصلوں کو ٹالنے والے ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

فرمایا وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے چنا، انتخاب کیا بنی اسرائیل کا عَلٰى عِلْمٍ علم کی بنیاد پر عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں پر۔اپنے زمانے میں بنی اسرائیل ساری قوموں سے اونچی قوم تھی۔ان میں اللہ تعالیٰ نے چار ہزار پیغمبر بھیجے، تین مشہور کتابیں ان پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔تورات موسیٰ علیہ السلام پر، زبور داؤد علیہ السلام پر، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر۔فرمایا ہم نے ان کا انتخاب کیا علم کی بنیاد پر جہان والوں پر وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ اور ہم نے دیں ان کو نشانیاں مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ جن میں انعام اور احسان تھا کھلا۔یہ لوگ جب وادی تیہ میں پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جہاد کا حکم دیا۔کہنے لگے فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ [مائدہ:۲۴] ''پس آپ جائیں اور آپ کا رب جائے اور جا کر لڑو بے شک ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے ارض

مقدس چالیس سال کے لیے ان پر حرام کردی۔ یہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ وادی تیہ بڑا کھلا میدان تھا جہاں کوئی درخت بھی نہیں تھا کہ چند آدمی اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بادلوں کے ذریعے سائے کا انتظام کیا۔ جب سورج چڑھتا بادل آجاتے سورج کے غروب ہونے تک گہرے بادلوں کے سائے رہتے۔ اور ان کے کھانے کے لیے من وسلویٰ کا انتظام فرمایا۔ پکی پکائی کھیر اور بھنے ہوئے بٹیر ان کو مل جاتے تھے مگر ان لوگوں نے کہا لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ "ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے ایک کھانے پر۔" ہم کو تو لہسن، پیاز چاہئیں، گندم اور دال چاول چاہئیں۔ پانی کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا پتھر پر لاٹھی مارو۔ وہاں ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اس کے علاوہ بے شمار نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائیں۔ تو دیں ہم نے ان کو نعمتیں جن میں انعام واحسان اور آزمائش تھی کھلی۔ یہ واقعات بیان فرما کر پھر اللہ تعالیٰ مکے والوں کو متوجہ کرتے ہیں۔

فرمایا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ بے شک یہ مکے والے لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں اِنْ هِىَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى نہیں ہے یہ مگر ہماری پہلی موت جو ہم مرتے ہیں اس موت کے بعد وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ اور دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ بس مر گئے، ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں، چورا چورا ہو گئیں، دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ قیامت ہے ہی نہیں۔ تم کہتے ہو دوبارہ اٹھنا ہے تو پھر اس طرح کرو فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَآ پس لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو۔ یہ ہمارے آباؤ اجداد کی قبریں ہیں ان کو اٹھا کر ہمیں دکھا دو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے کہ مرے ہوئے دوبارہ اٹھتے ہیں تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ واقعی مردے دوبارہ زندہ ہوا کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا وقت مقرر کیا ہوا ہے

کسی کی فرمائش سے تو اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں بدلتا۔

قوم تبع :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ کیا یہ بہتر ہیں مکے والے یا تبع کی قوم بہتر ہے۔ تبع کا لفظ دو مرتبہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ایک یہ اور دوسرا سورت ق میں۔ یہ کون بزرگ تھے؟ مستدرک حاکم میں روایت ہے آنحضرت نے فرمایا لَا اَدۡرِیۡ اَتُبَّعٌ نَبِیٌّ اَمۡ لَا "میں نہیں جانتا تبع نبی تھے یا نہیں تھے۔" قوم کی اضافت نبی کی طرف ہوتی ہے۔ قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح۔ یہاں پر قوم کی اضافت تبع کی طرف ہوئی ہے۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ یمن کے علاقہ میں ایک قبیلہ تھا حمیر۔ اس قبیلے کا ایک آدمی تھا اسعد بن مُلیک۔ یہ آدمی پہلے آگ کی پوجا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دی آگ کی پوجا سے توبہ کر کے خداوند عزیز کی توحید کا قائل ہوگیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے دو لڑکے دیئے۔ ایک کا نام کریب اور دوسرے کا نام کرب تھا۔ تفسیروں میں اس کی کنیت ابوکرب بھی آتی ہے اور ابوکریب بھی آتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نوسو سال پہلے گزرا ہے۔ بڑا نیک اور پرہیزگار آدمی تھا اَوَّلُ مَنۡ کَسَی الۡکَعۡبَةَ "یہ پہلا شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا تھا۔" قوم کو بڑا سمجھایا مگر قوم نے اس کی اطاعت نہیں کی۔ اس کے لمبے چوڑے قصیدے بھی آتے ہیں۔ پہلی کتابوں کا علم بھی رکھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا بھی اس کو علم تھا۔

اس کے ایک قصیدے کے ایک شعر کا یہ ترجمہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کے سچے رسول ہیں۔ اگر میری عمر ان کی عمر تک لمبی کر دی جائے تو میں ان کی خدمت کروں گا: ۔

شهدت على احمد انه رَسُوْلُ بارمن الناس

فَلَوْ مُدِتُّ عَلٰی عمری اِلٰی عمره لَکُنْتُ وزیرًا له وَزنًا

اس کا ایک خط عقیدت بھرا آپ ﷺ کے نام ہے۔ اس پیارے خط کے الفاظ بھی تم سن لو۔ یہ خط نقل درنقل ہوتے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس تھا۔ بالآخر یہ خط ان کے پاس پہنچا اور انھوں نے آنحضرت ﷺ کو پہنچایا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید تھا۔ ان کے ایمان لانے کا سبب بھی یہی خط تھا تبع کا جس کا نام اسعد بن مُلیک تھا۔ وہ لکھتا ہے:

''حقیر اور ناقص بندے کی طرف سے اِلٰی محمد بن عبد الله نَبِیٌّ محمد ﷺ کی طرف جو عبداللہ کے بیٹے نبی ہیں وَرَسُوْلُه اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں خاتم النبیّین خاتم النبیین ہیں وَرَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب العالمین کے رسول ہیں ﷺ۔''

یہ اوپر عنوان تھا۔ خط کا مضمون کیا ہے؟ سنیے:

''اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اٰمَنْتُ بِكَ اے نبی کریم ﷺ! میں آپ پر ایمان لا چکا ہوں وَبِكِتَابِكَ الَّذِیْ یُنْزَلُ اِلَیْكَ اور اس کتاب پر بھی ایمان لا چکا ہوں جو آپ کی طرف اتاری جائے گی وَاَنَا عَلٰی دِیْنِكَ وَ مِلَّتِكَ اور میں آپ کے دین اور ملت پر ہوں آپ کے طریقے پر ہوں وَاٰمَنْتُ بِرَبِّكَ اور میں آپ کے رب پر ایمان لایا ہوں وَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ جو ہر شے کا رب ہے اس پر ایمان لایا ہوں وَاٰمَنْتُ بِکُلِّ مَا جَآءَ بِـــرَبِّكَ اور میں ہر اس شے پر ایمان لایا ہوں جو آپ کے رب کی طرف سے آئی ہے مِنْ شَرائع الاسلام اسلام کے احکام جب بھی نازل ہوں گے میرا سب پر ایمان

ہے۔حضرت! فَاِنْ اَدْرَكْتُكَ فِيهَا وَ نَعِمْتُ اگر میں نے آپ کا دور پالیا تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی ، میرے واسطے بڑی سعادت ہوگی وَاِنْ لَّمْ اَدْرِكْكَ اور اگر حضرت! آپ کا زمانہ نہ پاسکا فَاشْفَعْ لِيْ میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرنا وَلَا تَنْسَانِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت والے مجھے نہ بھلا دینا فَاِنِّيْ مِنْ اُمَّتِكَ پس میں آپ کی امت کا ایک فرد ہوں الْاَوَّلِيْنَ جو آپ کی امت کے اول افراد ہیں وَبَايَعْتُكَ اور میں نے آپ کی روحانی بیعت کی ہے قَبْلَ مَجِيْئِكَ آپ کے آنے سے پہلے وَاَنَا عَلٰى مِلَّتِكَ اور میں آپ کی ملت پر ہوں وَ مِلَّةِ اَبِيْكَ اِبْرَاهِيْمَ اور آپ کے دادا ابراہیم کی ملت پر ہوں۔''

یہ اسعد بن ملیک تبع رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھا تھا ثُمَّ خَتَمَ الْكِتٰبَ پھر اس نے خط پر مہر لگائی اور مہر کے الفاظ یہ ہیں وَ نَقَشَ عَلَيْهِ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ پہلے بھی معاملہ رب کے قبضۂ قدرت میں ہے اور بعد میں بھی معاملہ رب کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

یہ خط ہے اسعد بن ملیک رحمۃ اللہ علیہ کا جو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نو سو سال پہلے لکھا تھا۔ آخر تک بے چارہ کوشش کرتا رہا مگر قوم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بہتر ہیں یا قوم تبع وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور وہ جو ان سے پہلے گزرے ہیں اَهْلَكْنٰهُمْ ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ کیوں ہلاک کیا؟ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ بے شک وہ مجرم تھے۔ یہ مکے والے بھی مجرم ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور

زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے لٰعِبِیْنَ کھیلتے ہوئے۔ کھیل تماشے کے طور پر نہیں پیدا کیا۔ ان کے بنانے کا کوئی مقصد ہے۔

دیکھو! اسکول، کالج، یونیورسٹی، مدرسہ، جامعہ، دارالعلوم ہوتا ہے۔ ان کے بنانے کا مقصد تعلیم ہوتا ہے۔ یہ زمین آسمان بنا کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ایک نصاب رکھا ہے، ہمیں ایک کورس دیا ہے۔ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو الدّنیا مزرع الاٰخِرَۃ ''یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔'' جو بروقت کھیتی بوئے گا کٹائی کے وقت اچھی فصل کاٹے گا۔'' شاعر نے کہا ہے:

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

''اے بندے! عمل کے بدلے سے غافل نہ ہو۔ گندم کا بیج ڈالو گے گندم کاٹو گے، جو کا بیج ڈالو گے جو کاٹو گے۔'' آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم بوتے تو کچھ نہیں اور خیال ہمارا یہ ہے کہ ہم ان شاء اللہ فصلیں کاٹیں گے۔ کرتے کچھ نہیں اور خیال ہے کہ ہم جنت کے وارث ہیں۔ ساری کامیابیاں ہمارے لیے ہیں۔ عربی کے ایک شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے:

دخل الذنوب الی الذنوب و ترتقی
طرق الجنان بها و فوز العامل
وَ نَسِيْتَ ان اللّٰه اخرج آدمه
منها الی الدنیا بذنبٍ واحدٍ

''اے بندے! میری بات سنو! گناہوں کی بوریوں پر بوریاں (تھیلوں پر تھیلے) بھرتے

جا رہے ہو۔ اتنے بورے (تھیلے) لے کر جنت میں کیسے جاؤ گے؟ اور بھول گئے ہو آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک گناہ کی وجہ سے جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا۔'' تم گناہوں کے بورے لے کر جنت میں کیسے جاؤ گے۔ کاش! کہ ہمارے اندر غیرت والا مادہ ہو اور ہم ہر چیز سے عبرت حاصل کریں۔ تو فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ نہیں پیدا کیا ہم نے ان دونوں کو مگر حق کے ساتھ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کھانے پینے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ انھوں نے دنیا میں آنے کا مقصد یہی سمجھا ہے کہ بس کھاؤ، پیو، کماؤ، آخرت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

فرمایا سن لو! اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ بے شک فیصلے کا دن ان کا مقرر وقت ہے اَجْمَعِيْنَ سب کا ایک دن آئے گا توحید اور شرک کا فیصلہ ہوگا، سنت اور بدعت کا فیصلہ ہوگا، ایمان اور کفر کا فیصلہ ہوگا، سچے اور جھوٹے کا فیصلہ ہوگا، نیکیوں اور برائیوں کا فیصلہ ہوگا۔ اس کا وقت مقرر ہے۔ فرمایا کان لگا کر (غور سے) سن لو يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا اس دن نہیں کفایت کرے گا کوئی دوست کسی دوست کی کچھ بھی۔ دنیاوی دوستی قطعاً کوئی فائدہ نہیں دے گی سوائے متقیوں کے۔ اس سے پہلی سورت میں پڑھ چکے ہو اَلا خلاء بعضهم لبعض عدوٌّ الا الْمُتَّقِيْنَ ''دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقیوں کی دوستی برقرار رہے گی۔'' تو فرمایا نہیں کفایت کرے گا کوئی دوست کسی دوست کی کچھ بھی قیامت والے دن وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ رب تعالیٰ کی رحمت ہوگی ایمان والوں پر، نیک عمل کرنے والوں پر اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ بے شک وہ

غالب ہے اس کو فیصلے سے کوئی روک نہیں سکتا، مہربان ہے۔ اُسی پر رحمت کرے گا جو اہل اور مستحق ہوگا۔ قیامت حق ہے ہر آدمی کو اس کی فکر کرنی چاہیے اور دور بھی نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے اور دوزخ بھی سامنے۔

اِنَّ شَجَرَتَ

الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ کَالۡمُہۡلِ ۚۛ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾ کَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوۡہُ فَاعۡتِلُوۡہُ اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِہٖ مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۸﴾ ذُقۡ ۚۙ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ ہٰذَا مَا کُنۡتُمۡ بِہٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ ﴿۵۱﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۵۳﴾ کَذٰلِکَ ۟ وَ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ﴿۵۴﴾ یَدۡعُوۡنَ فِیۡہَا بِکُلِّ فَاکِہَۃٍ اٰمِنِیۡنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَۃَ الۡاُوۡلٰی ۚ وَ وَقٰہُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۵۶﴾ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ بِلِسَانِکَ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ فَارۡتَقِبۡ اِنَّہُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ع ۳ ۱۷/۱۶

اِنَّ بے شک شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ تھوہڑ کا درخت طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ گناہ گاروں کی خوراک ہے کَالۡمُہۡلِ جیسے تلچھٹ (پگھلے ہوئے تانبے کی طرح) یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ (جوش مارے گا) جو کھولتا ہے پیٹوں میں کَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ جیسے کھولتا ہوا پانی خُذُوۡہُ پکڑو اس کو فَاعۡتِلُوۡہُ پس گھسیٹو اس کو اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ جہنم کے درمیان تک ثُمَّ صُبُّوۡا پھر ڈالو فَوۡقَ رَاۡسِہٖ اس کے سر پر مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ گرم پانی کا عذاب ذُقۡ چکھ لے مزہ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ بے شک تو غالب اور عزت والا تھا

اِنَّ هٰذَا بے شک یہ مَا وہ چیز ہے كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ جس کے بارے میں تم شک کرتے تھے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ بے شک پرہیزگار فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ امن والی جگہ میں ہوں گے فِيْ جَنّٰتٍ باغوں میں وَّعُيُوْنٍ اور چشموں میں يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ پہنیں گے باریک ریشم کا لباس وَّاِسْتَبْرَقٍ اور موٹے ریشم کا لباس مُّتَقٰبِلِيْنَ آمنے سامنے بیٹھیں گے كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا وَزَوَّجْنٰهُمْ اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے بِحُوْرٍ عِيْنٍ سفید رنگ کی موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں کے ساتھ يَدْعُوْنَ فِيْهَا طلب کریں گے جنتی ان باغوں میں بِكُلِّ فَاكِهَةٍ ہر قسم کے پھل اٰمِنِيْنَ امن کے ساتھ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا نہیں چکھیں گے ان باغوں میں الْمَوْتَ موت کو اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى مگر وہ پہلی موت وَوَقٰهُمْ اور بچائے گا ان کو اللہ تعالیٰ عَذَابَ الْجَحِيْمِ شعلہ مارنے والی آگ کے عذاب سے فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ یہ مہربانی ہے آپ کے رب کی طرف سے ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ ہے وہ کامیابی بڑی فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے يَسَّرْنٰهُ ہم نے آسان کیا ہے قرآن پاک کو بِلِسَانِكَ آپ کی زبان پر لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کریں اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ بے شک یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

ربط آیات :

اس سے پہلے رکوع کے آخر میں تھا اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ بے شک ان سب کے فیصلے کا دن مقرر ہے یعنی قیامت والا دن ۔ قیامت برحق ہے ضرور آئے گی سب کا فیصلہ ہوگا۔ اصولی طور پر دو گروہ ہوں گے :

① ...... کافر مشرک۔

② ...... دوسری طرف مومن موحد۔

پھر ان کی بھی کئی قسمیں ہیں ۔ بُرے لوگوں کے بھی درجے ہیں اور نیکوں کے بھی درجے ہیں۔ آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں کی خوراک کا ذکر فرماتے ہیں۔ مجرموں کی خوراک کیا ہوگی؟ ارشاد ربانی ہے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ بے شک تھوہڑ کا درخت طَعَامُ الْاَثِیْمِ گناہ گاروں کی خوراک ہے۔ وہ تھوہڑ کا درخت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ وہ اتنا کڑوا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ڈال دیا جائے تو تمام دریا کڑوے ہو جائیں ۔ اور اتنا بدبودار ہوگا کہ اگر ایک قطرہ دنیا میں پھینکا جائے تو مشرق سے مغرب تک دنیا اس کی بدبو سے مر جائے گی ۔ بھوک کے دردناک عذاب کے وقت اس کے کھانے پر مجبور ہوں گے ۔ بغیر بھوک کے اس کو کون کھائے گا۔

تو فرمایا تھوہڑ کا درخت گناہ گاروں کی خوراک ہے کَالْمُهْلِ جیسے تیل کے نیچے تلچھٹ ہوتی ہے، گندمند۔ اُس طرح کی اس کی شکل ہوگی نہایت بُری۔ اور مُھل کا معنیٰ پگھلے ہوئے تانبے کا بھی کرتے ہیں ۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا ہوتا ہے بڑا گرم۔ تو حدت کی شدت کے اظہار کے لیے اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ جوش

مارے گا پیٹوں میں، اُبلے گا كَغَلْيِ الْحَمِيمِ جیسے گرم پانی کھولتا ہے، ابلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے خُذُوهُ پکڑو اس مجرم کو فَاعْتِلُوهُ پس گھسیٹو اس کو اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيمِ جہنم کے درمیان کی طرف۔ جن فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوگی وہ مجرم کو کنارے سے کھینچ کر جہنم کے درمیان میں لے جائیں گے۔ فرشتوں کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ وہ دوزخ میں ایسے ہوں گے جیسے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ دوزخی چیخیں گے۔ سورہ فاطر آیت نمبر ۳۷ پارہ ۲۲ میں ہے وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيهَا ''اور وہ دوزخ میں چیخیں ماریں گے، واویلا کریں گے۔'' مگر فرشتے ان کو نہیں چھوڑیں گے۔ ایک ایک مجرم اتنا روئے گا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کے رخسار پر آنسوؤں کی وجہ سے نالیاں سی بن جائیں گی جیسے پہاڑی علاقوں میں ندیاں بہتی ہیں کہ ان میں کشتی چلاؤ تو چل پڑے گی اور جب آنکھوں سے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون آئے گا۔

تو فرمایا ان کو جہنم کے درمیان تک گھسیٹ کر پہنچاؤ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ پھر ڈالو اس کے سر پر مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ گرم پانی کا عذاب۔ فرشتے جب گرم پانی سر پر ڈالیں گے تو سارا چمڑا پاؤں تک اتر جائے گا۔ فوراً دوسرا چمڑا پہنا دیا جائے گا۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۶ پارہ ۵ میں ہے كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا ''جب بھی ان کے چمڑے جل جائیں گے ہم ان کے لیے دوسرے چمڑے تبدیل کر دیں گے۔'' رب تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کتنی دفعہ چمڑے جلیں گے اور کتنی دفعہ بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان کو دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ تو فرمایا پھر ڈالو اس کے سر پر گرم پانی کا عذاب۔ کہا جائے گا ذُقْ چکھ اے مجرم! مزہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ بے شک تو دنیا میں غالب اور عزت والا تھا اب مزہ چکھ۔

تفسیروں میں آتا ہے کہ ابوجہل مجلسوں میں بیٹھ کر کہا کرتا تھا کہ وادیٔ بطحا میں مجھ سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ یہ مٹھی بھر مسلمان میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور دنیا میں اس قسم کے بہت متکبر اور سرکش لوگ ہوئے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ عزت والا سمجھتے تھے۔ تو ان سے کہا جائے گا چکھو اپنے کیے کا، مزہ تم بڑے غالب اور عزت والے تھے اِنَّ هٰذَا مَا بے شک یہ ایسی چیز ہے كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ جس کے بارے میں تم شک کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کے نبی تمھیں بُرے انجام سے ڈراتے تھے کہ جب مر کر مٹی ہو جائیں گے، ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ [سورہ یٰسین] ''کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔'' پھر ہم کیسے زندہ ہوں گے۔ تو تم حشر کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے تھے لو آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور سزا کا مزہ چکھ لو۔ مجرموں کی سزا کو بیان کرنے کے بعد اب نیکوں کے انعامات کا ذکر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ بے شک متقی، پرہیزگار جو کفر و شرک سے بچتے رہے اور خدا اور رسول کے احکام پر عمل کرتے رہے وہ امن و چین کے مقام میں ہوں گے۔ وہ مقام کیا ہے؟ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ باغوں میں ہوں گے اور چشموں میں ہوں گے۔ آگے جنتیوں کے لباس کا ذکر ہے۔ فرمایا يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ پہنیں گے باریک ریشم کا لباس اور موٹے ریشم کا لباس۔ کسی کو باریک پسند ہوتا ہے اور کسی کو موٹا کپڑا پسند ہوتا ہے۔ ریشم دنیا میں مردوں کے لیے حرام ہے اور آخرت میں حلال ہوگا مُّتَقٰبِلِيْنَ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے کوئی جنتی کسی سے روگردانی نہیں کرے گا۔ ہر جنتی کے دل میں دوسرے کی الفت اور محبت ہوگی۔

فرمایا كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔اوراس کے علاوہ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے سفید رنگ کی موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں کے ساتھ۔حوروں کی خلقت دنیا کی مٹی سے نہیں ہے بلکہ وہ زعفران،کافور،مشک اورعنبر سے پیدا کی گئیں ہیں۔یہ دنیاوی عورتوں کے علاوہ ہوں گی۔

جنتیوں کے لیے نعمت :

آگے اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی ایک اور نعمت کا ذکر فرمایا ہے يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ طلب کریں گے جنتی ان باغوں میں ہر قسم کے پھل امن کے ساتھ۔ احادیث میں آتا ہے کہ جونہی کسی جنتی کے دل میں کوئی پھل کھانے کی خواہش پیدا ہوگی اس پھل کا درخت جنتی کے قریب آکر جھک جائے گا۔یہ پھل توڑ کر کھائے گا اس جگہ فوراً دوسرا پھل لگ جائے گا۔پھر امن اور دل جمعی کے ساتھ جو بھی طلب کریں گے،حاصل کر نے میں کسی قسم کی دقت نہیں ہوگی اور نہ ہی انتظار کرنا پڑے گا۔پھلوں کے علاوہ کھانے کے لیے پرندوں کا گوشت ہوگا۔سورۃ واقعہ آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ''اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔'' دنیا میں ہر طرح کی نعمتوں کے میسر ہونے کے باوجود موت کا ڈر سوار رہتا ہے اور نعمتوں کے زوال کا خطرہ بھی رہتا ہے مگر جنت میں ایسی کوئی فکر نہیں ہوگی جنت کی زندگی بھی دائمی ہوگی اور موت کا بھی خطرہ نہیں ہو گا۔

فرمایا لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ نہیں چکھیں گے ان باغوں میں موت کو اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى مگر وہ پہلی موت جو دنیا میں آچکی ہے اب دوبارہ موت نہیں آئے گی وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور بچائے گا ان کو اللہ تعالیٰ شعلہ مارنے والی آگ

کے عذاب سے۔ اب ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ یہ مہربانی ہے آپ کے رب کی طرف سے کہ دنیا میں اس نے صحیح عقیدہ اور اچھا عمل نصیب کیا کہ جس کے نتیجے میں یہ نعمتیں حاصل ہوئی جو بڑی اور دائمی ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا نتیجہ ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ ہے وہ کامیابی بڑی۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸۵ میں ہے مَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ''جو دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا پس وہ کامیاب ہو گیا۔'' آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ سے بچنا چاہتے ہو اور جنت میں جانا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو سمجھو اور اس پر عمل کرو اس کے مطابق عقیدہ اور عمل بناؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ پس پختہ بات ہے ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن پاک کو آپ کی زبان پر لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے ان کی مادری زبان میں نازل کیا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی زبان بھی عربی، خاندان قریش کی زبان بھی عربی اور قرآن کریم بھی عربی زبان میں نازل کیا تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہماری زبان اور ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی زبان اور ہے ہمیں سمجھ ہی نہیں آرہی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن عربی زبان میں نازل کیا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں سمجھ نہیں آیا۔ اب اگر کوئی نہیں سمجھے گا اور اپنا عقیدہ اور عمل قرآن کے مطابق نہیں بنائے گا تو اللہ تعالیٰ سزا دینے میں حق بجانب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیغمبر! فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کریں کیوں کہ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ بے شک یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ جو آپ کے مخالف ہیں وہ

آپ کی ناکامی اور شکست کا انتظار کر رہے ہیں اور آپ اس بات کا انتظار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق کیا فیصلہ فرماتے ہیں؟ آپ انتظار کریں اور دیکھیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟
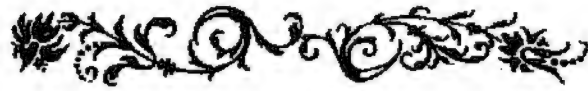
تفسیر

(مکمل)

جلد............۱۸

اٰیاتھا ۳۷ ۴۵ سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۵ رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿٢﴾ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٣﴾ وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿٥﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿٧﴾ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿٨﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿٩﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿١٠﴾ هٰذَا هُدًی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿١١﴾ ع ۱۷

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ اتاری ہوئی ہے کتاب مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الْعَزِیْزِ جو غالب ہے الْحَكِیْمِ جو حکمت والا ہے اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ بے شک آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں لَاٰیٰتٍ

البتہ نشانیاں ہیں لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے لیے وَفِيْ خَلْقِكُمْ اور تمہارے پیدا کرنے میں وَمَا يَبُثُّ اور جو بکھیرے ہیں اس نے مِنْ دَآبَّةٍ جانور اٰيٰتٌ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ اور رات کے مختلف ہونے میں وَالنَّهَارِ اور دن کے وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ اور جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مِنْ رِّزْقٍ رزق فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے خشک ہو جانے کے بعد وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اور ہواؤں کے پھیرنے میں اٰيٰتٌ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں نَتْلُوْهَا جن کو ہم پڑھتے ہیں عَلَيْكَ آپ پر بِالْحَقِّ حق کے ساتھ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ پس کس بات پر بَعْدَ اللّٰهِ اللہ کی بات کے بعد وَاٰيٰتِهٖ اور اس کی آیتوں کے بعد يُؤْمِنُوْنَ ایمان لائیں گے وَيْلٌ ہلاکت ہے لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ہر بہتان تراش گناہ گار کے لیے يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ جو سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تُتْلٰى عَلَيْهِ جو پڑھی جاتی ہیں اس پر ثُمَّ يُصِرُّ پھر اصرار کرتا ہے مُسْتَكْبِرًا تکبر کرتے ہوئے كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ سنا ہی نہیں ان آیات کو فَبَشِّرْهُ پس اس کو خوش خبری سنا دے بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ درد ناک عذاب کی وَاِذَا عَلِمَ اور جس وقت جانتا ہے مِنْ اٰيٰتِنَا ہماری

آیتوں میں سے شَیْئًا کسی چیز کو اتَّخَذَھَاھُزُوًا بناتا ہے ان کو ٹھٹھا لیا ہوا اُولٰٓئِكَ ایسے لوگ ہیں لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ان کے لیے عذاب ہے رسوا کرنے والا مِنْ وَّرَآئِھِمْ جَھَنَّمُ ان کے آگے دوزخ ہے وَلَا یُغْنِیْ عَنْھُمْ اور نہیں کفایت کرے گی ان سے مَّاکَسَبُوْاشَیْئًا جو انھوں نے کمائی ہے کچھ بھی وَّلَامَااتَّخَذُوْا اور نہ وہ جن کو انھوں نے بنایا ہے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوْلِیَآءَ کارساز وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہے بڑا ھٰذَاھُدًی یہ قرآن سراسر ہدایت ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ اپنے رب کی آیتوں کے ساتھ لَھُمْ عَذَابٌ ان کے لیے عذاب ہے مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ بڑا سخت دردناک۔

تعارف سورۃ :

اس سورت کا نام جاثیہ ہے۔ اس سورت کے آخر میں آئے گا وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً تو اس لفظ کے ساتھ سورت کا نام جاثیہ ہے۔ اس کی وضاحت اپنے مقام پر آئے گی۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے چونسٹھ (۶۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے چار رکوع اور سینتیس (۳۷) آیتیں ہیں۔ حٰمٓ کے متعلق پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام کی طرف اشارہ ہے۔ حا سے مراد حَمِیْدٌ ہے اور میم سے مراد مَجِیْدٌ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے۔ کس کی طرف سے اتاری گئی ہے مِنَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اَلۡعَزِیۡزِ جو غالب ہے اَلۡحَکِیۡمِ حکمت والا ہے۔ یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے خود بنائی ہے نہ کسی اور نے ان کو بتلائی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ اس کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بے شک آسمانوں میں اور زمین میں لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ البتہ نشانیاں ہیں مومنوں کے لیے۔ آسمان کی بلندی کو دیکھو پھر اس بات پر غور کرو کہ اس کے نیچے نہ ستون، نہ دیوار۔ پھر اس پر سورج، چاند اور ستاروں کو دیکھو یہ ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے اور اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے۔ پھر زمین کی کشادگی کو دیکھو اس میں پہاڑ، دریا وغیرہ کو دیکھو یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

مومنوں کے لیے فرمایا دور نہ جاؤ وَفِیۡ خَلۡقِکُمۡ اور تمہارے پیدا کرنے میں رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حقیر قطرے سے لوتھڑا بنایا پھر اس کی بوٹی بنائی پھر انسانی شکل تیار کی، آنکھیں بنائیں، ناک کان بنائے، زبان بنائی، ہاتھ پاؤں بنائے، پھر اس میں روح ڈالی۔ اس چھوٹے سے وجود میں دل، جگر، گردے، معدہ بنایا۔ یہ مستقل چھوٹا سا ایک کارخانہ ہے۔ تم اپنی خلقت پر غور کرو۔ تو رب تعالیٰ کی قدرت سمجھ میں آجائے گی۔ وَمَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اور جو اس نے بکھیرے ہیں جانور۔ جانوروں کی شکلیں دیکھو، اونٹ کو دیکھو، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ کی شکل دیکھو، کتے بلی وغیرہ کی شکلیں دیکھو، سانپ، بچھو کی شکل دیکھو۔ چھوٹی چھوٹی مینڈکیاں دیکھو۔ بے شمار اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس کو دیکھ کر رب تعالیٰ کی قدرت کا یقین ہو جاتا ہے اٰیٰتٌ نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ

وَالنَّهَارِ اور رات دن کے مختلف ہونے میں۔رات سیاہ، دن سفید، کبھی رات بڑھ جاتی ہے کبھی دن بڑھ جاتا ہے۔کسی جگہ دن رات چھوٹے چھوٹے ہیں اور کسی جگہ بڑے بڑے ہیں۔جنوبی افریقہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ شام کی نماز سوا پانچ بجے پڑھتے ہیں اور فجر چھ بجے پڑھتے ہیں۔دن وہاں بہت لمبا ہوتا ہے۔ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ اور وہ جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے مِنْ رِّزْقٍ رزق۔یہاں رزق سے مراد بارش ہے کیوں کہ بارش رزق کا سبب ہے۔سبب کے اوپر رزق کا اطلاق کیا ہے۔بارشیں نہ ہوں تو فصلیں نہیں اگتیں، نہ درخت اگتے ہیں۔ایسے سمجھو جیسے ہر شے مردہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بارش نازل ہوتی ہے فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو اللہ تعالیٰ نے بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے خشک ہونے کے بعد مرنے کے بعد۔اب زمین سرسبز ہوگئی، درخت اگ آئے، فصلیں اگیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اور ہواؤں کے پھیرنے میں۔کبھی ہوا مشرق کی طرف سے کبھی مغرب کی طرف سے چلتی ہے، کبھی گرم اور کبھی سرد چلتی ہے۔پھر ہوا عالم اسباب میں زندگی کا ذریعہ ہے۔لیکن اگر یہی ہوا تیز ہو جائے تو پھر بربادی ہے وہی پانی جو انسان کی زندگی کا ذریعہ ہے سیلاب بن جائے تو بہا کے لے جاتا ہے، مکان تباہ ہو جاتے ہیں۔مگر یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

پہلے زمانے میں سورج گرہن لگتا تو لوگ صدقہ وخیرات کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے، استغفار کرتے تھے، ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کیا ہو گیا ہے؟ آج طوفان آ جائیں ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔مجال ہے کہ کوئی نماز کی طرف آ جائے، دین کی طرف آ جائے، گناہوں سے توبہ کر لے۔کوئی گرمی سے مرتا ہے، کوئی سردی سے مرتا ہے، کوئی

سیلاب میں مرتا ہے مگر عبرت کوئی نہیں حاصل کرتا۔ معاف رکھنا! ہم بڑے ڈھیٹ ہیں۔

تو فرمایا ہواؤں کے پھیرنے میں اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے، عقل سے کام لیتی ہے تِلْكَ اٰیٰتُ اللهِ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ جو پڑھی جاتی ہیں آپ پر حق کے ساتھ۔

یہ قرآن پاک ہے رب تعالیٰ کا کلام ہے، رب تعالیٰ نے اس کو اتارا ہے، اس کی آیات حق ہیں، اس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ صرف اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم پر عمل ہو جائے تو انسان، انسان بن جاتا ہے اور اس کو حقیقی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کے بغیر انسان، انسان نہیں بن سکتا۔ اور صحیح معنٰی میں انسان بن جائے تو اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ہے [سورۃ البینہ: پارہ ۳۰] اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے بہتر ہے اور اگر انسانیت چھوڑ دے تو اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ [ایضاً] ''تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہے۔'' اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ''مویشیوں کی طرح، گدھوں کی طرح ہے، بلکہ ان سے بھی بدتر ہے۔'' فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم پڑھتے ہیں آپ پر حق کے ساتھ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللهِ پس کس بات پر اللہ تعالیٰ کی بات کے بعد وَاٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے بعد یُؤْمِنُوْنَ ایمان لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بات سے زیادہ وزنی کوئی بات ہے؟ زیادہ پکی اور محکم کوئی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی آیات سے زیادہ محکم کوئی شے ہے؟ اس کے بعد یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

فرمایا وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ ہلاکت ہے، خرابی ہے ہر بہتان تراش کے لیے اَثِیْمٍ جو گناہ میں ڈوبا ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور نبوت کی دلیل :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں جب نبوت کا دعویٰ کیا تو جن لوگوں کے ذہن صاف تھے وہ فوراً ایمان لے آئے۔ عورتوں میں سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اگر تم دیکھو اور سوچو تو ان تینوں کا ایمان ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور نبوت کی دلیل ہے۔ اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی، معجزات نہ ہوتے، چاند دو ٹکڑے نہ ہوتا، معراج جسمانی نہ ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ ان تینوں کا مسلمان ہونا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی بڑی دلیل ہے۔

کیونکہ مرد میں جتنے عیب اور خامیاں ہوتی ہیں ان کو جتنا بیوی جانتی ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ معاذ اللہ تعالیٰ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خوبیاں اور ماں نہ ہوتے اور کوئی خامی ہوتی تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان نہ لاتیں۔ وہ کہتیں میں جانتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہیں۔ تو ان کا ایمان لانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

دوسرے نمبر پر آدمی کا لنگوٹیا یار اس کی خوبیوں اور کمزوریوں کو جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لنگوٹیے یار اور دوست ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کمالات نہ ہوتے کوئی کمزوری ہوتی ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان نہ لاتے اور کہتے میں لنگوٹیا یار ہوں سب کچھ جانتا ہوں۔ لیکن یقین جانو! ابوبکر رضی اللہ عنہ جب سامنے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت اور نبوت عطا فرمائی ہے جہاں دایاں پاؤں تھا وہیں رہا جہاں بایاں پاؤں تھا وہیں رہا اٹھایا نہیں اور کہا اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

تیسرے نمبر پر گھریلو خادم اور نوکر آدمی کی خوبیوں اور کمزوریوں سے واقف ہوتا ہے۔ زید بن حارثہ آپ ﷺ کے خادم ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو منہ بولا بیٹا بھی بنایا تھا جس کو عربی میں متبنّٰی کہتے ہیں۔ جب آپ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ نبوت سے پہلے پندرہ سال کا عرصہ گزرا ہے۔ یہ پندرہ سال زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی، گھر میں بھی اور باہر بھی۔ اگر آپ ﷺ میں کوئی خامی اور کمزوری ہوتی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے نہیں میں ان کا خادم ہوں میں سب کچھ جانتا ہوں۔ لیکن وہ بھی فوراً ایمان لے آئے۔ تو ان تینوں بزرگوں کا ایمان میں پہل کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ ذات باکمال تھے اور مخلوق والے عیوب سے پاک تھے۔ لیکن اس کے باوجود کافروں نے آپ ﷺ کو مفتری کہا، کذاب کہا، جادوگر کہا، کسی نے مسحور کہا، کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا۔ فرمایا ویل ہے بہتان تراش کے لیے۔ ویل کا معنٰی ہلاکت بھی ہے اور ویل جہنم کے ایک طبقے کا نام بھی ہے وہ اتنا گہرا ہے کہ مجرم جب اس میں پھینکے جائیں گے تو آگ کے شعلوں میں جلتے ہوئے ستر سال کے بعد نیچے پہنچیں گے۔ یہ بہتان تراش گناہوں میں ڈوبے ہوؤں کے لیے ہے۔

وہ کیا کرتا ہے یَسۡمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کو تُتۡلٰی عَلَیۡہِ جو اس پر تلاوت کی جاتی ہیں ثُمَّ یُصِرُّ پھر وہ اصرار کرتا ہے، ضد کرتا ہے، اَڑ جاتا ہے مُسۡتَکۡبِرًا تکبر کرتے ہوئے۔ قرآن پاک کو سنتا ہے، سمجھتا نہیں۔ پھر اپنے کفر و شرک اور گناہوں پر اصرار کرتا اور اَڑا رہتا ہے۔ تکبر کرتے ہوئے، حق کو ٹھکراتے ہوئے۔ تکبر

کہتے ہیں بَطَرُ الْحَقِّ وَ غِمْطُ النَّاسِ ''حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔''
كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ اس نے آیات سنی ہی نہیں ہیں۔ سنی کو ان سنی کر دیتا ہے۔ یہ
انسان کی بہت بُری حالت ہے کہ حق سن کر قبول نہ کرے اپنی غلطی پر ڈٹا رہے فَبَشِّرْهُ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اے نبی کریم ﷺ! ایسے شخص کو خوش خبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔
یہ طنز اور استہزاء ہے عذاب کی خوش خبری نہیں ہوتی۔ پھر عذاب بھی دردناک۔ یہ دین
کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، خدائی احکام کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں ان کو دردناک
عذاب کی خوش خبری سنا دیں وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اور جب جانتا ہے ہماری آیات
میں سے کسی چیز کو اتَّخَذَهَا هُزُوًا بناتا ہے اس کو ٹھٹھا کیا ہوا۔ ان کے ساتھ مذاق کرتا
ہے۔ کہتا ہے یہ کیسا قرآن ہے کہ اس میں مکھی اور مکڑی کا ذکر ہے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ایسے لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہے رسوا کرنے والا، ذلیل کرنے والا مِنْ
وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ۔ وراء کا لفظ دو معنوں کے لیے آتا ہے۔ آگے کے لیے بھی اور پیچھے کے
لیے بھی۔ یہاں آگے کے معنی میں ہے کیونکہ وفات کے بعد آدمی آگے جاتا ہے۔ تو معنی
ہوگا اور ان کے آگے دوزخ ہے وہ قبر میں بھی اور آخرت میں بھی مبتلائے عذاب رہیں
گے وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا اور نہیں کفایت کرے گی ان سے جو انھوں نے
کمائی کی ہے کچھ بھی۔ ان کا مال، اولاد، صدارت، وزارت، ان کو عذاب سے نہیں بچا
سکے گی۔ یار دوست عذاب سے نہیں بچا سکیں گے وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ
اور نہ وہ بچا سکیں گے جن کو انھوں نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز۔ نہ لات
کام آئے گا، نہ منات و عزّیٰ، نہ ہُبل اور نہ اور کوئی وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے
لیے عذاب ہوگا بڑا هٰذَا هُدًى یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم یہ نری ہدایت ہے

الم ذلك الكتب لا ریب فیه ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لیے۔'' ماننے والوں کے لیے ہدایت ہے، دوسروں کے لیے کچھ بھی نہیں ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اور وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات کا لَهُمْ عَذَابٌ ان کے لیے عذاب ہے، سزا ہے مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ بڑی سخت دردناک۔ رجز کا معنی ہے سیئ العذاب سخت عذاب، شدید عذاب۔ الیم کا معنی دردناک۔ آج دنیا کی آگ میں کوئی انگلی داخل نہیں کر سکتا اور وہ آگ تو اس سے انہتر گنا تیز ہے اور سر سے پاؤں تک سارا عذاب میں مبتلا ہوگا وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ''اور وہ اس میں چیخیں ماریں گے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ [ہود:۱۰٦] '' ان کے لیے گدھے کی آوازیں ہوں گی۔'' کوئی ان کی شنید نہیں ہوگی۔ جنھوں نے رب تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا، قرآن سنا نہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں سے بنائے جنھوں نے قرآن کریم کو سمجھا اور اپنا عقیدہ اور عمل قرآن کے مطابق بنایا۔
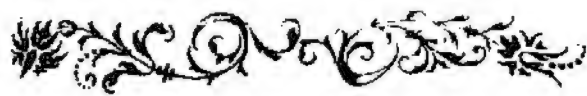
اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾

اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے سَخَّرَ لَكُمُ جس نے مسخر کیا تمہارے لیے الْبَحْرَ سمندر کو لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ تاکہ چلیں کشتیاں اس میں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم سے وَلِتَبْتَغُوْا اور تاکہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهٖ اس کے فضل سے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر ادا کرو وَسَخَّرَ لَكُمْ اور تابع کیا تمہارے لیے مَّا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے جَمِیْعًا مِّنْهُ سب اسی کی طرف سے ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں

ہیں لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو فکر کرتی ہے قُلْ آپ کہہ دیں لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں یَغْفِرُوْا وہ درگزر کریں لِلَّذِیْنَ ان لوگوں سے لَا یَرْجُوْنَ جو نہیں امید رکھتے اَیَّامَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے دنوں کی لِیَجْزِیَ قَوْمًا تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ اس قوم کو بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ اس چیز کا جو وہ کماتے ہیں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے اچھا عمل کیا فَلِنَفْسِہٖ پس اپنے نفس کے لیے ہوگا وَمَنْ اَسَآءَ اور جس نے برائی کی فَعَلَیْہَا پس اس کے نفس پر پڑے گی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اور البتہ تحقیق دی ہم نے بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کو الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ کتاب اور حکم وَالنُّبُوَّۃَ اور نبوت دی وَرَزَقْنٰہُمْ اور رزق دیا ان کو مِّنَ الطَّیِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں سے وَفَضَّلْنٰہُمْ اور ہم نے ان کو فضیلت دی عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جہان والوں پر وَاٰتَیْنٰہُمْ اور ہم نے دی ان کو بَیِّنٰتٍ واضح چیزیں مِّنَ الْاَمْرِ دین کی فَمَا اخْتَلَفُوْٓا پس نہیں اختلاف کیا انھوں نے اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا مگر بعد اس کے جَآءَہُمُ الْعِلْمُ کہ آ گیا علم ان کے پاس بَغْیًۢا بَیْنَہُمْ آپس میں سرکشی کرتے ہوئے اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ بَیْنَہُمْ بے شک آپ کا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن فِیْمَا ان چیزوں میں کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کے لیے مختلف طریقے اختیار فرمائے ہیں۔ کسی مقام پر اپنی نعمتوں کا ذکر فرما کر سمجھایا کہ دیکھو! ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی ناشکری کرو تو کتنی ظلم کی بات ہے۔ اور کسی مقام پر اپنی گرفت اُور عذاب کا ذکر فرمایا کہ دیکھو فلاں فلاں قوم نے نافرمانی کی اپنے رب کے احکام کی خلاف ورزی کی تو ان کو پکڑا، گرفت کی اُسی مقام پر۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں طریقے اختیار فرمائے ہیں۔

پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ جس نے مسخر کیا، تابع کیا تمہارے لیے سمندر کو لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ تاکہ چلیں کشتیاں اس میں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو تمہارے تابع کیا یعنی تمہارے کام میں لگا دیا تمھیں کشتیاں بنانے کا طریقہ سکھایا اور چلانے کا۔ سمندر میں کشتیاں چلتی ہیں اِدھر کا سامان اُدھر اور اُدھر کا اِدھر لاتے ہو وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو، اللہ تعالیٰ کے رزق کو تلاش کرو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا۔ کشتی کنارے لگے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ غرق ہونے سے بچ گئے ہیں۔ سامان بیچنے اور خریدنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا ہے نعمتیں عطا فرمائی ہیں وَسَخَّرَ لَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے تابع کیا تمہارے لیے مَّا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ چاند، سورج، ستارے تمہارے کام میں لگا دیئے ہیں وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی تمہارے تابع کر دیا ہے۔ خود زمین تمہارے تابع کی کہ اس میں کاشت کرو، مکان بناؤ، زمین میں پہاڑ ہیں، درخت ہیں، دریا ہیں، یہ سب تمہارے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ رب تعالیٰ کی ان نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے

ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو جَمِیۡعًا مِّنۡہُ سب اسی کی طرف سے ہیں، اس کی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ اس کے سوا کسی کا ان پر کوئی اختیار نہیں ہے رب تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے۔ آسمانوں کی بلندی کو دیکھو، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھو، درخت، پہاڑ، دریا، فصلوں کو دیکھو۔ ہر چیز میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آئے گی۔

کفارِ مکہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر ظلم :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ میں تبلیغ شروع کی تو کافروں نے بے حد سختیاں شروع کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمزور ساتھیوں پر۔ جیسے بلال رضی اللہ عنہ، خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوفکیہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا۔ ابوجہل نے ان کو برچھی مار کر شہید کر دیا۔ عورتوں میں اول شہیدہ فی الاسلام ہیں۔ اور مردوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے لڑکے حارث بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ پہلے شہید ہیں۔ کافروں نے مکہ مکرمہ کی ایک گلی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر کر زیادتی کی۔ ان کو پتا چلا تو دوڑ کر آپ کی مدد کے لیے آئے۔ تو کافروں نے کہا کہ پہلے اس تیز آدمی کی خبر لو اور ان کو شہید کر دیا۔ کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کہتے تھے سٰحِرٌ کَذَّابٌ "تو جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے"، معاذ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ ابھی ان کی ساری باتیں برداشت کرنا ہیں۔ نہ گالیوں کا جواب دینا ہے، نہ مار کا جواب دینا ہے۔ ابتدائی دور میں مسلمانوں کو حکم تھا کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ "اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔" پھر جب اللہ

تعالیٰ نے مسلمانوں کو قوت عطا فرمائی تو حکم دیا کہ اپنا دفاع کرو۔ یہ پہلے کا حکم ہے۔

فرمایا قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا آپ کہہ دیں ان لوگوں کو جو مومن ہیں۔ کیا کہنا ہے يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ وہ درگزر کریں ان لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے دنوں کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے آنے والے جو دن ہیں ان کی امید نہیں رکھتے۔ تم ان سے درگزر کرو لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ تاکہ خود اللہ تعالیٰ بدلہ دے اس قوم کو اس چیز کا جو وہ کماتے تھے۔ تم ان کی گرفت نہ کرو، ہاں! حق بیان کرو اور مسئلہ یاد رکھنا! غلط بات کا معقول طریقے سے رد کرنا فرض کفایہ ہے۔ احسن طریقے کے ساتھ حق کی بات کو بیان کرنا، نرمی اور شفقت کے ساتھ۔ وہ گالیاں دیتا رہے تم سنتے رہو، وہ سختی پر اتر آئے تم نرمی کرو۔ لیکن اگر غلط بات کرے تو اس کا جواب دو۔ کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے۔ اگر مسلمانوں میں سے ایک نے رد کر دیا تو سارے گناہ سے بچ گئے اور اگر کسی نے بھی رد نہ کیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔ اسی لیے باطل کا رد کرنا بہت ضروری ہے مگر جھگڑا فساد نہیں کرنا۔ احسن طریقے سے جواب دینا ہے جیسے قرآن کریم نے سبق دیا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ [النحل:۱۲۵] ''اور جھگڑا کریں ان کے ساتھ اس بات کے ساتھ جو بہتر ہو تاکہ مزید بدمزگی نہ ہو۔''

ڈاڑھی کا مسئلہ :

نارمل سکول جو اب کالج بن گیا ہے اس میں میں نے چالیس سال درس دیا ہے۔ اب چلنے پھرنے سے رہ گیا ہوں نہیں جا سکتا۔ کلاسوں کی تعداد کافی ہوتی تھی۔ پرنسپل اور پروفیسر حضرات بھی بیٹھتے تھے۔ ایک دن میں نے ڈاڑھی کا مسئلہ بیان کیا کہ اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اس کو سنت سمجھتے ہیں۔ ڈاڑھی سنت نہیں واجب ہے اور واجب فرض کی

طرح حکم کی ایک قسم ہے۔ میں نے احادیث کے کچھ حوالے بھی دیئے اور بزرگوں کے اقوال بھی پیش کیے۔ ایک صاحب کھڑے ہو کر جھگڑنے لگے۔ اس نے کہا کہ مولانا صاحب آپ ڈاڑھی پر اتنا زور دیتے ہیں یہ تو فطرت کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ فطرت کے خلاف کیسے ہے؟ تو کہنے لگا کہ اگر فطرت کے مطابق ہوتی تو جب بچہ پیدا ہوتا تو ڈاڑھی کے ساتھ پیدا ہوتا۔ میں نے اس کو اس انداز میں جواب دیا کہ اگر فطرت کا یہ معنی ہے تو پھر آپ اپنے سارے دانت نکال دیں۔ کیوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے منہ میں دانت نہیں ہوتے یہ تو نے دانت فطرت کے خلاف کیوں رکھے ہوئے ہیں؟ یہ تو نے کپڑے خلاف فطرت کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے بدن پر کوئی سوٹ بوٹ نہیں ہوتا ننگے پھرو۔ میں نے کہا کہ تمہارا بولنا بھی فطرت کے خلاف ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو رو، رو کرتا ہے۔ اب تم رُوں رُو کرو تا کہ کوئی نہ سمجھے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ جو تو نے فطرت کا معنٰی بیان کیا ہے یہ چلنا پھرنا بھی خلاف فطرت ہے، کھانا پینا بھی خلاف فطرت ہے (حضرت تو پھر بُرے کو گھر پہنچا کے آتے تھے۔ بلوچ) اس کو کہتے ہیں جدال بالتی ھی احسن۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے عمل کیا اچھا فَلِنَفْسِهٖ پس اپنے نفس کے لیے کیا ہے وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا اور جس نے برا عمل کیا پس اس کے نفس پر پڑے گا۔ نیکی کا فائدہ اپنے آپ کو ہے، برائی کا نقصان اپنے آپ کو ہوتا ہے ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یہ یقین رکھو کہ قیامت ہے اور دور بھی نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے، دوزخ بھی سامنے، ثواب بھی نظر آئے گا، عذاب بھی نظر آئے گا۔

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ ''جو مرا تحقیق اس کی قیامت قائم ہوگئی۔'' یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ آگے نعمتوں کی ناقدری کرنے والوں کا ذکر ہے۔

بنی اسرائیل کا تعارف :

فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکم اور بادشاہی۔ اسرائیل سریانی یا عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنیٰ ہے اللہ کا بندہ۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بارہ بیٹے عطا فرمائے تھے۔ ایک یوسف علیہ السلام اور گیارہ اور تھے۔ لڑکی کوئی نہیں تھی۔ ان کی آگے جو نسل چلی وہ بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتابیں دیں۔ پہلی کتاب تورات موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ موسیٰ علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے پڑپوتے ہیں۔ موسیٰ بن عمران بن فہر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ قرآن کریم کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں تورات بڑی جامع، مانع کتاب ہے۔ دوسری کتاب زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو دی اور تیسری مشہور کتاب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی۔

تو فرمایا ہم نے ان کو کتاب دی اور حکم، بادشاہی بھی دی۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ جیسے یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور وہ بھی تھے جو بادشاہ تھے نبی نہیں تھے جیسے طالوت رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کا ذکر دوسرے پارے کے آخر میں آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کتابیں بھی دیں اور بادشاہی بھی دی وَالنُّبُوَّةَ اور نبوت دی۔ ان میں نبی بھی ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کم وبیش چار ہزار پیغمبر ان میں آئے ہیں۔ کسی قوم میں ایک نبی

آئے تو اس کا سر بلند ہو جاتا ہے ان میں تو اللہ تعالیٰ نے چار ہزار پیغمبر بھیجے وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور ہم نے ان کو رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے ساتھ وادی تیہ میں جس کو آج کل کے جغرافیہ میں وادی سینائی کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی چھتیس (۳۶) میل اور چوڑائی چوبیس (۲۴) میل ہے۔ سطح سمندر سے تقریباً چار پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ جب وادی تیہ میں پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عمالقہ قوم کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ اس وقت شام عراق ایک ہی ہوتا تھا۔ اردن اور لبنان بھی شام کا حصہ تھے، مغربی قوتوں نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ایسا ذہن بگاڑ دیا ہے کہ کافروں کے ساتھ تو مل سکتے ہیں آپس میں نہیں مل سکتے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس کے ساتھ ان کا جوڑ ہو جائے گا، روس کے ساتھ ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملیں گے۔ یہ ساری خباثت یورپ کی ہے جنھوں نے مسلمانوں کے ذہن بگاڑ دیئے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حملہ کرو اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہاں تو بڑے تن آور لوگ ہیں ہم تو ان کے ساتھ نہیں لڑ سکتے آپ جائیں اور آپ کا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس ان پر چالیس سال کے لیے حرام کر دی۔ تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں وادی تیہ میں کیا کھائیں گے اور کیا پئیں گے نہ وہاں کوئی بڑا سایہ دار درخت، نہ مکان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے پینے کے لیے من و سلویٰ کا انتظام کیا اور سائے کے لیے بادل بھیجے، پینے کے لیے بارہ چشمے جاری کر دیئے۔

تو فرمایا ہم نے ان کو رزق دیا پاکیزہ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے ان کو فضیلت دی جہان کے لوگوں پر۔ اس وقت جو قومیں تھیں ان پر ان کو برتری حاصل تھی وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ اور دیں ہم نے ان کو واضح چیزیں۔ دین کے معاملے میں

واضح دلیلیں دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر معجزات صادر فرمائے۔ دوسرے پیغمبروں کو معجزات عطا کیے فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ پس نہیں اختلاف کیا انھوں نے مگر بعد اس کے کہ آگیا ان کے پاس علم۔ یہودی اس وقت بھی بڑے صاحب علم تھے مگر ضدی تھے۔ یہودی دنیا کی ذہین اور ضدی قوموں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی ذہانت ہے کہ تمام عالم پر چھائے ہوئے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، روس وغیرہ ان کے سامنے مغلوب ہیں۔ بڑے بڑے طاقت ور ملکوں کو انھوں نے پریشان کیا ہوا ہے۔

میں افریقہ کے سفر میں تھا تو وہاں کے لوگوں نے مجھے بتلایا کہ یہاں یہودیوں کے سونے اور تانبے کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ اور یہ بھی بتلایا کہ یہاں یہودیوں نے ایک خفیہ اجتماع کیا ہے مسلمانوں کے خلاف کہ مسلمان روز بہ روز دنیا میں بڑھتے جا رہے ہیں اور اسلام اسلام کرتے پھرتے ہیں ان کے متعلق سوچو۔ وہاں انھوں نے کوئی سازش تیار کی پھر معلوم نہیں کیا ہوا۔ انھوں نے ساری دنیا کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان صحیح معنیٰ میں مسلمان نہیں رہے۔ اگر یہ صحیح معنیٰ میں مسلمان ہوں تو کسی چیز کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ [سورۃ آل عمران] ''اور تم بلند ہو غلبہ تمہارا ہوگا بشرطیکہ تم مومن ہو۔''

تو فرمایا پس نہیں اختلاف کیا انھوں نے مگر اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس علم بَغْيًا بَيْنَهُمْ آپس میں سرکشی کرتے ہوئے۔ حق والوں پر انھوں نے ظلم کیے، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بے شک آپ کا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان

چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے۔ حقیقی فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائیں گے۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ "بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر۔" اور مختلف قسم کے ان پر عذاب نازل ہوئے لیکن حقیقی فیصلہ قیامت والے دن ہوگا۔
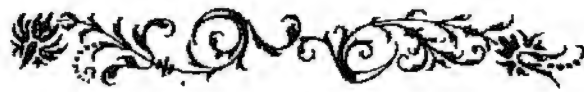
ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۱۸/۲ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ پھر ٹھہرایا ہم نے آپ کو عَلٰى شَرِيْعَةٍ ایک شریعت پر مِّنَ الْاَمْرِ دین کے معاملہ میں فَاتَّبِعْهَا پس آپ اس کی پیروی کریں وَلَا تَتَّبِعْ اور آپ نہ پیروی کریں اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ ان لوگوں کی خواہشات کی لَا يَعْلَمُوْنَ جو نہیں جانتے اِنَّهُمْ بے شک وہ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ وہ ہرگز کفایت نہیں کریں گے آپ کو مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی شے کی وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ اور بے شک ظالم بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ بعض بعض کے رفیق ہیں وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ رفیق ہیں متقیوں کے هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ یہ بصیرت کی باتیں ہیں لوگوں کے لیے وَهُدًى اور

ہدایت ہے وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہے لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو یقین کرنے والی ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ جو کماتے ہیں برائیاں اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کہ ہم کر دیں ان کو كَالَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرح اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کرتے ہیں اچھے سَوَآءً برابر ہوگی مَّحْيَاهُمْ ان کی زندگی وَ مَمَاتُهُمْ اور ان کی موت سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں وَخَلَقَ اللّٰهُ اور پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے السَّمٰوٰتِ آسمان وَالْاَرْضَ اور زمین بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو بِمَا كَسَبَتْ جو اس نے کمائی کی ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا اَفَرَءَيْتَ مَنِ کیا پس آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ بنالیا ہے معبود اپنی خواہش کو وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کیا ہے عَلٰى عِلْمٍ علم پر وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ اور مہر لگا دی اس کے کانوں پر وَقَلْبِهٖ اور اس کے دل پر وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ اور ڈال دیا اس کی آنکھوں پر غِشٰوَةً پردہ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ پس کون ہدایت دے گا اس کو مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سوا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق میں تم نے پڑھا اور سنا کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے کتابیں دیں، حکومت اور نبوت عطا فرمائی اور روزی کے لیے پاکیزہ چیزوں کا بندوبست کیا۔ اُس زمانے کے لوگوں پر فضیلت بخشی، کھلی نشانیاں عطا فرمائیں لیکن اس کے باوجود انھوں نے علم آجانے کے بعد آپس میں اختلاف کیا اور فرقہ بندی میں مبتلا ہو گئے اور ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے نبی آخر الزمان کی نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ وہ تو دین پر قائم نہ رہ سکے ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ پھر ٹھہرایا ہم نے آپ کو ایک شریعت پر دین کے معاملہ میں فَاتَّبِعْهَا پس آپ اس کی پیروی کریں اور کفار اور مشرکین اور اہل کتاب کے تعصب اور عناد کی پروانہ کریں اور ان کی خواہش پر اپنے دین حق کی تبلیغ میں ڈھیلے نہ پڑ جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور آپ نہ پیروی کریں ان لوگوں کی خواہشات کی جن کو کچھ علم نہیں ہے۔ وہ جاہل اور نادان لوگ ہیں۔ ان کے کہنے میں بالکل نہیں آنا۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نبی اس آخری شریعت کا پابند ہے تو پھر امت تو بطریق اولیٰ پابند ہے اور کوئی بھی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ پھر شریعت کی پابندی میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ اس کو ترقی ملتی ہے، درجات بلند ہوتے ہیں اور آخرت میں نجات حاصل ہوتی ہے۔

تو فرمایا کہ ہم نے آپ کو ایک شریعت پر مقرر کیا ہے آپ اسی کا اتباع کریں اور بے علم لوگوں کی خواہشات پر نہ چلیں کیونکہ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا بے

شک وہ ہرگز کفایت نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کچھ بھی وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی کام نہیں دے سکتے اگر آپ نے ان کی طرف جھکاؤ کر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکیں گے وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ اور بے شک ظالم لوگ ایک دوسرے کے حامی اور رفیق ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا حامی و ناصر، رفیق اور کارساز ہوتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ فرمایا هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ یہ بصیرت کی باتیں ہیں لوگوں کے لیے یعنی توحید کے دلائل، قرآن کریم کی حقانیت اور شریعت کا اتباع لوگوں کے لیے بصیرت ہیں۔ بصیرت دل کی روشنی کو کہتے ہیں وَهُدًى اور ہدایت ہیں انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی راہ نمائی کرتی ہیں وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہیں۔ جو آدمی صحیح عقیدہ اختیار کرے گا اور اچھے عمل کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی۔

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۶ میں ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ’’بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں کے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے ہر وقت شامل حال ہوتی ہے۔ فرمایا یہ سب کچھ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو یقین کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ کی توحید پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اور قیامت پر کہ ایک وقت پر ہر چیز نے فنا ہونا ہے اور پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ کیونکہ اگر قیامت قائم نہ ہو تو نیک اور بد کا کوئی امتیاز نہ رہے حالانکہ نیک اور بد برابر نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ کیا گمان کرتے

ہیں وہ لوگ جو کماتے ہیں برائیاں اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کہ ہم کردیں گے ان کو كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں اچھے۔ کیا برائیاں کرنے والے لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح کردیں گے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے۔ ایک آدمی ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تکالیف برداشت کرتا ہے۔ دوسرا آدمی ایمان سے خالی برائیوں میں پڑ کر عیش و عشرت کی زندگی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ اور فرمایا کہ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ کہ ان کی زندگی اور موت بھی برابر ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں! سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہے۔ ہرگز برابر نہیں ہو سکتیں۔ اگر نیک اور بد برابر ہو جائیں تو پھر اندھیر نگری بن جائے گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے عقائد اور اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔ ایک آدمی کا عقیدہ قرآن و سنت کے مطابق ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتا ہے، حلال حرام کی تمیز کرتا ہے۔ اور دوسرا آدمی ہے کہ اس کا عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف اور کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ وہ جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اور گناہوں میں زندگی گزارتا ہے۔ یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ مومن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جگہ دے گا اور کافر و مشرک جہنم میں سڑے گا یہ دونوں کسی صورت بھی برابر نہیں ہو سکتے، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور قدرت کی دلیل بیان فرماتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ ان کو اپنی خاص حکمت اور مصلحت کے تحت پیدا کیا ہے اور ان کو پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہے۔ دنیا میں کوئی چھوٹا سا کمرہ بھی بغیر مقصد کے

نہیں بناتا تو کیا اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اور زمینیں بے مقصد بنائی ہیں؟ ہر گز نہیں!

سورت ص آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً ''اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے کار ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ کافروں کا گمان ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ زمین و آسمان کی پیدائش کا کوئی مقصد نہیں ہے۔'' بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کہ اے انسان! تو ان میں رہ کر آخرت کے امتحان کی تیاری کر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی صورت میں نصاب دیا، پیغمبر کو معلم بنا کر بھیجا جس طرح کا عمل کرو گے آگے نتیجہ آنے والا ہے۔

فرمایا وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو اس چیز کا جو اس نے کمائی ہے۔ دنیا میں تو نہ نیک کو پورا نیکی کا بدلہ ملا ہے اور نہ ہر بُرے کو برائی کی صحیح سزا ملی ہے۔ بلکہ کتنے مجرم ہیں جو دنیا میں سزا سے بچ جاتے ہیں مگر وہاں ایسا نہیں ہوگا اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا [سورۃ النباء: پارہ ۳۰] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے حتمی فیصلے کا دن مقرر کیا ہے۔'' كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ [المدثر: ۳۸] ''ہر شخص اپنی کمائی میں پھنسا ہوا ہے، اپنے عمل میں گروی ہے۔'' تو فرمایا تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو جو اس نے کمائی کی ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا، کسی پر زیادتی نہیں کی جائے گی بلکہ پورا پورا بدلہ ملے گا۔ کامیاب وہی ہوں گے جو خواہشات کو چھوڑ کر خدا رسول کے احکام کی پابندی کریں گے۔ اور جو خدا رسول کے مقابلے میں خواہشات کی پیروی کریں گے وہ ناکام ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کیا پس آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے بنا لیا ہے معبود اپنی خواہش کو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پوری

زندگی کے لیے قرآن پاک کی صورت میں اور سنت کی صورت میں دستور دیا ہے کہ اس کے مطابق زندگی بسر کرے۔ جو آدمی قرآن وسنت کو چھوڑ کر رسومات و بدعات اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے اس نے اپنی خواہشات کو معبود بنالیا ہے معبود وہی ہوتا ہے جس کی مکمل اطاعت کی جائے۔ تو جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور احکام دین کی اطاعت کے بجائے خواہشات کے پیچھے چلتا ہے تو اس نے اپنی خواہش کو معبود بنایا ہوا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کیا ہے علم پر یعنی وہ جانتا ہے کہ وہ ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ دیدہ ودانستہ خواہشات کی پیروی کر رہا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کر دیا وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ اور مہر لگا دی اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

سورۃ النساء میں یہودیوں کے متعلق فرمایا کہ ان کی عہد شکنی، اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار، انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ان کے دل بند ہو چکے ہیں۔ فرمایا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ [النساء:۱۵۵] ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر مہر لگا دی ان کے کفر کی وجہ سے۔'' زبردستی اللہ تعالیٰ ہدایت کسی کو نہیں دیتے۔ جو طالب ہو اس کو دیتے ہیں۔ تو جب اس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا اور اللہ تعالیٰ کو معبود خالص ماننے کے لیے تیار نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ہدایت کے دروازے بند کر دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ [النساء:۱۱۵] ''ہم پھیر دیتے ہیں جدھر وہ جانا چاہتا ہے اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔''

تو فرمایا اور مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے اس کے کانوں پر اور اس کے قلب پر اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ پس کون اس کو ہدایت دے گا اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کے بعد اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ایسے بدنصیب آدمی کی حالت میں غور نہیں کرتے کہ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی استعداد ہی کو خراب کر دے اور ہمیشہ کے لیے رب تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائیں۔
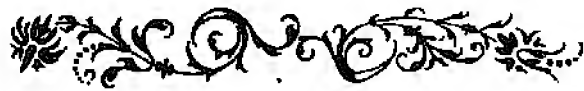
وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ هَٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿٣٠﴾

وَقَالُوا اور کہا ان لوگوں نے مَاهِيَ نہیں ہے یہ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مگر ہماری دنیا کی زندگی نَمُوتُ وَنَحْيَا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں وَمَا يُهْلِكُنَا اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں اِلَّا الدَّهْرُ مگر زمانہ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اور نہیں ہے ان کو اس کا کچھ علم اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ صاف صاف مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ نہیں ہوتی

ان کی دلیل اِلَّآ اَنۡ قَالُوا مگر یہ کہ وہ کہتے ہیں ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَآ لاؤ ہمارے آباؤاجداد کو اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم سچے قُلِ آپ کہہ دیں اللّٰهُ يُحۡيِيۡكُمۡ اللہ تعالیٰ ہی تمھیں زندہ کرتا ہے ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ پھر وہ تم کو موت دیتا ہے ثُمَّ يَجۡمَعُكُمۡ پھر وہ تم کو جمع کرے گا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ قیامت والے دن کی طرف لَا رَيۡبَ فِيۡهِ جس میں کوئی شک نہیں ہے وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وَلِلّٰهِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ ملک آسمانوں کا وَالۡاَرۡضِ اور زمین کا وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی يَوۡمَئِذٍ اس دن يَّخۡسَرُ الۡمُبۡطِلُوۡنَ نقصان اٹھائیں گے باطل پر چلنے والے وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو جَاثِيَةً گھٹنوں کے بل بیٹھنے والا كُلُّ اُمَّةٍ ہر گروہ کو تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا بلایا جائے گا اس کے اعمال نامہ کی طرف اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ اس دن تم کو بدلہ دیا جائے گا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ اس چیز کا جو تم کرتے تھے هٰذَا كِتٰبُنَا یہ ہماری کتاب ہے يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَـقِّ جو بولتی ہے تمہارے اوپر حق کے ساتھ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ بے شک ہم لکھواتے تھے مَا اس چیز کو كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ جو تم کرتے تھے فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے فَيُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ پس داخل کرے گا ان کو ان کا رب فِىۡ رَحۡمَتِهٖ اپنی

رحمت میں ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ یہی ہے وہ کامیابی کھلی۔

کافروں کے مختلف گروہ تھے۔ بعض قیامت کے قائل تھے وہ کہتے تھے کہ قیامت آئے گی اور بعض قیامت کے قائل نہیں تھے اور کہتے تھے کہ قیامت کوئی چیز نہیں ہے۔ انھی لوگوں کا ذکر ہے وَقَالُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو قیامت کے قائل نہیں تھے۔ کہتے تھے قیامت نہیں آئے گی۔ کیا کہا مَاهِيَ نہیں ہے یہ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مگر ہماری دنیا کی زندگی نَمُوْتُ وَنَحْيَا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور کوئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ بڑے زوردار الفاظ میں کہتے تھے وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ [المومنون:۳۷] ''اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' اور تعجب کرتے ہوئے کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ [سورۃ ق:۳] ''کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا تو بہت بعید ہے۔'' اور یہ بھی کہتے تھے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ [سورہ یٰسین] ''ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔'' بس یہی دنیا کی زندگی ہے وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ اور ہمیں نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ۔'' بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جو دہریے قسم کے لوگ ہیں جو رب تعالیٰ کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ زمانہ خود بہ خود چل رہا ہے اس کا چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دہر سے مراد موت ہے۔ چونکہ وہ موت کے تو قائل تھے نَمُوْتُ وَنَحْيَا ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔ تو مطلب ہوگا کہ یہی ہم کو ہلاک کرتی ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ دہر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

زمانے کو گالی مت دو :

حدیث پاک میں آتا ہے لَا تَسُبُّوْا الدَّهْرَ فَاِنِّيْ اَنَا الدَّهْرُ ''زمانے کو گالی نہ

دو بُرا نہ کہو میں دہر (زمانہ) ہوں۔" تم زمانے کو گالی دو گے تو میری طرف آئے گی۔ ہاں! زمانے میں رہنے والے لوگوں کی برائی کی بات کرنا علیحدہ چیز ہے کہ اس زمانے کے لوگ بُرے ہیں۔ مثلاً ہود علیہ السلام کے زمانے میں نافرمان قوم پر جب ہوا مسلط کی گئی تو اس کے متعلق آتا ہے فِیْ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ [حم سجدہ:۱۶] "منحوس دنوں میں ان پر عذاب آیا۔" حالانکہ ذاتی طور پر دنوں میں کوئی نحوست نہیں ہے۔ اگر ذاتی طور پر نحوست ہوتی تو ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھی کیسے بچتے؟ نحوست تو ان لوگوں کے کفر و شرک کی وجہ سے تھی۔ تو یہ کہنا کہ زمانے کے لوگ خراب ہیں صحیح ہے اور براہِ راست زمانے کو بُرا کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف برائی کی نسبت ہوتی ہے۔

تو کہتے تھے کہ ہمیں نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اور نہیں ہے ان کو اس کا کچھ علم۔ یہ ویسے صدری نسخے ہیں۔ زمانہ کس کے قبضے میں ہے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ نہیں ہیں وہ مگر گمان کی باتیں کرتے، اٹکل کی باتیں کرتے ہیں، دلیل کوئی نہیں ہے۔ فرمایا وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری آیتیں صاف صاف جن میں قیامت کا ذکر ہے تو کیا کہتے ہیں؟ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا نہیں ہوتی ان کی حجت، دلیل مگر یہ کہ وہ کہتے ہیں ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ لے آؤ ہمارے باپ دادا کو جو مر چکے ہیں زندہ کر کے ہمارے سامنے۔ اگر قیامت ہے تو ہم دیکھ لیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔ آؤ ہمارے ساتھ ہم تمھیں دکھاتے ہیں کہ یہ ہمارے باپ کی قبر ہے، یہ ہمارے دادا کی قبر ہے ان کو زندہ کر کے دکھاؤ تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ کل قیامت آئے گی اور اگر تم اس طرح نہیں کر سکتے تو ہم قیامت کو کیسے مان لیں؟

اس کے جواب میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں قُلِ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کو کہہ دیں مارنا اور زندہ کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ اللہ تعالیٰ ہی تم کو زندہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ہی تم کو مارے گا۔ موت وحیات ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم تمہارے باپ دادوں کو زندہ کر کے تمہارے سامنے لا کر کھڑا کر دیں۔ زندہ کرنا، مارنا رب تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم سے یہ مطالبہ بے جا ہے موت وحیات رب تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے پھر وہی تمھیں مارے گا ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پھر وہ تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن کی طرف۔ سن لو! لَا رَيْبَ فِيْهِ جس قیامت کے دن میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے تم تسلیم کرو یا نہ کرو قیامت آ کر رہے گی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ویسے ہی شوشے چھوڑتے ہیں اور لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہو، اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بھی قائل ہو۔ کیونکہ اس بات کا انکار کافر ومشرک نہیں کرتے تھے کہ ان سے جب پوچھا جاتا تھا کہ تمھیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہتے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ "اس سارے نظام کو چلانے والا کون ہے۔" کہتے اللہ تعالیٰ ہی چلاتا ہے۔ جب تم یہ ساری چیزیں تسلیم کرتے ہو تو قیامت کے انکار کا کیا معنیٰ ہے کہ ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ جو تمھیں مارتا جلاتا ہے وہی دوبارہ بھی زندہ کرے گا۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے ہر چیز پر تصرف بھی اسی کا ہے اور ملک بھی اسی کا ہے اسی رب تعالیٰ کا ہم تمھیں حوالہ دیتے ہیں کہ وہی تمھیں جمع کرے گا وَيَوْمَ تَقُوْمُ

السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی یَوْمَئِذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ اس دن نقصان اٹھائیں گے باطل پر چلنے والے۔ اس دن باطل پرستوں کے طوطے اڑ جائیں گے۔ پھر افسوس کریں گے اور کہیں گے یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ [الزمر:۵٦] ''ہائے افسوس اس چیز پر جو میں نے کوتاہی کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔'' اور کبھی کہیں گے اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا [الاحزاب:٦٧] ''بے شک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی پس انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا سیدھے راستے سے۔'' مذہبی پیشواؤں نے ہمیں گمراہ کیا، سیاسی پیشواؤں نے ہمیں گمراہ کیا ان کو سزا دے ڈبل اور ان پر لعنت بھیج۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم سب کو سزا ہوگی ڈبل۔

تو فرمایا اس دن نقصان اٹھائیں گے باطل پر چلنے والے وَتَرٰی کُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو کہ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے ہوں گے جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں۔ یہ حالت بڑے ادب کے ساتھ بیٹھنے کی ہے اور جاثیہ کا معنیٰ مُجْتَمِعَةٌ بھی کرتے ہیں کہ دیکھیں گے آپ ہر گروہ کو اکٹھے۔ یہودیوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے گا، عیسائیوں کو دوسری جگہ اکٹھا کیا جائے گا، ہندوؤں کو تیسری جگہ اکٹھا کیا جائے گا۔ اسی طرح اعمال کے اعتبار سے بھی الگ الگ گروہ ہوں گے۔ زانیوں کا الگ گروہ، چوروں کا الگ گروہ، ڈاکوؤں کا الگ گروہ، جوئے بازوں کا الگ گروہ، دھوکے بازوں کا الگ گروہ۔ سورۃ الزمر آیت نمبر ۷۱ پارہ ۲۴ میں ہے وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا ''اور چلائے جائیں گے کافر لوگ جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔'' تو فرمایا آپ ان کو دیکھیں گے گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے۔ یا معنیٰ ہوگا آپ ان کو دیکھیں گے

اکٹھے ہوں گے کُلُّ اُمَّۃٍ تُدۡعٰۤی اِلٰی کِتٰبِھَا ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے اعمال نامہ کی طرف۔ پیدائش سے لے کر وفات تک کا سارا ریکارڈ ساتھ ہوگا عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ [سورۃ ق] ''ایک فرشتہ دائیں بیٹھا ہے اور ایک فرشتہ بائیں بیٹھا ہے۔'' دائیں طرف والا نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا برائیاں لکھتا ہے کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ [سورہ انفطار: پارہ ۳۰] ''وہ باعزت لکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔'' فعل بھی لکھتے ہیں قول بھی لکھتے ہیں۔ آنکھوں کے اشارے تک لکھتے ہیں۔ جس وقت ریکارڈ سامنے آئے گا پھر کہیں گے یٰوَیۡلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الۡکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَۃً وَّ لَا کَبِیۡرَۃً اِلَّاۤ اَحۡصٰھَا [الکھف: ۴۹] ''افسوس ہمارے لیے کیا ہے اس کتاب کو کہ یہ نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو مگر اس نے اس کو سنبھال رکھا ہے۔'' سب کچھ اس میں درج ہے ہمارے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ چیزیں بھی درج ہوں گی۔ حکم ہوگا اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ ؕ کَفٰی بِنَفۡسِکَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡکَ حَسِیۡبًا [بنی اسرائیل: ۱۴] ''پڑھ اپنی کتاب کافی ہے تیرا نفس آج کے دن تجھ پر محاسبہ کرنے والا۔'' قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اتنی استطاعت عطا فرمائیں گے کہ وہ اپنی کتاب خود پڑھے۔ جب پڑھنا شروع کرے گا۔ چند ورق پڑھے گا۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے ذرا ٹھہر جا ھَلۡ ظَلَمَکَ کَتَبَتِیۡ ''کیا میرے فرشتوں نے تجھ پر کوئی زیادتی تو نہیں کی۔'' کہے گا نہیں میں نے جو کچھ کیا ہے وہ لکھا ہے۔ حکم ہوگا آگے پڑھو چند ورق اور پڑھے گا۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے بتلاؤ میرے فرشتوں نے تجھ پر کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ کہے گا نہیں میں نے جو کچھ کیا ہے وہی کچھ لکھا ہے۔ تو بندہ اپنے اعمال نامہ کو خود پڑھے گا۔ آج دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے حافظے کمزور ہیں۔ قیامت والے دن حافظہ قوی کر دیا جائے

گا۔سب کچھ یاد آجائے گا۔

تو فرمایا ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے اعمال نامہ کی طرف۔ ہر ایک کا رول نمبر ہو گا۔ پھر مومنوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور دوسروں کو بائیں ہاتھ میں اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ آج کے دن تمھیں بدلہ دیا جائے گا مَا اس چیز کا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ تم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ یہ ہماری کتاب ہے جس میں تمہارے اعمال ہیں بولتی ہے تمہارے اوپر حق کے مطابق۔ اس میں نرا (سراسر) حق ہی حق ہے۔ قول، فعل اور اشارے میں کوئی زیادتی نہیں ہے بغیر کسی کمی بیشی کے سب کچھ اس میں موجود ہے اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ بے شک ہم لکھواتے تھے مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس چیز کو جو تم کرتے تھے۔ محکمہ کراماً کاتبین کے فرشتے لکھتے تھے۔ دو کی ڈیوٹی دن کی اور دو کی رات کی ہوتی ہے۔ عصر اور فجر کی نماز کے وقت ان کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں۔ نیکیاں لکھنے والا فرشتہ دائیں طرف بیٹھا ہے اور برائیاں لکھنے والا بائیں طرف مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ [سورہ ق: پارہ ۲۶] ''نہیں بولتا وہ کوئی لفظ مگر اس کے پاس نگران ہوتا ہے تیار۔'' زبان سے نیکی و بدی کی جو بھی بات نکلی فوراً لکھ لیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل دیکھو کہ نیکی کی بات زبان سے نکلتی ہے یا کوئی فعل ہوتا ہے تو اس کو وہ فوراً لکھ لیتا ہے اگر بری بات کوئی زبان سے نکلتی ہے اور برائیاں لکھنے والا فرشتہ لکھنے کی تیاری کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ حکم دیتا ہے کہ نہ لکھو لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ ''ہو سکتا ہے توبہ کرے۔'' اگر بندہ فوراً توبہ کر لے تو وہ برائی نہیں لکھتا۔ اگر توبہ نہ کرے تو پھر حکم دیتا ہے کہ لکھو کیونکہ دائیں طرف والا فرشتہ افسر ہے بائیں طرف والے کا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تھے تو یہ دعا

پڑھتے تھے سُبحانك اللّٰھم و بحمدك لا الٰه الا انت استغفرك واتوب الیك
فرمایا کہ مجلس میں اگر کوئی کمی کوتاہی ہے تو اس دعا کی برکت سے وہ غلطیاں اور گناہ معاف
ہو جائیں گے اور اگر بندے نے مجلس میں نیکیاں ہی کی ہوں گی تو یہ دعا نیکیوں پر مہر لگ
جائے گی۔

تو فرمایا بے شک ہم لکھواتے ہیں وہ چیز جو تم کرتے ہو فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس
بہ ہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کرتے ہیں اچھے
فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ پس داخل کرے گا ان کو ان کا رب فِيْ رَحْمَتِهٖ اپنی رحمت
میں۔ وہ رحمت کا مقام جنت ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ یہی ہے وہ بڑی کامیابی۔
اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو نصیب فرمائے۔
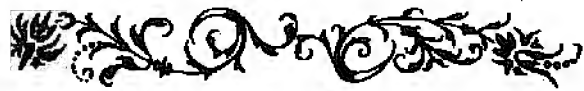
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع ۱۱ / ۲۰

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور بہ ہر حال وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا) اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ کیا پس نہیں تھیں میری آیتیں تُتْلٰى عَلَيْكُمْ پڑھی جاتیں تم پر فَاسْتَكْبَرْتُمْ پس تم نے تکبر کیا وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ اور تھے تم لوگ جرم کرنے والے وَاِذَا قِيْلَ اور جس وقت کہا جاتا ہے اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا اور جو قیامت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے قُلْتُمْ تم کہتے تھے مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا

ہم نہیں خیال کرتے مگر خیال کرنا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ اور نہیں ہیں ہم یقین کرنے والے وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہو جائیں گی ان کے لیے سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا برائیاں جو وہ کرتے تھے وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لے گی ان کو مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ وہ چیز جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے وَقِيْلَ اور کہا جائے گا اَلْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ آج کے دن ہم نے بھلا دیا تم کو كَمَا نَسِيْتُمْ جیسا کہ تم نے بھلا دیا تھا لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اس دن کی ملاقات کو وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور نہیں ہے کوئی تمہاری مدد کرنے والا ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ یہ اس لیے کہ بے شک تم نے اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا بنا لیا تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا کیا ہوا وَ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور دھوکے میں ڈالا تم کو دنیا کی زندگی نے فَالْيَوْمَ پس آج کے دن لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا نہیں نکالے جائیں گے اس دوزخ سے وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے گا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تعریف رَبِّ السَّمٰوٰتِ جو رب ہے آسمانوں کا وَرَبِّ الْاَرْضِ اور زمین کا رب ہے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں کا رب ہے وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ اور اسی کے لیے ہے بڑائی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی ہے غالب حکمت والا۔

ربط آیات :

کل کے سبق کی آخری آیت کریمہ میں تم نے پڑھا کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے اچھے ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی کامیابی ہے بڑی۔ اب دوسری مد کے لوگوں کا ذکر ہے۔

فرمایا وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور بہرحال وہ لوگ جو کافر ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے، رسالت کے اور قیامت کے ان سے پوچھا جائے گا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ کیا پس نہیں تھیں میری آیتیں پڑھی جاتیں تم پر۔ کیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مبلغ تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ تمھیں نیکی کا راستہ نہیں بتلایا تھا؟ کافر لوگ جواب دیں گے قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ''تحقیق آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے والا فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ [سورۃ الملک] ''پس ہم نے جھٹلا دیا اس کو اور ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے کوئی شے نازل نہیں کی۔'' فرمایا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ''نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں۔'' فَاسْتَكْبَرْتُمْ پس تم نے تکبر کیا وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ اور تھے تم مجرم لوگ۔ اب تم اپنے جرم کی سزا ہمیشہ کے لیے بھگتو۔ تم نے تکبر کیا، حق کو ٹھکرایا باطل پر ڈٹے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا قِیْلَ اور جس وقت کہا جاتا تھا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّالسَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے ضرور آئے گی۔ دنیا میں جب تمھیں یہ کہا جاتا تھا رب کا وعدہ سچا ہے قیامت ضرور آئے گی اس میں کوئی شک نہیں ہے قُلْتُمْ تم کہتے تھے مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔ قیامت کیا چیز ہوتی ہے۔ تم نے قیامت کا انکار کیا اور کہا

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ''ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' کل کے سبق میں تم پڑھ چکے ہو انھوں نے کہا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا ''نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔'' کوئی قیامت نہیں ہے اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا ہم نہیں خیال کرتے مگر وہ خیال کرنا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ اور نہیں ہیں ہم یقین کرنے والے کہ قیامت آئے گی۔

عقیدۂ آخرت:

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے قیامت کا عقیدہ بھی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ اپنی صفات اور افعال میں وحدہ لاشریک لہ ہے اور رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول ﷺ تک جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں تمام کے تمام برحق پیغمبر تھے اور اپنی اپنی قوموں کے لیے پیغمبر تھے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور تمام قوموں کے لیے پیغمبر ہیں۔ اسی طرح قیامت پر ایمان کہ ایک دن ساری کائنات فنا ہو جائے گی پھر دوبارہ زندہ ہو کر میدان محشر میں پیشی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ہے، فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ یہ بنیادی عقائد ہیں ان کو تسلیم کیے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

تو مشرکین مکہ کہتے تھے کہ ہم قیامت پر یقین رکھنے والے نہیں ہیں ہم نہیں مانتے وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا اور ظاہر ہو جائیں گی برائیاں جو وہ کرتے تھے۔ بس مرنے کی دیر ہے قیامت شروع ہو جائے گی۔ مرتے وقت ہی فرشتے نظر آتے ہیں ملک الموت اور اس کے پیچھے تقریباً اٹھارہ فرشتے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر نیک ہے تو ملک الموت

روح قبض کر کے ان کے حوالے کر دیتا ہے۔وہ فرشتے خوشبودار جنت کے کفن میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں اور جنت کے ہر دروازے والے فرشتے کہتے ہیں کہ اس کو اس دروازے سے لے کر جاؤ۔سات آسمان طے کر کے ہیڈکوارٹر علیین تک پہنچاتے ہیں نام درج کرانے کے لیے۔اور اگر بد ہے تو جہنم کے بدبودار ٹاٹ میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ [الاعراف: ۴۰] ''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔'' اس کو نیچے پھینک دیا جاتا ہے۔سات زمینوں کے نیچے سجین مقام ہے جو کافروں اور مشرکوں کی روحوں کا ٹھکانا ہے ان کا نام وہاں درج کیا جاتا ہے۔تو مرنے کے ساتھ ہی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔لیکن مرنے کے بعد افسوس کرنا کام نہیں آئے گا نہ توبہ کا موقع ملے گا اور نہ توبہ قبول ہو گی۔کیوں کہ ایمان بالغیب کا اعتبار ہے۔جب سب کچھ سامنے آ گیا تو ایمان بالغیب تو نہ رہا۔

تو فرمایا کہ ظاہر ہو جائیں گی برائیاں جو وہ کرتے تھے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔آج تو کہتے ہیں کہ عجیب ہے کہ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز آگ میں تھوہر اور ضریع کا درخت بھی ہو گا، سانپ اور بچھو بھی ہوں گے اس میں بندے جل کر مریں گے بھی نہیں اور سانپ بچھو جلیں گے بھی نہیں۔آج یہ جن چیزوں کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ساری چیزیں سامنے آ جائیں گی وَقِيْلَ اور کہا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَلْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ آج کے دن ہم تم کو بھلا دیں گے۔رب تعالیٰ تو نسیان سے پاک ہے۔

سورۃ مریم آیت نمبر ۶۴ پارہ ۱۶ میں ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ''اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا۔'' یہاں بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ پروا نہیں کرے گا كَمَا

نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا جیسا کہ تم نے بھلا دیا تھا اس دن کی ملاقات کو۔ جس طرح تم نے اس دن کی پروا نہیں کی رب تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں بھلا دیں گے وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ دوزخ میں جاؤ ہمیشہ کے لیے۔ آج دنیا کی آگ میں کوئی آدمی انگلی نہیں ڈال سکتا اور بخاری شریف اور مسلم شریف کے مطابق جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اور جہنم کا ایک طبقہ دوسرے طبقے سے پناہ مانگتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہنم کے ایک طبقے نے دوسرے طبقے کی شکایت کی کہ اے پروردگار! اس کی حرارت اور تپش نے مجھے جلا دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو سانس لے لے۔ تو یہ جو سخت گرمی ہے یہ جہنم کا ایک سانس ہے اور یہ جو سخت سردی ہوتی ہے یہ بھی جہنم کے ٹھنڈے طبقے کا ایک سانس ہے۔

تو فرمایا تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ اور نہیں ہے کوئی تمہاری مدد کرنے والا۔ دوزخ میں تمہاری کوئی مدد بھی نہیں کر سکے گا ذَٰلِكُمْ بِأَنَّكُمُ یہ اس لیے کہ بے شک تم نے اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا بنایا تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا کیا ہوا۔

کافروں کا قرآنی سورتیں کے ناموں کا مذاق اڑانا:

قرآن کریم کی ایک سورت کا نام بقرہ ہے۔ بقرہ کا معنیٰ ہے گائے اور ایک سورت کا نام نساء ہے نساء کا معنیٰ ہے عورتیں، ایک کا نام مائدہ ہے۔ مائدہ کا معنیٰ ہے دستر خوان۔ ایک کا نام انعام ہے انعام کا معنیٰ ہے مویشی۔ ایک کا نام نحل ہے۔ نحل کا معنیٰ ہے شہد کی مکھیاں۔ ایک کا نام ہے عنکبوت، عنکبوت کا معنیٰ ہے مکڑی۔ تو کافر لوگ آپس میں بیٹھ کر

گپیں مارتے تھے اور اس طرح قرآن کریم کا مذاق اڑاتے تھے۔ایک کہتا بھائی مجھے گائے کے ساتھ پیار ہے لہٰذا بقرہ مجھے دے دو میں اس کا دودھ پیتا رہوں گا۔دوسرا کہتا میں کھانے کا بڑا شوقین ہوں مائدہ مجھے دے دو۔تیسرا کہتا کہ میں عورتوں کا بڑا شوقین ہوں سورۃ النساء میرے حصے میں رہنے دو۔کوئی کہتا کہ میں جانوروں کا بڑا شوقین ہوں انعام میرے پاس رہنے دو۔کوئی کہتا مجھے شہد کی مکھیوں کے ساتھ بڑا پیار ہے لہٰذا نحل میری ہے۔کسی کو کہتے کہ بھئی! تجھے عنکبوت دیں گے۔تو اس طرح قرآن کریم کا مذاق اڑاتے۔

او ظالمو! رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو باتیں بیان کی ہیں وہ تمھیں سمجھانے کے لیے ہیں تم نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے۔تو فرمایا کہ یہ دوزخ میں تمہارا ٹھکانا اس لیے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مذاق کیا ہے وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور دھوکے میں ڈالا تمھیں دنیا کی زندگی نے۔تم نے دنیا کو سمجھا آخرت کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔آج دنیا کا حال یہ ہے کہ ہر چیز کو مادی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ان مغربی قوتوں نے ذہن ایسا بنا دیا ہے کہ ہر چیز کو مادی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اگرچہ سارے ایسے نہیں ہیں الحمدللہ! دین پر چلنے والے بھی موجود ہیں لیکن دین پر چلنے والے اور دین کی کوشش کرنے والے نسبتاً بہت کم ہیں مگر موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ ''میری امت میں سے ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔'' دنیا کی کوئی طاقت ان کو حق سے ہٹا نہیں سکے گی۔''مصیبتیں جھیلیں گے، تکلیفیں برداشت کریں گے حق کو نہیں چھوڑیں گے۔لیکن دنیا کی اکثریت گمراہ ہے۔فرمایا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا پس آج کے دن نہ نکالے جائیں گے اس دوزخ سے وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان کو معافی کا

موقع دیا جائے گا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مجرم کو کہا جاتا ہے کہ معافی مانگ لو، ضمانت دے دو کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرو گے لیکن قیامت والے دن کافروں کو معافی کا موقع نہیں دیا جائے گا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے تعریف رَبِّ السَّمٰوٰتِ جو رب ہے آسمانوں کا وَرَبِّ الْاَرْضِ اور زمین کا رب ہے۔ زمین میں جتنی مخلوق ہے تمام کا رب اللہ تعالیٰ ہے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں کا رب ہے۔ انسان کے جہان کا رب، فرشتوں کے جہان کا رب، جنات اور حیوانات کے جہان کا رب۔ سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر ہم رب کا ہی مفہوم سمجھ لیں تو شرک کے قریب نہیں جائیں گے۔ رب کا معنٰی ہے تربیت کرنے والا۔ تربیت کے لیے ہوا کی بھی ضرورت ہے، خوراک کی بھی ضرورت ہے، لباس کی بھی ضرورت ہے، رہائش کی بھی ضرورت ہے۔ یہ تمام ضروریات پوری کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تو رب بھی وہی ہے اور یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہیں۔ اس کے سوا نہ کوئی مالک ہے، نہ خالق ہے، نہ کوئی رب ہے۔ اور جو پروردگار ہے وہی مشکل کشا، حاجت روا، فریاد رس اور دست گیر ہے۔ جب یہ بات سمجھ آ جائے گی تو شرک قریب نہیں آ سکتا۔ مگر ہم نے تو قرآن کی بنیادی اصطلاحات ہی کو نہیں سمجھا۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ اور اللہ ہی کے لیے ہے بڑائی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی ذات کوئی نہیں ہے۔ اللہ اکبر کا معنٰی ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ باقی ہر چیز فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی نہ ابتداء، نہ انتہاء، نہ اس کے لیے موت، نہ بیماری، نہ صدمہ، نہ دکھ، نہ تکلیف، وہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔ ہم اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

؎ دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

بس جان گیا میں کہ تری پہچان یہی ہے

اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا اس کو اس کی قدرتوں اور نشانیوں سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جس نے آسمان بنائے، زمین بنائی، تمام جہان پیدا کیے اور سب کی ضروریات پوری کرنے والا ہے، وہ رب ہے۔ اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کو غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کا ہر کام حکمت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ اپنی حکمتوں کو خود سمجھتا ہے ہم تم نہیں سمجھ سکتے۔

الحمد للہ! آج ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ بمطابق ۴ مارچ ۲۰۱۴ء، پچیسواں پارہ مکمل ہوا۔
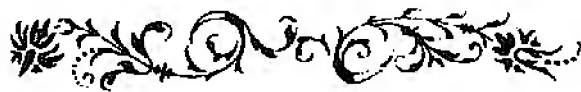
بسم الله الرحمن الرحيم

تفسیر

سورۃ الاحقاف

(مکمل)

جلد............۱۸

آیاتها ۳۵ ۴۶ سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۶۶ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الْعَزِيْزِ جو غالب ہے الْحَكِيْمِ جو حکمت والا ہے مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَ مَا بَيْنَهُمَآ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک مقرر مدت تک وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر

ہیں عَمَّآ اس چیز سے اُنْذِرُوْا جس چیز سے ان کو ڈرایا گیا مُعْرِضُوْنَ اعراض کرتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اَرَءَیْتُمْ بھلا تم بتلاؤ مَّاتَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے اَرُوْنِیْ دکھاؤ مجھے مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کیا پیدا کیا ہے انھوں نے زمین سے اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ یا ان کے لیے کوئی شراکت ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں اِيْتُوْنِیْ لاؤ میرے پاس بِكِتٰبٍ کوئی کتاب مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اس سے پہلے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ یا کوئی نشانی علم کی اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے وَمَنْ اَضَلُّ اور کون زیادہ گمراہ ہے مِمَّنْ اس سے یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اس کو جو نہیں پہنچ سکتا اس کی پکار کو اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن تک وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جس وقت جمع کیے جائیں گے لوگ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً ہوں گے وہ ان کے دشمن وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ اور ہوں گے وہ ان کی عبادت کا انکار کرنے والے۔

تعارف سورۃ :

اس سورت کا نام سورۃ الاحقاف ہے۔ احقاف جمع ہے حِقْفٌ کی۔ اس کا معنی ہے ریت کا ٹیلا۔ اس سورہ میں قوم عاد کا ذکر ہے جہاں وہ رہتے تھے وہاں ریت کے

بڑے بڑے ٹیلے تھے اس وجہ سے اس کا نام احقاف ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے پینسٹھ (۶۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے چار رکوع اور پینتیس (۳۵) آیات ہیں۔ حٰمٓ کے متعلق کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی طرف اشارہ ہے۔ حا سے حمید مراد ہے اور میم سے مجید مراد ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ یہ ہمارے سامنے جو کتاب ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الۡعَزِيۡزِ جو غالب ہے الۡحَكِيۡمِ جو حکمت والا ہے۔ الۡعَزِيۡزِ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کتاب ساری دنیا پر غالب ہوگی کافروں نے، مخالفوں نے بڑی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں مگر الحمدللہ! یہ قرآن پھیلتا ہی گیا ہے۔ الۡحَكِيۡمِ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی باتیں حکمت والی ہیں۔ اس کتاب کا موضوع اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ آگے توحید کا مسئلہ بیان فرماتے ہیں مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مثلاً: چاند، سورج، ستارے ہیں، فضا ہے، پہاڑ ہیں، دریا ہیں، درخت، ٹیلے اور فصلیں ہیں اور بے شمار مخلوق ہے جو کچھ بھی ہے اِلَّا بِالۡحَـقِّ مگر حق کے ساتھ ان کو پیدا کیا ہے ان کے پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہے بے فائدہ نہیں بنایا وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک مدت مقرر تک۔ ان کی ایک میعاد مقرر ہے۔ اس کے بعد نہ زمین رہے گی اور نہ آسمان۔ کیوں کہ جس مقصد کے لیے ان کو بنایا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔

اس کو آپ اس طرح سمجھیں کہ اسکول، کالج، یونیورسٹی کی عمارت بنائی جاتی ہے،

مدارس تعمیر کیے جاتے ہیں تو ان کا مقصد ہوتا ہے کہ ان میں پڑھنے والے پڑھیں گے اور ایک ان کی تعلیم کے لیے نصاب ہوتا ہے اور اس نصاب کو پورا کرنے کے لیے وقت ہوتا ہے کہ یہ نصاب تم نے دو سال میں پورا کرنا ہے یا چار سال میں مثال کے طور پر۔ نصاب مکمل ہونے کے بعد امتحان ہوتا ہے۔ تو یہ عمارتیں بے مقصد نہیں بنائی گئیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مقصد نہیں بنایا۔ اس کے لیے دین ایک نصاب ہے، انبیائے کرام علیہم السلام معلم ہیں۔ انھوں نے ہمیں بتایا ہے کہ تم اپنا عقیدہ درست کرو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو۔ جو کام کرنے کے ہیں وہ بھی بتائے اور جو نہ کرنے کے ہیں وہ بھی بتائے ہیں۔ ہم نے اس نصاب کی تکمیل کرنی ہے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ امتحان لیا جائے گا۔ جب مقصد پورا ہو جائے گا تو زمین اور آسمان کی عمارت کو ختم کر دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مقصد نہیں بنایا۔

عقل مندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا [آل عمران: ۱۹۱] "اے ہمارے رب! تو نے آسمانوں اور زمین کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔" مقصد پورا ہو جانے کے بعد ان کو ختم کر دیا جائے گا۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ہے یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ "جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمانوں کو مثل لپیٹ دینے طومار کے لکھے ہوئے کاغذوں کو۔" اور زمینوں کے اوپر پہاڑ، ٹیلے برابر کر دیئے جائیں گے۔ کوئی نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۷ میں ہے لَا تَرٰی فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا "نہیں دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی اور نہ ٹیلا۔" مشرق سے لے کر مغرب تک میدان ایسے ہموار ہو گا کہ اگر انڈا مشرق سے لڑھکایا جائے تو مغرب تک کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اور اگر شمال سے

لڑھکایا جائے تو جنوب تک کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ لیکن وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، انکار کیا عَمَّآ اُنْذِرُوْا ان چیزوں سے جن سے ان کو ڈرایا گیا مُعْرِضُوْنَ اعراض کرنے والے ہیں۔ ان کو کفر سے ڈرایا گیا، شرک سے ڈرایا گیا، رب تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرایا گیا کہ باز آ جاؤ ورنہ رب تعالیٰ کا عذاب اس دنیا میں بھی آ سکتا ہے اور آتا رہا ہے۔ اور مرنے کے بعد پھر عذاب الٰہی ہے۔ یہ ساری باتیں ان کو کھول کر بتلائی گئیں لیکن وہ اعراض کرتے رہے کوئی بات سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں قُلْ آپ ان مشرکوں سے کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ بھلا تم بتلاؤ مجھے، خبر دو مجھے مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ وہ جن کو تم پکارتے ہو (مشکل کشا، حاجت روا، سمجھ کر) اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَرُوْنِىْ دکھاؤ مجھے، بتلاؤ مجھے مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کیا پیدا کیا ہے انھوں نے زمین سے۔ مشرقی حصہ پیدا کیا ہے، مغربی حصہ پیدا کیا ہے، پہاڑ پیدا کیے ہیں، دریا پیدا کیے ہیں، کیا چیز پیدا کی ہے؟

غیر اللہ کو پکارنا :

پکارنے والوں نے فرشتوں کو بھی پکارا یا جبرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیلُ کہا اور پیغمبروں کو بھی پکارا یا رسول اللہ مدد کہا۔ اچھے بھلے سمجھدار لوگ گمراہ ہیں۔ احمد رضا خان صاحب بریلوی کہتے ہیں:

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

ہم جو یا رسول اللہ! کا جملہ کہہ کر آپ ﷺ سے مدد مانگتے ہیں تو اے نجدی، وہابی اس سے تجھے کیا تکلیف ہوتی ہے؟ دیکھنا! اگر یا رسول اللہ! کا جملہ پیار اور محبت کی وجہ سے کہا جائے اور عقیدہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب کا نہ ہو اور نہ اس جملے کے ذریعے آپ ﷺ

سے مدد مانگی جائے تو پھر صحیح ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ جیسے ایک بندے کو راستے پر چلتے چلتے ٹھوکر لگے اور گر جائے اور منہ سے نکلے ہائے بے بے۔ اب بے بے وہاں کھڑی تو نہیں ہے۔ چونکہ ماں کے ساتھ پیار ہوتا ہے اور پیار کی وجہ سے یاد آتی ہے، حاضر و ناظر کے نظریے سے کوئی نہیں کہتا۔ لہٰذا یہ صحیح ہے۔ اگر حاضر و ناظر سمجھ کر مدد کے لیے کہتا ہے تو پھر صحیح نہیں ہے مدد صرف رب تعالیٰ سے۔ کیونکہ آپ ﷺ بھی رب تعالیٰ کی مدد کے محتاج تھے۔ تو فرمایا آپ ان مشرکوں سے کہیں کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے بتلاؤ مجھے کیا پیدا کیا ہے انھوں نے زمین سے اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ یا ان کے لیے کوئی شراکت ہے آسمانوں میں یا سات آسمانوں میں سے کسی کا کوئی مشرق کا حصہ بنایا ہو یا مغرب کا یا شمال کا یا جنوب کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ محض ڈھکوسلا نہ مارنا اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اس قرآن سے پہلے کی کوئی مستند کتاب ہو اس کتاب سے کوئی حوالہ دو کہ دیکھو! اس میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں چیز پیدا کی ہے، فلاں نے فلاں چیز پیدا کی ہے، فلاں نے فلاں چیز پیدا کی ہے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ یا کوئی نشانی علم کی۔ دلیل ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہے نقلی، عقلی۔ نقلی کا معنی ہے کتاب سے نقل کی جائے کہ لو جی! یہ دلیل فلاں کتاب کے اتنے نمبر صفحے پر ہے۔ یا عقلی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ بغیر دلیل کے تو دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا لہٰذا کوئی دلیل پیش کرو نقلی یا عقلی کہ جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حصہ دار ہے اور وہ بھی حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حصہ دار اور شریک ہی کوئی نہیں ہے تو پھر حاجت روا اور مشکل کشا اور فریاد رس بھی کوئی نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ پر جو مشکل وقت آئے ہیں ان میں مجموعی حیثیت سے سب سے

زیادہ مشکل مقام بدر کا تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ تین سو بارہ ساتھی تھے تیرھویں آپ ﷺ تھے۔ جمعرات کی عشاء کی نماز پڑھا کر آپ ﷺ سرخ رنگ کے چمڑے کے خیمے میں تشریف لے گئے اور نفل نماز شروع کی۔ لمبا قیام، لمبا رکوع اور سجود کیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا انسان کون سی حالت میں رب تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ لِلرَّبِّ وَھُوَ سَاجِدًا ''بندہ سب سے زیادہ قریب اپنے رب کے سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔'' سب سے زیادہ عاجزی کی حالت سجدے کی ہوتی ہے کہ ہاتھ پاؤں زمین کے ساتھ لگے ہوئے ہیں گھٹنے، ناک، پیشانی بھی زمین کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اور مسئلہ یاد رکھنا کہ جب تک ناک اور پیشانی دونوں سجدے میں زمین پر نہ لگیں تو سجدہ نہیں ہوتا۔

حدیث پاک میں آتا ہے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَمَسَّ اَنْفُ الْاَرْضَ ''اس شخص کی نماز نہیں ہوگی جس کا ناک زمین پر نہ لگے۔'' ہاں! اگر ناک پر زخم ہے یا پیشانی پر زخم ہے تو پھر بات علیحدہ ہے، مجبوری ہے۔ مجبوری کی حالت کے مسائل الگ ہیں۔ اور سجدے میں بازو زمین سے اونچے ہوں۔ بازو زمین پر پھیلانے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جیسے کتا یا درندے اپنے بازو پھیلا دیتے ہیں تم اس طرح سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلاؤ۔ اور ہاتھ پیٹ اور ران کے ساتھ بھی نہ لگیں اور اتنے باہر بھی نہ نکالو کہ ساتھ والے نمازی کو تکلیف ہو اور وہ تنگ ہو جائے۔

تو آنحضرت ﷺ نے سرخ رنگ کے چمڑے میں داخل ہو کر نفل شروع کیے، سجدے میں گئے، رونا شروع کر دیا اور دعا مانگی اے پروردگار! یہ جو بندے میں ساتھ لے کر آیا ہوں یہ میری پندرہ سال کی کمائی ہے۔ اے پروردگار! اگر ان کو شکست ہوئی تو

قیامت تک تیری توحید کا ذکر کرنے والا اور ماننے والا تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ روتے بھی ہیں اور دعائیں بھی کرتے ہیں۔ اگر اپنے اختیار میں ہوتا تو اپنی مدد خود کر لیتے۔ رب تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر کر مانگنے کا کیا مطلب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خیمے سے باہر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ زاری سنی تو اندر داخل ہوئے اور کہنے لگے حضرت! بس کرو لَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّكَ ''آپ نے بڑی زاری کی ہے رب تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے سے باہر تشریف لائے۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تھے سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بلند مرتبہ اور شان والے ہو کر اپنی مدد نہیں کر سکے رب تعالیٰ کے آگے ہاتھ پھیلائے ہیں تو اور کون ہے جو حاجت روا، مشکل کشا اور فریادرس ہو سکے، دست گیر ہو سکے۔ پچھلے دنوں ملک عراق میں کئی حکومتوں نے جن میں ہماری حکومت بھی ان کے ساتھ تھی صدام کے خلاف کارروائی کی، بغداد پر بم باری ہوئی تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے کچھ حصہ اور آس پاس کی عمارتوں کو نقصان پہنچا۔ جس پر ان کو معذرت کرنی پڑی کہ پائیلٹ کی غلطی سے ہوا ہے قصداً نہیں ہوا۔ خیر یہ بات تو الگ ہے مگر سوال یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہماری تمہاری اور دنیا کی مدد کرتے ہیں اور وہاں بغداد میں تشریف فرما ہوتے ہوئے اپنے روضہ اور ماحول کی حفاظت نہیں کر سکے، وہاں دست گیری نہیں کی، اردگرد کی قبروں کو بچاتے، جن کی بے حرمتی ہوئی، عمارتوں کو بچاتے۔ مگر یہ بات سمجھنے والوں کے لیے ہے دوسروں کے لیے نہیں ہے۔ بے شک وہ اپنے مقام پر بہت بلند بزرگ ہیں لیکن وہ خدا تو نہیں ہیں اور نہ ہی خدائی اختیارات ان کے پاس ہیں۔ خدائی اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ان

بزرگوں کی تو ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی توحید کی اشاعت میں گزری ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے "فتوح الغیب" اس میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس کو ضرور پڑھو۔ عربی میں تھی اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے مولانا حکیم محمد صادق نے میرے مشورے سے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

گکھڑ میں لوگوں کو کتابوں کا شوق نہیں ہے بس یہی ہے کہ مولوی صاحب کا درس سن لیں۔ حالانکہ بعض چیزیں کتابوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ میرے پاس اس کے ایک دو نسخے تھے وہ کوئی مولوی لے گیا اور واپس نہیں کیے اور مجھے یہ بھی یاد نہیں ہے کہ وہ کون مولوی صاحب لے گئے ہیں۔ مگر اس ظالم نے واپس نہیں کیے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی حاجت روائی کرنے والا نہیں۔ تو فرمایا لاؤ کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی نشانی علم کی، باقی ماندہ علم کی بات کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا انھوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین میں یا ان کے لیے کچھ شراکت ہے آسمانوں میں۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی نقلی یا عقلی دلیل پیش کرو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔ اور سن لو وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَنْ اس کو لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ جو نہیں پہنچ سکتا اس کی پکار کو قیامت کے دن تک، نہیں قبول کرنے والا اس کی پکار کو قیامت کے دن تک اور نہ ان کے اختیار میں ہے وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں۔ اب دیکھو! یہاں سے جو کوئی شخص کہتا ہے "یا غوث اعظم دستگیر میری مدد کرو۔" وہ تو اپنی قبر میں، جنت کے مزوں میں ہیں ان کو کیا معلوم کہ مجھے کس نے پکارا ہے اور کہاں سے پکارا ہے؟ کیوں پکارا ہے؟ وہ ہزاروں میل کی مسافت پر ہیں۔ اسی پر قیاس کریں

دوسرے بزرگوں کو۔

سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بڑے بلند پایہ بزرگوں میں سے ہیں چالیس ہزار ہندو ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ان کی کتاب ہے" کشف المحجوب" پہلے فارسی زبان میں تھی اب اس کا اردو ترجمہ ہوگیا ہے۔اس کو پڑھو۔وہ اپنے شاگرد کو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا نہ کوئی گنج بخش ہے اور نہ رنج بخش ہے۔نہ کوئی خزانہ دیتا ہے اور نہ کوئی دکھ دے سکتا ہے۔اور آج کل تو تاریخ بالکل الٹ ہوگئی ہے۔ان کی جگہ آج کل شرابیوں، منشیات فروشوں اور اغوا کاروں کا اڈا بنی ہوئی ہے۔تو فرمایا اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ایسے کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا کو قبول نہیں کر سکتے اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جس وقت لوگ جمع کیے جائیں گے كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً ہوں گے وہ ان کے دشمن جن کو یہ پکارتے ہیں وہ ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے کہ ظالمو! تم کیا کرتے رہے ہو ہم نے کب کہا تھا کہ اس طرح کرنا وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ اور ہوں گے وہ ان کی عبادت کا انکار کرنے والے۔ وہ عبادت کرنے والوں کی عبادت کا انکار کریں گے کہ ہمیں کیا پتا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ہم نے تمھیں شرک کرنے کا حکم دیا تھا۔ہم نے کب کہا تھا کہ ہمیں پکارنا یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی مستعان نہیں ہے واللہ المستعان " اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔"

اور ہر نماز میں ہمارا یہ سبق ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ " ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد مانگنا مافوق الاسباب شرک ہے اور شرک سے بڑی قبیح چیز کوئی نہیں ہے۔توحید اسلام کا بنیادی

عقیدہ ہے اور قرآن پاک میں جتنا رد شرک و بدعات کا ہے شاید ہی کسی اور چیز کا ہو لیکن لوگ آج جہالت کی وجہ سے شرک و بدعات میں مبتلا ہیں۔ رب تعالیٰ شرک و بدعت سے بچائے۔
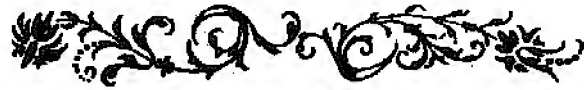
وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۖ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۖ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۖ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۖ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ ع

وَإِذَا اور جس وقت تُتْلٰى تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيْهِمْ ان پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ صاف صاف قَالَ الَّذِيْنَ کہتے ہیں وہ لوگ كَفَرُوْا جو کافر ہیں لِلْحَقِّ حق کے بارے میں لَمَّا جَآءَهُمْ جس وقت آ گیا حق ان کے پاس هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ جادو ہے کھلا اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ کیا یہ کہتے ہیں پیغمبر نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے قُلْ آپ کہہ دیں اِنِ افْتَرَيْتُهٗ اگر بالفرض میں نے اس کو گھڑا ہے فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ پس نہیں مالک تم میرے لیے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سامنے شَيْئًا کچھ بھی هُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جانتا ہے بِمَا ان چیزوں کو تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ جن میں

تم گھسے رہتے ہو كَفٰى بِهٖ کافی ہے وہ شَهِيْدًا گواہ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ میرے اور تمہارے درمیان وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اور وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے قُلْ آپ فرمادیں مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ نہیں ہوں میں نیا رسولوں میں سے وَمَآ اَدْرِيْ اور میں نہیں جانتا مَا يُفْعَلُ بِيْ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ وَلَا بِكُمْ اور نہیں جانتا کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ اِنْ اَتَّبِعُ میں نہیں اتباع کرتا اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مگر اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف وَمَآ اَنَا اور نہیں ہوں میں اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ مگر ڈرانے والا کھول کر قُلْ آپ کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ بھلا بتلاؤ اِنْ كَانَ اگر ہے یہ قرآن مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَكَفَرْتُمْ بِهٖ اور تم اس کا انکار کرتے ہو وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے عَلٰى مِثْلِهٖ اس جیسی چیز پر فَاٰمَنَ پس وہ ایمان لایا وَاسْتَكْبَرْتُمْ اور تم نے تکبر کیا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔

ربط آیات :

کل کے سبق کی آخری آیت کریمہ میں تم نے پڑھا کہ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جس وقت اکٹھے کیے جائیں گے لوگ قیامت والے دن۔ تو جن کی عبادت کی گئی ہے یہ عبادت کرنے والوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے انکار کرنے والے ہوں گے۔ تو یہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اس دن رسوا ہوں گے اور آج ان کی حالت یہ

ہے جو غیر اللہ سے مرادیں مانگتے ہیں ان کو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس سمجھتے ہیں۔ حق کو سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں بَیِّنٰتٍ صاف صاف۔ معنی کے لحاظ سے واضح، مطلب کے لحاظ سے واضح۔ صاف آیتیں پیش کی جاتی ہیں قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لِلْحَقِّ حق کے بارے میں لَمَّا جَآءَهُمْ جب حق ان کے پاس آ گیا۔ کہتے ہیں هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یہ جادو ہے کھلا۔

قرآن کریم عربی میں ہے اور جس ذات پر نازل ہوا وہ بھی عربی اور جن کی طرف نازل ہوا جو اول مخاطب تھے وہ بھی عربی تھے۔ تمام مکے والے عربی تھے اور عربی میں ایسے فصیح و بلیغ کہ ان کے نوعمر بچے اور بچیاں جس طرح عربی بولتے اور سمجھتے تھے ہم لوگ پچاس پچاس سال پڑھ کر بھی اس طرح بول اور سمجھ نہیں سکتے۔ چونکہ ہماری مادری زبان عربی نہیں ہے۔ ان کے ان پڑھ لوگ ایسے شعر کہتے تھے کہ ہم ساٹھ ساٹھ سال پڑھا کر بھی ان جیسے شعر نہیں کہہ سکتے۔ وہ قرآن کریم کو سمجھتے تھے اور اس کے اثر کے بھی قائل تھے اور کہتے تھے کہ اس کا اثر اس لیے ہے کہ یہ کھلا جادو ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو جادوگر کہتے تھے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ خود بھی جادو کہہ کر ٹھکرا دیتے تھے اور دوسروں کو بھی کہتے اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ [الانبیاء: ۳] ''کیا پس تم پھنستے ہو جادو میں اور تم دیکھ رہے ہو۔'' صاحب بصیرت ہو، اچھے بھلے سمجھ دار ہو کر تم جادو میں پھنستے ہو۔

تو فرمایا کہ جب حق ان کے پاس آیا تو حق کے منکروں نے کہا یہ جادو ہے کھلا۔ اور سنو! اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ کیا یہ لوگ کہتے ہیں پیغمبر نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے اپنے پاس سے۔ یہ الزام بھی انھوں نے آپ پر لگایا حالانکہ ان کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ آپ ﷺ

نے کسی سے کوئی چیز نہیں سیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ "رسول جو نبی امی ہے۔" امی کا معنیٰ ہے ان پڑھ۔ اور دوسری صفت فرمایا وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ [عنکبوت: ۴۸] "اور نہ آپ لکھتے تھے دائیں ہاتھ سے۔" آپ نہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا جانتے تھے۔ یہ سب ان کے علم میں تھا مگر زبان لوگوں کے منہ میں ہے شوشے چھوڑنے سے باز نہیں آتے۔ بعض کہتے تھے اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ "اس کو سکھاتا ہے ایک آدمی۔" اللہ تعالیٰ نے جواب دیا لِسَانُ الَّذِیْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِيْنٌ [النحل: ۱۰۳] "اس آدمی کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی زبان میں ہے۔"

بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ اس کا نام یعیش اور بعض عائش بتلاتے ہیں۔ وہ بے چارہ تو اچھی طرح عربی بول بھی نہیں سکتا تھا۔ چونکہ غریب اور پردیسی تھا اور وہاں اس کا کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ بیمار ہو جاتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لیے جاتے تھے اس کو پانی لا دیا اور کوئی اس کی ضرورت کی چیز ہوتی تو لا دیتے۔ اس بے چارے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عربی سکھائی تھی جو خود صحیح معنیٰ میں عربی نہیں بول سکتا تھا؟ تو مخالف کبھی کوئی شوشہ چھوڑ دیتے کبھی کوئی شوشہ چھوڑ دیتے۔ اس مقام پر اس شوشے کا ذکر ہے۔

فرمایا کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم نے خود قرآن کو گھڑ لیا ہے قُلْ آپ کہہ دیں اِنِ افْتَرَيْتُهٗ بالفرض اگر میں نے اس کو گھڑا ہے فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا پس تم مالک نہیں ہو میرے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی۔ اللہ تعالیٰ گرفت سے بچانے کے لیے تم کسی شے کے بھی مالک نہیں ہو اگر میں نے گھڑا ہے تو میں نے جرم

کیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا اور تم مجھے بچا نہیں سکو گے۔ هُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جانتا ہے بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ان چیزوں کو جن میں تم گھسے ہوئے ہو۔ جن میں تم مصروف رہتے ہو۔ کبھی مجھے شاعر کہتے ہو، کبھی کاہن کہتے ہو، کبھی مسحور اور کبھی جادوگر، کبھی مجنون اور کبھی کذاب، معاذ اللہ تعالیٰ۔ جن باتوں میں تم مصروف ہو رب تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ کی پہلی گواہی تو یہ کتاب ہے جو اس نے مجھ پر نازل فرمائی تم اس کے مثل ایک سورت نہیں لا سکتے۔ پھر چاند کا دو ٹکڑے ہونا اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے۔ تمہارے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا جو تم نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا کہ ایک ٹکڑا جبل ابوقبیس کے اوپر تھا۔ یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف ہے اور یہ پہاڑ دنیا میں سب سے پہلے قائم ہوا اور اسی پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کے لیے بلایا تھا، آواز دی تھی۔ آج جو حاجی لبيك اللّٰهم لبيك کہتے ہوئے جاتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کا جواب ہے۔ اور دوسرا ٹکڑا جبل ابی قُعیقعان پر تھا۔ کافی دیر تک وہ ٹکڑے اس طرح رہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ دیکھنے کے بعد فوراً ایمان لے آتے کیونکہ ان کے مطالبے پر ہوا تھا لیکن قرآن پاک میں تصریح ہے کہ سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ [سورۃ القمر] "کہ یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آرہا ہے۔" کہہ کر اعراض کر گئے اور ایک شخص بھی ایمان نہ لایا۔ اس کے علاوہ اور کئی معجزات ہیں، پتھروں کا سلام کرنا، درختوں کا چل کر آنا۔

مسلم شریف کی روایت ہے بڑا کھلا میدان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی باپردہ جگہ نہیں تھی میدان کے کناروں پر درخت تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو

درختوں کو آنے کا اشارہ فرمایا۔ درخت زمین کو چیرتے ہوئے آئے سب نے آنکھوں کے ساتھ دیکھا۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنیاں پکڑ کر نیچے کیں وہ جھک گیا پھر دوسرے کی ٹہنیاں نیچے کیں وہ بھی جھک گیا، پردہ ہو گیا۔ ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ان کو اپنی جگہ جانے کا اشارہ فرمایا۔ وہ پھر زمین کو چیرتے ہوئے اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ (ان درختوں کی جگہ اب مسجدیں بنی ہوئی ہیں نشانی کے طور پر۔ میں نے وہ دونوں مسجدیں دیکھی ہیں۔ مرتب)

حضور ﷺ کا معجزہ :

ایک موقع پر پانی کی قلت تھی لوٹے میں تھوڑا سا پانی تھا ستر، اسی آدمی تھے نماز کا وقت ہو گیا کہنے لگے حضرت پانی نہیں ہے بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے لوٹے میں انگلیاں ڈالیں۔ راوی کہتے ہیں ایسے لگتا تھا کہ انگلیوں سے پانی نکل رہا ہے ستر، اسی آدمیوں نے وضو کیا اور خوب سیر ہو کر پیا بھی، پانی پھر بچ گیا۔ یہ بے شمار معجزات اللہ تعالیٰ کی گواہی ہیں۔

تو فرمایا کافی ہے گواہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے قُلْ آپ فرما دیں مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ نہیں ہوں میں نیا رسولوں میں سے۔ میں پیغمبروں میں سے نیا تو نہیں ہوں بدعت کا معنی ہوتا ہے نوخیز، جدید۔ نئی چیز پر لوگ تعجب کرتے ہیں۔ پہلے سے اس طرح کی چیز ہو تو لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا۔

سعودیہ میں جب سب سے پہلے کچی سڑک پر ڈرائیور ٹرک کو لے کر گزرا تو ایک بوڑھا چرواہا تھا اس کے ساتھ بچے بھی تھے۔ ٹرک کو دیکھ کر اس نے بچوں کو کہا ضِرُوْا اَیُّھَا

الصِّبْیَان ضِرُوْا جَاءَ الشَّیْطَان ''بچو! بھاگ جاؤ شیطان آ گیا ہے۔'' چونکہ اس نے اس سے پہلے ٹرک کو گزرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا تو تعجب کیا۔ تو بندہ جب کوئی نئی چیز دیکھتا ہے اس پر تعجب کرتا ہے۔

تو فرمایا میں کوئی نیا پیغمبر تو نہیں ہوں مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر گزرے ہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ سورۃ الرعد آیت نمبر ۳۸ پارہ ۱۳ میں ہے وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ''اور ہم نے بنائیں ان کے لیے بیویاں اور اولاد۔'' وہ کھاتے پیتے بھی تھے، تمام لوازمات بشریہ ان کے ساتھ تھے، بیمار بھی ہوتے تھے، تندرست بھی ہوتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار تھے گھوڑا تیز چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گر پڑے۔ گرنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دایاں پہلو زخمی ہوا، کافی خراشیں آئیں، دائیں پاؤں کا ٹخنا بھی نکل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن تک مسلسل بیٹھ کر نماز پڑھی، کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔

تو فرمایا آپ کہہ دیں میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں کہ تمھیں سمجھ نہ آئے کہ پیغمبر کس کو کہتے ہیں مجھ سے پہلے کئی پیغمبر گزرے ہیں وَمَآ اَدْرِیْ مَا يُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ مرنے کے بعد میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ بعض نے یہ تفسیر کی ہے لیکن یہ تفسیر صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ پیغمبر کو جس دن نبوت ملتی ہے تو پہلے دن ہی اس کو اپنی نجات اور بخشش کا یقین ہوتا ہے۔ اگر پیغمبر اپنی بخشش کو یقینی نہ جانے تو دوسروں کو دعوت دینے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

احمد رضا خان بریلوی نے بڑا ظلم کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

نبوت ملنے کے انیس (۱۹) سال بعد اپنی بخشش اور مغفرت کا یقین ہوا۔ جب سورت فتح نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ''تاکہ معاف کر دے اللہ تعالیٰ آپ کے لیے جو پہلے ہو چکیں آپ کے لیے لغزشیں اور جو بعد میں ہوں گی۔'' یہ سورت نبوت کے انیسویں سال نازل ہوئی ہے ۶ ھ میں حدیبیہ کے سفر میں واپسی پر۔ میں نے اپنی کتاب ''ایضاح الحق'' میں لکھا ہے کہ بڑی عجیب بات ہے کہ اگر کسی اور سے چھوٹی سی بھی غلطی ہو جائے تو تم لوگ چوک میں کھڑے ہو کر احتجاج کرتے ہو کہ توہین کر گیا، توہین ہو گئی۔ اور خان صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی بخشش کا علم انیس سال بعد ہوا۔ یہ کیا کوئی کم توہین ہے؟ کہ انیس سال لوگوں کو دعوت دیں اور خود اپنا علم نہ ہو کہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے؟ یقین جانو! جس دن اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو نبوت ملتی ہے اسی دن اس کو مغفرت کا یقین ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ معنیٰ کرنا کہ مجھے معلوم نہیں، میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا مرنے کے بعد قطعاً غلط ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا تعلق دنیاوی معاملات کے ساتھ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ فتح ہوگی یا شکست ہوگی، مصیبتیں آئیں گی یا راحت ہوگی، بیماریاں ہوں گی یا تندرستی ہوگی، یہ ساری باتیں غیب کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور غیب کا علم رب جانتا ہے میں نہیں جانتا۔

اور اگر آیت کریمہ کا تعلق آخرت کے ساتھ بھی ہو تو پھر معنیٰ ہوگا کہ آخرت کی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے نہ ختم ہونے والی ہے اس کی تفصیلات سے میں واقف نہیں۔ نفس بخشش تو یقینی ہے باقی ابد الآباد زندگی میں رب تعالیٰ کی طرف سے جو نوازشیں ہوں گی ان کی تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ تو فرمایا میں نہیں جانتا کیا کیا جائے گا میرے

ساتھ اور میں نہیں جانتا کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ میں نہیں اتباع کرتا مگر اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اور نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کھول کر رب تعالیٰ کے عذاب سے، رب تعالیٰ کی گرفت سے کہ اگر رب تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو دنیا میں بھی عذاب آئے گا اور مرنے کے بعد بھی آئے گا قُلْ آپ کہہ دیں اَرَءَیْتُمْ بھلا بتلاؤ تم اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اگر ہے قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَکَفَرْتُمْ بِهٖ اور تم اس کا انکار کرتے ہو وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے اس کی حقانیت کی۔ وہ عبداللہ بن سلام ہیں۔ جب انھوں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں تو فوراً آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے۔

آپ ﷺ اس وقت بیان فرما رہے تھے افشوا السلام ''آپس میں سلام کو پھیلاؤ'' وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ ''غریبوں، کمزوروں کو کھانا کھلاؤ'' وَلَیِّنُوا الْکَلَامَ ''جس وقت کسی کے ساتھ کلام کرو تو نرمی کے ساتھ کرو'' وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ ''اور رات کو اٹھ کر نماز پڑھو اور لوگ سوئے ہوئے ہوں۔'' یہ پہلا سبق سنتے ہی وہیں مسلمان ہو گئے۔ کہنے لگے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو آیتیں سنا رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ حضرت یہودی آ رہے ہیں میں پردے کے پیچھے چھپ جاتا ہوں ان سے میرے متعلق پوچھیں کہ عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ جب آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو کہنے لگے اَفْضَلُنَا وابن افضلنا ہم میں سب سے بہتر ہے اور سب سے بہتر کا بیٹا ہے اعلمنا وابن اعلمنا ہم میں سے سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا ہم میں سب سے

زیادہ نیک ہے اور سب سے زیادہ نیک کا بیٹا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہوجائے تو تم مسلمان ہوجاؤ گے کہنے لگے اعاذہ اللہ الاسلام ''اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے بچائے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلام نیک بھی اور عالم بھی ہے، پھر نیک اور عالم کا بیٹا بھی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوجائے تو پھر۔ کہنے لگے وہ بڑا سمجھ دار آدمی ہے اسلام کو قبول نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے بچائے۔ یہ باتیں ہورہی تھیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پردے سے باہر آکر کہنے لگے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله بخاری شریف میں ہے کہنے لگے شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا ''ہم میں سے سب سے بڑا شرارتی ہے اور سب سے بڑے شرارتی کا بیٹا ہے۔'' وہی لوگ ہیں ایک لمحہ میں پھر گئے۔ فرمایا اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے عَلٰی مِثْلِهٖ اس جیسی چیز پر۔ اس کا معنٰی یہ ہے کہ اس جیسی کتاب تورات پر کیوں کہ وہ بھی قرآن کے مثل ایک عظیم الشان کتاب ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ تورات میں بھی قرآن کریم کی حقانیت موجود ہے۔ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مثل کا لفظ زائد ہے اور معنٰی ہوگا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس کتاب پر شہادت پیش کی لہٰذا تمہارے پاس انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ اس نے تو اس کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی فَاٰمَنَ پس وہ ایمان لایا وَاسْتَكْبَرْتُمْ اور تم نے تکبر کیا اور انکار کردیا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو جبراً۔ جو طالب ہوتا ہے ہدایت اسی کو دیتا ہے۔
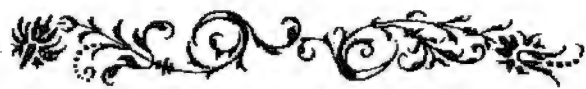
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْا جو کافر ہیں لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے بارے میں اٰمَنُوْا جو مومن ہیں لَوْ كَانَ خَيْرًا اگر ہوتا یہ (ایمان) بہتر مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ نہ سبقت کرتے یہ لوگ ہم سے اس کی طرف وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا اور جس وقت انھوں نے ہدایت حاصل نہ کی بِهٖ اس قرآن سے فَسَيَقُوْلُوْنَ پس وہ بہ تاکید کہیں گے هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ یہ بہتان ہے پرانا وَمِنْ قَبْلِهٖ اور اس سے پہلے كِتٰبُ مُوْسٰٓى موسیٰ علیہ السلام کی

کتاب اِمَامًا راہ نمائی کرنے والی تھی وَّرَحْمَةً اور رحمت تھی وَهٰذَا
كِتٰبٌ اور یہ کتاب ہے مُّصَدِّقٌ تصدیق کرنے والی ہے لِّسَانًا عَرَبِيًّا
عربی زبان میں ہے لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو ظَلَمُوْا
جنھوں نے ظلم کیا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ اور خوش خبری ہے نیکی کرنے والوں
کے لیے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا رَبُّنَا اللّٰهُ ہمارا
پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر ڈٹے رہے فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
پس نہیں خوف ہوگا ان پر وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہی لوگ ہیں جنت والے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں
گے اس میں جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے رہے
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو بِوَالِدَيْهِ اس کے
والدین کے بارے میں اِحْسٰنًا احسان کرنے کا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ اٹھایا اس
کو اس کی ماں نے كُرْهًا تکلیف میں وَّوَضَعَتْهُ اور جنا اس کو كُرْهًا
تکلیف میں وَحَمْلُهٗ اور اس کا اٹھانا وَفِصٰلُهٗ اور اس کا دودھ چھڑانا
ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا تیس ماہ تک ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ یہاں تک کہ جب پہنچا وہ
اَشُدَّهٗ اپنی قوت کو وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اور پہنچا چالیس سال تک قَالَ
کہا اس نے رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اے میرے رب میری قسمت میں کر دے
اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ کہ میں شکر ادا کروں آپ کی نعمتوں کا الَّتِيْٓ وہ نعمتیں

اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ جوآپ نے مجھ پر کی ہیں وَعَلٰی وَالِدَیَّ اورمیرے ماں باپ پر بھی کی ہیں وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا اور یہ کہ میں عمل کروں ایسے اچھے تَرۡضٰىهُ جن پر آپ راضی ہوں وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اوردرست کردے میرے لیے میری اولاد کو اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡكَ بے شک میں نے رجوع کیا آپ کی طرف وَاِنِّیۡ اور بے شک میں مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے یعنی حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہودی تھے وہ قرآن سن کر ایمان لے آئے۔ حالانکہ ان کی زبان عربی نہیں تھی۔ کیونکہ یہودیوں کی اصلی زبان عبرانی تھی۔ تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی تھی۔ ملکی سطح پر عربی بولتے تھے ان کی زبان عربی نہیں تھی اور ایمان لے آئے۔ اور تم عربی ہو کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ تو کافروں نے کہا کہ ہم دین اسلام میں کوئی خیر نہیں پاتے۔ اگر ہم اس میں کوئی خیر سمجھتے تو ہم ایمان لانے میں ان غریب غرباء سے پہل کرتے یہ ہم سے پہلے مسلمان نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ان لوگوں کے بارے میں جو مومن ہیں۔ کیا کہا؟ لَوۡ كَانَ خَیۡرًا اگر ہوتا یہ ایمان بہتر مَّا سَبَقُوۡنَاۤ اِلَیۡهِ تو نہ سبقت کرتے یہ لوگ ہم سے اس کی طرف۔ اگر دین اسلام، ایمان واقعی بہتر ہوتا تو یہ غریب غربا لوگ اس کو اختیار کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے اس کی

طرف بلکہ ہم ان سے پہلے ایمان لے آتے۔ ایمان اگر کوئی اچھی چیز ہوتی تو ہمیں نہیں سمجھ آسکتا تھا ان کو سمجھ آگیا ہے۔ فرمایا وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ اور جس وقت انھوں نے ہدایت حاصل نہ کی اس قرآن سے فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ پس یہ تاکید یہ تو پرانا بہتان ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ ایمان بہت بڑی دولت ہے لیکن اگر کسی کا ذہن صاف نہ ہو اور اس کی حقیقت کو نہ سمجھے تو جبراً اللہ تعالیٰ کسی کو ایمان نہیں دیتا۔ ایمان طالب کو ملتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

حدیث پاک کئی دفعہ سن چکے ہو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَ مَنْ لَّا يُحِبُّ ''اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جس کے ساتھ محبت نہیں کرتا وَلَا يُعْطِي الْاِيْمَانَ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ ''اور ایمان نہیں دیتا مگر اس کو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔'' ضدی کافر تو رب تعالیٰ کے دشمن ہیں لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْر [سورۃ الزمر] ''اللہ تعالیٰ راضی نہیں اپنے بندوں کے لیے کفر پر۔'' ان کو ایمان کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے؟ ضد اور تکبر ہو طلب نہ ہو تو جبراً ایمان کہاں سے آئے گا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے كُلُّ فِعْلٍ وَ قَوْلٍ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ الصَّحَابَةِ اَنَّهٗ هُوَ بِدْعَةٌ ''ہر وہ فعل یا قول جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔'' اگر یہ کوئی اچھی چیز ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں ضرور سبقت کرتے کیونکہ لَمْ يَتْرُكُوْا خَصْلَةً مِّنْ خِصَالِ خَيْرٍ اِلَّا وَقَدْ بَادَرُوْا اِلَيْهَا کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں جس کی طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

سبقت نہ کی ہو۔'' لہٰذا دین میں بعد کی تمام ایجاد کی ہوئی چیزیں چاہے قول ہوں یا فعل ہوں وہ یقیناً بدعت ہیں ۔ کیونکہ خیر اور خوبی والی کوئی خصلت ایسی نہیں ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رہ گئی ہو لہٰذا جو انھوں نے نہیں کیا وہ بدعت ہے۔ فرمایا الٹا کافر کہتے ہیں کہ اگر ایمان اچھی چیز ہوتی تو ان غریب غربا کو سمجھ آ سکتا تھا ہمیں نہیں آ سکتا تھا اور جس وقت انھوں نے قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کی تو ضرور کہیں گے یہ جھوٹ ہے پرانا۔ قرآن کریم کو اِفْكٌ قَدِيمٌ کہا معاذ اللہ تعالیٰ۔ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اور اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تھی تورات، راہ نمائی کرنے والی۔ امام کا معنیٰ راہ نمائی کرنے والا اور وہ کتاب رحمت تھی۔ اب وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ اور یہ جو ہمارے سامنے کتاب ہے تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی۔ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے لِّسَانًا عَرَبِيًّا اس کی زبان عربی ہے کیوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے، قوم عربی تھی اس لیے قرآن کو ان کی زبان میں اتارا۔ کیوں اتارا گیا؟ لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا ہے۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ [لقمان: ۱۳] ''بے شک البتہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔'' یہ بات حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے ساران رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمائی تھی۔

تو فرمایا تاکہ وہ ڈرائے ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ اور خوش خبری ہے نیکی کرنے والوں کے لیے کہ رب تم سے راضی ہے مرنے کے بعد کی زندگی راحت اور آرام کی زندگی ہوگی جنت میں جا کر تم خوشیاں حاصل کرو گے۔

فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب ہمارا پالنے

والاصرف اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان کی ضرورت کی جتنی چیزیں ہیں خوراک، لباس، پانی، ہوا ، سورج وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اللہ تعالیٰ کے سوااور کسی کے پاس نہیں ہیں تو پھر وہ معبود اور الٰہ کیسے بن سکتے ہیں؟ تو فرمایا وہ لوگ جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ تعالیٰ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر ڈٹے رہے۔ صرف زبان سے نہیں کہا بلکہ اس پر ڈٹے رہے کہ رب ہمارا اللہ ہے فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پس نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ آئندہ جو خدشات ہونے والے ہوتے ہیں ان کو عربی میں خوف کہا جاتا ہے جب مومن جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کو آئندہ کوئی خوف نہیں ہوگا نہ موت کا نہ بیماری کا نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا۔ اور حزن کہتے ہیں گزشتہ چیز پر افسوس کرنا تو گزشتہ پر غمگین نہیں ہوں گے کیونکہ ایمان لائے اور اعمال اچھے کیے، بُرے کاموں سے بچتے رہے۔ غمگین تو وہ لوگ ہوں گے جو ایمان نہیں لائے۔ وہ کہیں گے لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ [سورۃ الحجر] ''کاش ہم مسلمان ہوتے۔'' تو فرمایا نہیں خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہی لوگ ہیں جنت والے، جنت میں داخل ہوں گے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں۔ کیوں؟ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے رہے۔ ایمان لائے، عمل اچھے کیے، برائیوں سے بچتے رہے، تکلیفیں برداشت کیں اللہ تعالیٰ ان عملوں کا بدلہ ضرور دیں گے۔

والدین کے حقوق :

آگے اللہ تعالیٰ والدین کے متعلق تاکیدی حکم دیتے ہیں۔ فرمایا وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسٰنًا اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو اس کے والدین کے بارے میں احسان کرنے کا۔ وصیت ایسے حکم کو کہتے ہیں جو بڑا پختہ ہو اسی لیے آدمی مرتے وقت

جو بات کہتا ہے اس کو وصیت کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہایت ضروری ہوتی ہے بدلنے والی نہیں ہوتی ہے آخری بات ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں تاکیدی حکم دیا ہے اے بندے! ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ماں باپ کے متعلق سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳ پارہ ۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے مومن کو حکم دیا ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا ''پس نہ کہوان کو اُف اور نہ ان کو ڈانٹو۔''اُف کا معنٰی ہے ہوں ہاں۔ مثلاً: ماں بلاتی ہے بیٹے کو یا بیٹی کو یا باپ بلاتا ہے۔ بعض علاقوں میں ہاں کہتے ہیں اور بعض علاقوں میں ہوں کہتے ہیں۔ تو آپ ہوں ہاں کہنے کے مجاز نہیں ہیں کیونکہ ان لفظوں میں کھردرا پن ہے ادب نہیں ہے۔ جی کا لفظ بولنا چاہیے۔ یاد رکھنا! یہ قرآن کا حکم ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ''اُف یعنی ہوں ہاں نہیں کہہ سکتا اور ان کو جھڑکنا بھی نہیں۔'' فرض کرو ماں باپ سے کوئی نقصان ہو گیا ہے دنیا کا، تو ان کو مت جھڑکو کہ اب دین کا نقصان ہوگا۔ یہ نقصان بہت زیادہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے ''ادب المفرد'' یہ حدیث کی کتاب ہے۔ اس میں ہے کہ بیٹی بیٹے کا ماں باپ کے آگے کھڑا ہونا عقوق الوالدین کی مد میں آتا ہے اور باپ کے کندھا کے ساتھ کندھا ملا کر چلنا بھی عقوق الوالدین کی مد میں آتا ہے۔ ہاں! اگر باپ بوڑھا ہے اور اس کو پکڑ کر چلتا ہے تو وہ الگ بات ہے۔ یا باپ خود کسی کام کے لیے آگے بھیجتا ہے تو الگ بات ہے ورنہ باپ کے آگے چل نہیں سکتا۔ اور آج کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے خدا پناہ! بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مغربی دنیا نے دنیائے کفر نے ہماری تہذیب اور کلچر کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ ماں باپ کو جھڑکا بلکہ مارا پیٹا جاتا ہے بلکہ وہ جائیداد کی وجہ سے قتل کر دیئے جاتے ہیں، گھر سے باہر نکال دیئے جاتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ہدایت دے مسلمانوں کو اور ماں باپ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو فرمایا ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا ہے والدین کے بارے میں اچھا سلوک کرنے کا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا اٹھایا اس کو اس کی ماں نے تکلیف میں۔ تکلیف برداشت کر کے پیٹ میں اٹھائے رکھا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا اور جنا اس کو تکلیف میں۔ والدہ اولاد کے لیے تین قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی ہے۔

① پیٹ میں اٹھانے کی۔ ② جننے کی۔ ③ پھر دودھ پلانے کی اور اس مدت میں دیکھ بھال کرنے کی۔

اس لیے خدمت کا حق والدہ کا زیادہ ہے بہ نسبت باپ کے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ میں والدین میں سے کس کے ساتھ نیکی کا سلوک کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ماں کے ساتھ۔ اس نے دوبارہ سوال کیا کہ کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں کے ساتھ۔ تیسری دفعہ بھی یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب چوتھی مرتبہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا باپ کے ساتھ۔ اس لیے ائمہ کرام رحمہم اللہ، محدثین عظام رحمہم اللہ اور فقہائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ باپ کی نسبت ماں کا حق زیادہ ہے۔ گویا خدمت ماں کی زیادہ کرنی چاہیے البتہ ادب واحترام باپ کا زیادہ ہونا چاہیے۔

تو فرمایا اٹھایا اس کو ماں نے پیٹ میں تکلیف کے ساتھ اور جنا تکلیف میں وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا بچے کا اٹھانا پیٹ میں اور اس کا دودھ چھڑانا تیس ماہ تک ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۳۳ میں ہے وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ”اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ

الرَّضَاعَةَ '' یہ اس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ چنانچہ جمہور ائمہ کا مسلک یہی ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال تک ہے۔ اس لحاظ سے حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ بنتی ہے۔ اور دودھ پلانے کی مدت چوبیس مہینے ہوئی تو کل مدت تیس مہینے ہوگئی۔ انسان کا بچہ عام طور پر نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات چھ، سات اور آٹھ ماہ میں بھی ولادت ہو جاتی ہے۔ تو کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے یعنی چھ ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ شرعی طور پر جائز تصور ہوگا اور چھ ماہ سے کم مدت میں پیدا ہونے والا بچہ ناجائز تصور ہوگا اور عموماً بچہ نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر ایسے بھی واقعات ہیں کہ جن میں مدت حمل بہت زیادہ پائی گئی ہے۔ چین کے مشہور حکیم لاؤزے اسّی سال تک ماں کے پیٹ میں رہے۔

تو فرمایا اس کا اٹھانا اور دودھ چھڑانا تیں ماہ تک ہے حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ یہاں تک کہ جب وہ پہنچ گیا اپنی قوت کو، جوانی کو وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اور پہنچا چالیس سال تک۔ جب آدمی اپنی عمر کے چالیس سال پورے کر لیتا ہے اور اس کی ظاہری اور باطنی قوتیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ طاقت ور ہو جاتا ہے تو نیک بخت اور سعادت مند قَالَ کہتا ہے رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اے میرے رب میری قسمت میں کر دے مجھے توفیق دے دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں اَنْعَمْتَ عَلَيَّ جو آپ نے مجھ پر کی ہیں وَعَلٰي وَالِدَيَّ اور میرے والدین پر کی ہیں۔ ظاہری نعمتیں، باطنی نعمتیں، وجود بخشا، عقل و فہم عطا فرمایا، خوراک پانی کا انتظام فرمایا، جسمانی ضروریات پوری فرمائیں اور مجھے اس بات کی بھی توفیق دے وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا اور یہ کہ میں عمل کروں ایسے اچھے تَرْضٰىهُ جن پر آپ راضی ہوں۔ اور سعادت مند آدمی یہ دعا بھی کرتا ہے وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اور درست کر دے

میرے لیے میری اولاد کو۔ میری اولاد کو بھی نیک بنا۔ اپنے لیے بھی دعا کرتا ہے، اپنے والدین کے لیے بھی دعا کرتا ہے اور اولاد کے لیے بھی دعا کرتا ہے۔ اے پروردگار! میری اولاد کو بھی درست کردے۔ یہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کا تعلق دین کے ساتھ ہے۔ اور جن کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے وہ دنیاوی سارے کام بچوں کے لیے کرتے ہیں ان کا دین کے ساتھ، عقیدے اور اچھے اعمال، نماز، روزہ وغیرہ کا خاطر خواہ خیال نہیں ہوتا لیکن یاد رکھنا! اپنی اولاد کے ایمان کی فکر کرو، دین کی فکر کرو، اپنے سے بھی زیادہ اولاد کی فکر کرو خاتمہ ایمان پر ہو، کلمہ پر ہو۔ بڑا سخت مسئلہ ہے بھولنے والا مسئلہ نہیں ہے۔ ہر آدمی کو فکر ہونی چاہیے کہ میری اولاد کلمہ پر مرے۔ اس کے لیے محنت ہونی چاہیے بغیر محنت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اے پروردگار! اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ بے شک میں نے رجوع کیا آپ کی طرف۔ میں اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں مجھے معافی دے دے وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور بے شک میں مسلمان ہوں میں اقرار کرتا ہوں کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور اسلام پر قائم رکھے اور ماں باپ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولاد کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سارا سبق ہے اس کو یاد رکھو۔
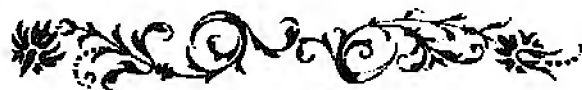
اُولٰٓئِكَ

الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝۱۶ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۷ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۱۸ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۹ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝۲۰ ع

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ کہ ہم قبول کرتے ہیں ان سے اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وہ بہتر کام جو انھوں نے کیے وَنَتَجَاوَزُ اور درگزر کرتے ہیں عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ ان کی برائیوں سے فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ یہ ہیں جنت والوں میں وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ یہ وعدہ ہے سچا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ جو ان سے کیا جاتا ہے وَالَّذِيْ قَالَ اور وہ شخص جس نے کہا

لِوَالِدَيْهِ اپنے والدین سے اُفٍّ لَّكُمَآ اف ہے تمہارے لیے
اَتَعِدٰنِنِيْٓ کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو اَنْ اُخْرَجَ کہ میں نکالا جاؤں گا
(قبر سے) وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ اور تحقیق گزر چکی ہیں قومیں مِنْ قَبْلِيْ
مجھ سے پہلے وَهُمَا اور وہ دونوں يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ فریاد کرتے ہیں اللہ
تعالیٰ کے سامنے وَيْلَكَ اٰمِنْ افسوس تیرے لیے ایمان لے آ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے فَيَقُوْلُ پس وہ کہتا ہے مَا هٰذَآ اِلَّآ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ نہیں ہیں یہ مگر قصے کہانیاں پہلے لوگوں کی اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ ثابت ہو چکی ہے ان پر بات
فِيْٓ اُمَمٍ امتوں میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں
مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے وَالْاِنْسِ اور انسانوں میں سے اِنَّهُمْ كَانُوْا
خٰسِرِيْنَ بے شک یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ
اور ہر فرقے کے لیے درجات ہیں مِّمَّا عَمِلُوْا ان عمال کی وجہ سے جو انھوں
نے کیے ہیں وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ اور تاکہ پورا پورا بدلہ دے ان کو ان
کے اعمال کا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا وَيَوْمَ يُعْرَضُ
الَّذِيْنَ اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ كَفَرُوْا جنھوں نے کفر کیا
عَلَى النَّارِ آگ پر اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ تم نے کھا لیا ہے اپنی پاکیزہ
چیزوں کو فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا اپنی دنیا کی زندگی میں وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اور تم

نے فائدہ اٹھالیا ہے ان سے فَالْيَوْمَ پس آج کے دن تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ تمھیں بدلہ دیا جائے گا ذلت ناک عذاب کا بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اس وجہ سے کہ تم تکبر کرتے تھے فِي الْأَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے سبق میں سعادت مند کی دعا کا ذکر تھا کہ وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے توفیق دے دے میں شکر ادا کروں آپ کی ان نعمتوں کا جو آپ نے میرے اوپر کیں اور میرے والدین پر کیں اور مجھے توفیق دے کہ میں ایسے اعمال کروں کہ جن سے آپ راضی ہوں اور میری اولاد کی بھی اصلاح فرما بے شک میں آپ کی طرف رجوع کرنے والا ہوں اور میں مسلمان ہوں۔

آگے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں أُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا کہ ہم قبول کرتے ہیں ان سے وہ بہتر اعمال جو انھوں نے کیے ہیں وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ اور ہم درگزر کرتے ہیں ان کی برائیوں سے۔ ایسے نیک بندوں کی نیکیاں قبول ہوتی ہیں اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں۔ چھوٹی موٹی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں فِيْ أَصْحٰبِ الْجَنَّةِ جنت والوں میں شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے رحمت کے مقام میں داخل فرمائے گا اپنے سچے وعدے کے مطابق وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے سچا جو

ان سے کیا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے گا اور کفر و شرک اور نفاق سے بچتا رہے گا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور والدین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور جنت میں پہنچائے گا وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اور وہ شخص جس نے کہا اپنے والدین سے اُفٍّ لَّكُمَآ میں بے زار ہوں تم سے۔ اُف کا لفظ بیزاری کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ آدمی والدین سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳ میں ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ''پس نہ کہو ان دونوں کے لیے اُف۔'' لیکن بد بخت انسان اپنے والدین سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ قبر سے نکالا جاؤں گا، حساب کتاب ہوگا، جزا سزا ہوگی وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی قومیں اور جماعتیں گزر چکی ہیں مگر آج تک کوئی زندہ تو نہیں ہوا لہٰذا میں کیسے تسلیم کرلوں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ یہ بد بخت والدین سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے اور والدین اس کے لیے دعائیں کر رہے ہیں اور سمجھا رہے ہیں۔ فرمایا وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ اور وہ دونوں یعنی والدین فریاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی توفیق دے۔

کہتے ہیں وَیْلَكَ اٰمِنْ افسوس ہے اور تیری بربادی ہو ایمان لے آ اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور قیامت کے قائم ہونے پر اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت قائم ہوگی اور جزا و سزا ہوگی، نیک جنت میں جائیں گے اور بُرے دوزخ میں

جائیں گے۔ مگر اس نصیحت کے جواب میں فَیَقُوْلُ پس وہ بیٹا کہتا ہے مَاهٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ نہیں ہیں تمہاری یہ باتیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ اَسَاطِيْر اُسْطُوْرَه کی جمع ہے۔ اُسْطُوْرَه کا معنٰی ہے کہانی۔ کہنے لگا یہ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں میں نہیں مانتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ یہی وہ لوگ ہیں کہ ثابت ہو چکی ہے ان پر بات اللہ تعالیٰ کے عذاب کی۔ کیوں کہ انھوں نے ضد اور عناد سے کام لیا اور ایمان اور قیامت کا انکار کیا والدین کی بے ادبی کی لہٰذا ان پر عذاب کی بات ثابت ہوگئی اور یہ لوگ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ ان امتوں میں شامل ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے۔ انھوں نے بھی توحید و رسالت اور قیامت کا انکار کیا اور سزا کے مستحق ہوئے یہ بھی سزا کے مستحق ہوئے اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ بے شک یہی لوگ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔ اور نیک بخت وہ ہیں جنھوں نے توحید کو تسلیم کیا، رسالت اور قیامت کا اقرار کیا۔

نیک بخت کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :

مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نیک بخت، سعادت مند کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اظہار نبوت فرمایا تو یہ پہلے ہی دن ایمان لے آئے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی ام رومان بھی ایمان لے آئیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی والدہ ام خیر اور باپ ابو قحافہ بھی بڑی دیر کے بعد ایمان لے آئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کی چار پشتیں صحابی ہیں۔ خود

بھی اور والدین بھی اور بیٹے بھی اور پوتے عتیق بن عبدالرحمن بھی۔

اور شقی وہ ہیں جو قبول نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کے لوگوں کی صفتیں بیان فرمادی ہیں۔ فرمایا وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا اور ہر ایک فرقے یا ہر ایک شخص کے لیے درجے ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے جو انھوں نے کیے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درجات کا تعلق تو ایمان والوں کے ساتھ ہوتا ہے جو نیک کام کرتے ہیں اور جو لوگ کفر اور معصیت کا راستہ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے درکات ہوتے ہیں۔ درکات کا ذکر اس مقام پر نہیں ہے مگر مطلب یہ ہے کہ ہر نیکی کرنے والے آدمی کے لیے اس کی نیکی کے مطابق درجہ ہے۔ کیونکہ نیکی کبھی اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے کبھی اوسط درجے کی اور کبھی ادنیٰ درجے کی۔ اسی طرح برائی کے بھی درکات ہوتے ہیں کوئی کفر میں بڑا ہوا ہوتا ہے کوئی اس میں کم تر اور کوئی اس سے کم تر ہوتا ہے۔ اور یہ درجات اس وجہ سے ہوتے ہیں وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ اور تاکہ پورا پورا دیا جائے ان کو ان کے اعمال کا بدلہ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان کے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی کہ تھوڑے جرم کی زیادہ سزا دی جائے یا نیکیوں سے کم اجر ملے ایسا نہیں ہوگا۔ یہ بدلہ کس دن دیا جائے گا؟ فرمایا وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں آگ پر اور ان سے کہا جائے گا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا تم نے کھا پی لیا ہے اپنی پاکیزہ چیزوں کو اپنی دنیا کی زندگی میں وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اور تم نے فائدہ اٹھالیا ہے ان سے۔ تمہاری نیکیوں کا بدلہ بھی تمھیں دنیا میں دے دیا گیا ہے۔ کافر جو نیکی کے کام دنیا میں کرتے ہیں تو ان کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں کثرت مال، شہرت اور نیک نامی کی شکل میں مل جاتا ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہے اچھی صحت کی شکل میں کبھی مال و دولت کی شکل میں اور کبھی اعلیٰ عہدوں کی شکل میں پھر آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بعض اوقات دنیا میں بھی کسی حد تک ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے مگر پورا پورا بدلہ آخرت میں ملے گا۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں وسعت پیدا فرما دے یعنی امت خوش حال ہو جائے کہ روم اور فارس والے لوگ لَا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرح کی فراوانی عطا کر رکھی ہے۔ دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے ہیں مگر دنیا میں فراوانی نہیں ہے لہٰذا آپ ان کے لیے دعا کریں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا تمھیں اس بات میں کچھ تردد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو آخرت میں پورا پورا بدلہ دے گا۔ پھر آپ نے یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا کہ جس دن کافروں کو جہنم رسید کیا جائے گا تو انھیں کہا جائے گا کہ تم نے اپنے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مال و دولت اور نیک نامی کی شکل میں لے لیا ہے۔ اب یہاں تمہارے لیے کوئی بدلہ نہیں ہے۔

تو فرمایا، کافروں سے کہا جائے گا کہ تم نے کھا پی لیا ہے پاکیزہ چیزوں کو اپنی دنیا کی زندگی میں اور ان سے فائدہ اٹھالیا ہے فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ پس آج کے دن تمھیں ذلت ناک عذاب کا بدلہ دیا جائے گا بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ

بِغَيْرِ الْحَقِّ اس وجہ سے کہ تم تکبر کرتے تھے زمین میں، دنیا کی زندگی میں ناحق۔ دوسروں کو حقیر سمجھتے تھے کمزوروں اور غریبوں پر ظلم کرتے تھے جس کا تمھیں حق نہیں تھا اگر اللہ تعالیٰ کسی کو جسمانی طور پر طاقت ور بنا دے مال و دولت سے نواز دے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ دوسروں کو وہ دھکے مارتا پھرے اور زیادتیاں کرے اس کا تو اللہ تعالیٰ نے حق نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کا تو حکم ہے وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ''اور نہ چل زمین پر اکڑ کر اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا [بنی اسرائیل :۳۷] ''تم نہیں پھاڑ سکتے زمین کو اور نہیں پہنچ سکتے پہاڑوں کی بلندی تک۔'' تم بہ ہر حال پانچ چھ فٹ کے انسان ہی رہو گے لہٰذا ناحق غرور و تکبر نہ کرو اور آج تمھیں اس وجہ سے بھی ذلت ناک عذاب دیا جائے گا وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔ تم دنیا میں کفر و شرک، کھیل تماشے اور لہو و لعب میں مصروف رہے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے پیغمبروں کی رسالت کو تسلیم نہ کیا اور نہ ہی قیامت کو حق مانا لہٰذا آج ذلت ناک عذاب کا مزہ چکھو۔
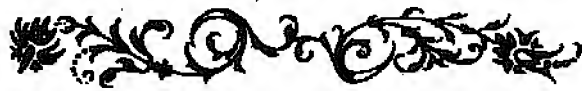
وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

وَاذْكُرْ اور آپ ذکر کریں اَخَا عَادٍ قوم عاد کے بھائی کا اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ جب ڈرایا انھوں نے اپنی قوم کو بِالْاَحْقَافِ احقاف میں وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ اور تحقیق گزر چکے تھے ڈرانے والے مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اس سے آگے وَمِنْ خَلْفِهٖ اور اس کے پیچھے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ کہ نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ بے شک میں خوف کھاتا ہوں تم پر عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بڑے دن کے عذاب کا قَالُوْٓا کہا انھوں نے اَجِئْتَنَا کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس لِتَاْفِكَنَا تاکہ

آپ ہٹادیں ہمیں عَنْ اٰلِهَتِنَا ہمارے معبودوں سے فَأْتِنَا پس آپ لے آئیں ہم پر بِمَا وہ چیز تَعِدُنَآ جس سے ہمیں ڈراتے ہیں اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے قَالَ فرمایا اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ بے شک علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وَاُبَلِّغُكُمْ اور میں پہنچاتا ہوں تمھیں مَّآ وہ چیز اُرْسِلْتُ بِهٖ جو مجھے پیغام دیا گیا ہے وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ اور لیکن میں دیکھتا ہوں تم قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ لوگ نادانی کرتے ہو فَلَمَّا رَاَوْهُ پس جب دیکھا انھوں نے اس عذاب کو عَارِضًا بادل کی شکل میں مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آرہا تھا قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ یہ بادل ہے مُّمْطِرُنَا جو ہم پر بارش برسائے گا بَلْ بلکہ هُوَ مَا وہ چیز ہے اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ جس کو تم جلدی طلب کرتے تھے رِيْحٌ یہ ہوا ہے فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس میں عذاب ہے دردناک تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ یہ ملیامیٹ کرتی ہے ہر چیز کو بِاَمْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے حکم سے فَاَصْبَحُوْا پس صبح کی ان لوگوں نے لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ نہیں دیکھا جاتا ہے سوائے ان کے ٹھکانوں کے كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوم کو۔

ربط آیات :

پچھلے سبق میں منکر توحید و رسالت اور معاد کا ذکر تھا اب اسی سلسلے میں قوم عاد کا ذکر

فرماتے ہیں کہ انھوں نے انکار کیا تو ان کا کیا انجام ہوا۔ ارشادِ ربانی ہے وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اور آپ ذکر کریں عاد قوم کے بھائی کا یعنی حضرت ہود علیہ السلام کا۔ یہ اسی قوم کے ایک فرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے چار سو اسی (۴۸۰) سال قوم کو تبلیغ کی، توحید کی دعوت دی مگر وہ ایمان نہیں لائی اور کفر و شرک ہی میں مبتلا رہے صرف چند لوگ ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ جب ڈرایا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احقاف میں۔ احقاف جمع ہے حقفٌ کی اور حقف کا معنی ہے ریت کا ٹیلا۔ چونکہ اس علاقے میں ریت کے بڑے بڑے ٹیلے تھے اس لیے اس کو احقاف کہتے ہیں۔ احقاف کا علاقہ بحرین، عمان، حضر موت اور مغربی یمن کے درمیان کا علاقہ ہے۔ آج کل اس کا نام نجران ہے۔ اس علاقے میں حضرت ہود علیہ السلام تشریف لائے۔ عاد بڑے قد و قامت اور ڈیل ڈول کی حامل، صحت مند قوم تھی۔ یہ لوگ اتنے متکبر تھے کہ باقی دنیا کو چیلنج کیا کرتے تھے اور کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً [حم سجدہ: ۱۵] "ہم سے زیادہ طاقت ور دنیا میں کون ہے۔" تو فرمایا جب ڈرایا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احقاف میں وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اور تحقیق گزر چکے ڈرانے والے اس سے آگے اور اس کے پیچھے۔ ان سے پہلے بھی ڈرانے والے نبی گزر چکے تھے اور ان کے بعد بھی آئے۔

ہود علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح ہے ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن اوس بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ تو ان سے پہلے ان کے دادا حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت کئی رسول مبعوث ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق

علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام کے علاوہ ہزاروں پیغمبر تشریف لائے۔ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور کفر و شرک سے منع فرمایا اور ان کو کفر، شرک کے بُرے انجام سے ڈرایا۔

حضرت ہود علیہ السلام نے بھی قوم کو یہی سبق دیا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ کہ نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی مشکل کشا، حاجت روا، فریادرس، دست گیر، بگڑیاں بنانے والا نہیں ہے۔ ان کے تم چڑھاوے چڑھاتے ہو اور اپنی حاجتوں میں ان کو پکارتے ہو وہ تمہارے کسی کام نہیں آسکتے اور نہ ہی ان کو خدائی اختیارات حاصل ہیں۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی اور کفر و شرک سے باز نہ آئے تو اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بے شک میں خوف کھاتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے کہ تم بڑے دن کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ تو فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجاؤ۔

اس کے جواب میں قَالُوْٓا قوم کے لوگوں نے کہا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا اے ہود علیہ السلام! کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس تاکہ آپ ہٹادیں، پھیر دیں ہمیں ہمارے معبودوں سے۔ صرف ایک خدا کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کرتے آئے ہیں۔ سورہ ہود میں ہے قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ [ہود: ۵۳] "قوم نے کہا اے ہود علیہ السلام! نہیں لائے آپ ہمارے پاس کوئی نشانی، واضح دلیل اور نہیں ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو آپ کی بات کی

وجہ سے اور نہیں ہیں ہم آپ پر ایمان لانے والے۔'' الٹا یہ کہا۔ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ '' ہم نہیں کہتے مگر تکلیف پہنچائی ہے تمہیں ہمارے خداؤں میں سے بعض نے۔'' آپ پاگلوں والی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) کہ ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں ہمارے خداؤں نے آپ کو پاگل بنادیا ہے ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں آپ ہمیں عذاب کی دھمکی دیتے ہیں فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ پس لے آئیں وہ چیز جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اگر ہیں آپ سچوں میں سے۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم پر عذاب لے آئیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا قَالَ فرمایا اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ بے شک علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ جانتا ہے کہ اس نے تم پر کب عذاب بھیجنا ہے یہ میرا کام نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کی تاریخ سے واقف ہوں۔ میرا کام یہ ہے وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ اور میں پہنچاتا ہوں تمہیں وہ چیز جو پیغام مجھے دیا گیا ہے۔ میں تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں، قیامت سے آگاہ کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا رہا ہوں اور انجام بد سے آگاہ کر رہا ہوں، اپنا فرض منصبی پورا کر رہا ہوں وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ اور لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو، حماقت کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو، کفر، شرک پر اڑے ہوئے ہو اور الٹا چیلنج کرتے ہو کہ جو عذاب لانا ہے لے آ۔ یہ کتنی حماقت کی بات ہے کہ اپنے منہ سے عذاب مانگ رہے ہو۔ بالآخر قوم پر عذاب کا وقت آ گیا۔

قوم عاد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب :

اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر تین سال تک قحط مسلط کر دیا۔ جب یہ قوم عاد سخت قحط میں

مبتلا ہو گئی تو اس نے ایک وفد دعا کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس زمانے میں بیت اللہ کی عمارت تو سیلاب کی وجہ سے منہدم ہو چکی تھی مگر پھر بھی لوگ اس جگہ کا طواف کرتے تھے اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ تو ایک وفد مکہ مکرمہ بھیجا اور خود بتوں سے مانگنے لگے کہ قحط دور کر دو۔ بہ ہر حال اِدھر قوم نے دعا کی اُدھر وفد نے بارش کے لیے دعا کی تو بادل کا ایک ٹکڑا ان کی طرف متوجہ ہوا۔ انھوں نے خوشی کے مارے بھنگڑا ڈالا اور کہنے لگے اب بارش ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ پس جب انھوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آ رہا تھا قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔ ترمذی شریف میں روایت ہے اس بادل کے ٹکڑے سے بھی آواز آئی:

خُذُوْا رِمَادًا رِمَادًا لَا تَبْقِیْ مِنَ الْاَحَدِ مِنْ عَادٍ

"یہ سیاہی مائل جلا ہوا بادل لے لو یہ قوم عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔"

انھوں نے کانوں سے یہ آواز سنی مگر نہیں مانے اس میں سے رب تعالیٰ نے بڑی تیز ہوا چلائی۔ ہوا نے ان کی پانچ پانچ من، چھ چھ من کی لاشوں کو میل میل، دو دو میل دور پھینک دیا۔ ایسے لگتے تھے جیسے کھجوروں کے تنے اکھڑے پڑے ہیں۔ تو فرمایا کہ جب دیکھا انھوں نے عذاب کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آ رہا تھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے ہم پر بارش برسائے گا۔ مگر اِدھر سے ارشاد ہوا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے کہ لے آؤ وہ چیز جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو رِيْحٌ یہ ہوا ہے تیز و تند فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس میں دردناک عذاب ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا جو ملیامیٹ کرتی ہے ہر شے کو اپنے رب کے حکم سے۔ سورۃ الحاقہ میں ہے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ جو ان پر متواتر سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی حتیٰ کہ فرمایا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ [آیت:۸] ''کیا آپ دیکھتے ہیں ان میں سے کسی ایک فرد کو بھی بچا ہوا۔'' فرمایا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ پس صبح کی انھوں نے ان کے ٹھکانوں کے سوا کچھ نہیں نظر آتا تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کبھی آسمان پر بادل اٹھتے تھے تو آنحضرت ﷺ پریشان ہو جاتے۔ ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ پریشان کیوں ہو جاتے ہیں؟ تو فرمایا عائشہ مجھے ڈر ہے کہ یہ بادل ویسے ہی نہ ہوں جیسے قوم عاد پر آئے تھے اور انھیں تباہ کر دیا تھا۔ اسی لیے جب تیز ہوا چلتی تھی تو آنحضرت ﷺ دعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ ''اے اللہ میں اس ہوا اور جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ یہ ساتھ لے کر آئی ہے اس کی بہتری کا سوال کرتا ہوں وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ '' اور اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ہوا کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور جو کچھ یہ ساتھ لے کر آئی ہے اس کے شر سے۔''

بہ ہر حال فرمایا قوم عاد کو ہلاک کر دیا گیا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوم کو۔ اللہ تعالیٰ نے عاد قوم کا حال عبرت حاصل کرنے کے لیے بیان کیا ہے کہ اتنے قوی بدن والے نہیں بچ سکے تو اگر تم بھی نافرمانی کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے اور نافرمانی سے بچائے۔
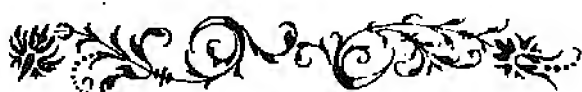
وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا
لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ
اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا
حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا
نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا
عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ
نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ
فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا
سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ
اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ
لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو قدرت دی فِيْمَآ ان
چیزوں میں اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ کہ نہیں قدرت دی ہم نے تم کو ان میں وَ
جَعَلْنَا لَهُمْ اور بنائے ہم نے ان کے لیے سَمْعًا کان وَّاَبْصَارًا اور
آنکھیں وَّاَفْـِٕدَةً اور دل فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ پس نہ کام آئے ان کے

سَمْعُهُمْ ان کے کان وَلَآ اَبْصَارُهُمْ اور نہ ان کی آنکھیں وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ اور نہ ان کے دل مِّنْ شَیْءٍ کچھ بھی اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اس واسطے کہ وہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لیا ان کو مَّا اس چیز نے كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کیا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰی تمہارے اردگرد کی بستیوں کو وَصَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ اور پھیر پھیر کر بیان کیں ہم نے آیتیں لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ تاکہ یہ لوٹ آئیں فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ پس کیوں نہ مدد کی ان کی انھوں نے اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کو بنایا انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے قُرْبَانًا تقرب کے لیے اٰلِهَةً معبود بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ بلکہ وہ گم ہو گئے ان سے وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ اور یہ ان کا جھوٹ تھا وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ اور وہ جو افترا کرتے تھے وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ اور جس وقت پھیر دیا ہم نے آپ کی طرف نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ایک گروہ جنات میں سے یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ سنتے تھے وہ قرآن فَلَمَّا حَضَرُوْهُ پس جس وقت وہ جنات حاضر ہوئے تلاوت کے وقت قَالُوْٓا کہنے لگے اَنْصِتُوْا خاموش رہو فَلَمَّا قُضِیَ پس جب وہ ختم کیا گیا وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ وہ پھرے اپنی قوم کی طرف مُّنْذِرِیْنَ ڈراتے ہوئے قَالُوْا کہنے لگے یٰقَوْمَنَآ اے ہماری قوم اِنَّا سَمِعْنَا

کِتٰبًا بے شک ہم نے سنی ایک کتاب اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی جو نازل کی گئی موسیٰ علیہ السلام کے بعد مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ جو تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں یَهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ راہ نمائی کرتی ہے حق کی وَاِلٰی طَرِیۡقٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ اور سیدھے راستے کی طرف یٰقَوۡمَنَاۤ اے میری قوم اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰهِ بات مانو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کی وَاٰمِنُوۡا بِهٖ اور اس پر ایمان لاؤ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ بخش دے گا تمہارے گناہ وَیُجِرۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ اور پناہ دے گا تمھیں دردناک عذاب سے وَمَنۡ لَّا یُجِبۡ دَاعِیَ اللّٰهِ اور جو قبول نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی بات کو فَلَیۡسَ بِمُعۡجِزٍ فِی الۡاَرۡضِ پس وہ نہیں عاجز کرنے والا زمین میں وَلَیۡسَ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءُ اور نہ اس کا کوئی کارساز ہے اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ یہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

ماقبل سے ربط :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو توحید سے انکار اور تکبر و غرور کی وجہ تباہ و برباد کیا اور مشرکین مکہ کو یہ بات سمجھائی کہ اگر تم نے بھی قوم عاد کی طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور ہمارے پیغمبر کی رسالت کا انکار کیا اور قیامت کا انکار کیا تو تمہارا انجام بھی ان کی طرح ہوگا۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدۡ مَکَّنّٰهُمۡ فِیۡمَاۤ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو قدرت دی عاد، ثمود قوم کو ان چیزوں میں اِنۡ مَّکَّنّٰکُمۡ فِیۡهِ نہیں قدرت دی

تم کو ان میں۔ ان کو جیسے وجود دیئے، جسمانی قوت دی، مال و دولت دی، دنیا کی ترقی کے جتنے اسباب دیئے وہ تمھیں نہیں دیئے۔ سورۃ سبا آیت نمبر ۴۵ میں ہے وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ ''اور نہیں پہنچے یہ لوگ اس کے عشر عشیر کو بھی جو ہم نے ان کو دیا۔'' مشرکین مکہ کس بات پر اکڑتے ہیں ان کو تو سابقہ قوموں کے مقابلے میں دسواں حصہ بھی مال و دولت اور طاقت نہیں دی۔ یہ اس علاقے میں آباد ہیں جہاں زراعت کا سرے سے نام تک نہیں تھا۔

تو فرمایا ہم نے ان کو قدرت دی ان چیزوں میں کہ نہیں قدرت دی ہم نے تم کو ان چیزوں میں وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً اور ہم نے بنائے ان کے لیے کان اور آنکھیں اور دل۔ کان سننے کے لیے، آنکھیں دیکھنے کے لیے، دل غور و فکر کرنے کے لیے۔ کانوں کے ساتھ حق کو سنتے، آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھتے، دل کے ذریعے حق کو سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عظیم نعمتیں عطا فرمائیں مگر انھوں نے ان کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ پس نہ کام آئے ان کے ان کے کان اور نہ آنکھیں اور نہ دل کچھ بھی۔ کسی چیز نے ان کو فائدہ نہ دیا۔ یہ لوگ اندھے، بہرے بن گئے حق کو قبول کرنے کے بجائے انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت شروع کر دی اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اس واسطے کہ وہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا۔ وہ اندھے اور بہرے ہو چکے تھے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ وہ قیامت کا، اللہ تعالیٰ کی گرفت کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا۔

صرف قوم عاد کی بات نہیں بلکہ اے مکے والو! جس قوم نے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار، رسالت اور قیامت کا انکار، احکام الٰہیہ کا تمسخر اڑایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا۔ اس سے تم عبرت حاصل کرو۔ اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا بھی ویسا ہی حشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کیا تمہارے اردگرد کی بستیوں کو۔ قوم ثمود، قوم لوط کو تباہ کیا۔

مکے والے جب شام کے تجارتی سفر پر جاتے تھے ان اجڑی ہوئی بستیوں پر سے گزر کر جاتے تھے۔ ان کی طرف دیکھ کر عبرت حاصل کرو یہ لوگ بھی تمہاری طرح نافرمان تھے لہٰذا ان کو ہم نے ہلاک کیا اور تم ان کے حالات سے واقف ہو۔

فرمایا وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیات کو، دلائل کو تاکہ یہ لوٹ آئیں ہدایت کی طرف اور کفر، شرک چھوڑ دیں۔ مسئلہ توحید سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے اختیار کیے۔ یہاں فرمایا فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ پس کیوں نہ مدد کی ان لوگوں کی ان جھوٹے خداؤں نے اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً جن کو بنایا انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے تقرب کے لیے معبود۔ تمام پرانے اور نئے مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بہت سے معبود بنا رکھے تھے جن کے متعلق ان کا عقیدہ تھا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى [الزمر:۳] ''ہم تو ان کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقرب دلاتے ہیں۔'' ان کی عبادت کر کے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ ان کے سوا اللہ تعالیٰ تک ہماری پہنچ نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی فریاد براہ راست سنتا ہے وہ ساری مخلوق کا رب ہے، مالک، خالق ہے اور وہی سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے اس نے خدائی اختیارات

کسی کو نہیں دیئے۔ ہر شے کا رب، مدبر اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجاتے ہیں ان کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ جن کو تم پکارتے ہو، سجدے کرتے ہو، حاجتیں مانگتے ہو، مصیبت کے وقت وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ تو فرمایا پس کیوں نہ مدد کی ان کی انھوں نے جن کو بنایا انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے تقرب کے لیے الٰہ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ بلکہ وہ تو گم ہو گئے ان سے۔ ان میں سے تو کوئی نظر ہی نہ آیا وہ کیا مدد کرتے۔ فرمایا وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ اور یہ تو ان کا جھوٹ تھا کہ فلاں خدا کا شریک ہے اور فلاں خدا کا شریک ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اختیارات دے رکھے ہیں اور وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے عزیر علیہ السلام ہمیں چھڑا لیں گے اور کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نجات دہندہ سمجھتا ہے، کوئی پیروں کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھتا ہے کہ یہ ہماری حاجات پوری کرتے ہیں اور ہماری بگڑیاں بناتے ہیں اور پھر قیامت والے دن ہمیں ساتھ لے کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

حالانکہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ہوں یا ملائکہ ہوں، نبی، ولی، سب اسی کے محتاج ہیں يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [الرحمٰن: ۲۹] ''زمین، آسمان کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی سوالی ہے۔'' مافوق الاسباب نہ کوئی پکار کو سنتا ہے اور نہ کوئی مدد کرتا ہے یہ ان کا جھوٹ تھا وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور وہ جو افترا کرتے تھے جو من گھڑت باتیں کرتے تھے اور کرتے ہیں سب جھوٹ کا پلندہ ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے لہٰذا صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو، اسی سے مانگو۔ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو معبود، مشکل کشا بنایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک

کردیا کوئی ان کو خدائی گرفت سے نہ بچاسکا۔ آج تم اے مکے والو! ان کی عمارتوں کے کھنڈر آنکھوں سے دیکھتے ہو لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرلو۔

تم اشرف المخلوقات ہو کر نافرمانی کرتے ہو۔ اب جنات کا قصہ سن لو۔ ان میں خیر کی استعداد کم ہے لیکن وہ قرآن کو سننے کے ساتھ ہی ایمان لے آئے۔ فرمایا وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اور جس وقت پھیر دیا ہم نے آپ کی طرف ایک گروہ جنات میں سے متوجہ کردیا آپ کی طرف۔

شانِ نزول :

ان آیات کا شان نزول بخاری شریف کی روایت کے مطابق اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ کو نبوت ملنے سے پہلے جنات اور شیاطین اوپر آسمانوں کی طرف آتے جاتے تھے اور فرشتوں کی کچھ نہ کچھ گفتگو سن لیتے تھے۔ جس دن آپ ﷺ کو نبوت ملی اس دن پہرے سخت کردیئے گئے۔ جنات میں یہ بات پھیلی کہ ہم پہلے اوپر آتے جاتے تھے سنتے تھے اتنی سختی نہیں تھی اب اتنی سختی ہوگئی ہے اس کی وجہ تلاش کرو۔ تو اس سلسلے میں انھوں نے نصیبین کے مقام پر جو جزائر میں ہے اور بعض نے نینوا بھی لکھا ہے جو عراق میں ہے۔ وہاں کانفرنس منعقد کی اور اس پر غور کیا کہ ہم پر پابندی کیوں لگی ہے؟ اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے مختلف علاقوں میں وفود بھیجے۔ ان میں سے ایک وفد عرب کے علاقہ میں تہامہ کے مقام پر گیا ان میں سے پانچ جنوں کے نام ہمیں ملے ہیں۔ ابن درید ہ کے حوالے سے ایک کا نام منشی، دوسرے کا نام ناشی تھا، تیسرے کا نام مناصین، چوتھے کا نام ماضر اور پانچویں کا نام الاحقب تھا۔ ان کو عرب کے علاقے کی طرف بھیجا گیا کہ تم وہاں جا کر تحقیق کرو کہ ہم پر پابندی کیوں لگی ہے؟

آنحضرت ﷺ اس وقت چند ساتھیوں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تبلیغ کے سلسلے میں طائف کے سفر پر تھے۔ مکہ اور طائف کے درمیان بطن نخلہ کے مقام پر آپ ﷺ نے ساتھیوں کو نماز پڑھانا شروع کی۔ اس وقت نہ تو اذان تھی اور نہ پانچ نمازیں فرض تھیں۔ فجر اور عصر کی نمازیں تھیں شام کی نماز فرض نہیں تھی۔ آنحضرت ﷺ نماز میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے کہ یہ پانچ یا سات یا نو جنات نصیبین کے مقام سے پہنچے، عربی جانتے تھے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت سے متاثر ہوئے اور آسمانوں پر جانے کی پابندی کی وجہ بھی سمجھ گئے کہ نزول قرآن کی وجہ سے آسمانی راستوں پر سخت پہرے لگا دیئے گئے ہیں۔ اور یہ جنات وہیں ایمان لے آئے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو دیکھا اور نہ پتا چلا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اٰذَنَتْهُمْ شَجَرَةٌ جب یہ جنات ایمان قبول کر کے چلے گئے تو درخت نے بتلایا کہ اس طرح جنات آئے تھے آپ ﷺ کا قرآن سن کر ایمان لے آئے اور چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک پڑھتے تھے اور اس سے کم اور زیادہ بھی ثابت ہیں مگر ائمہ کو حکم ہے مقتدیوں کا خیال رکھیں کہ مقتدیوں میں بوڑھے بھی ہوں گے، بیمار، کمزور اور مسافر بھی ہوں گے، حاجت مند بھی ہوں گے لہٰذا نماز ہلکی پھلکی پڑھائیں۔

جن صحابی ہو سکتا ہے یا نہیں :

علمائے کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ جن صحابی کہلائیں گے یا نہیں۔ جمہور فرماتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں اگرچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو نہیں دیکھا مگر انھوں نے تو آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے اور صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں

آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو اور ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو، وہ صحابی ہے۔اس کے بعد سورہ جن نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے جنات کی پوری تقریر بیان فرمائی۔ ان جنات نے جب واپس جاکر قوم کو ڈرایا اور ایمان کی دعوت دی تو جوان میں سے سعادت مند تھے وہ ایمان لے آئے اور جو انسانوں کی طرح ضدی تھے وہ ایمان نہ لائے۔

سورۃ جن آیت نمبر ۱۱ میں ہے وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ''اور بے شک ہم میں سے نیکوکار بھی ہیں اور اس کے علاوہ یعنی بدکار بھی ہم مختلف راستوں پر بٹے ہوئے ہیں۔'' جنات میں مسلمان بھی ہیں، یہودی، عیسائی اور ہندو، سکھ وغیرہ بھی ہیں۔ جتنے فرقے انسانوں میں ہیں اس سے زیادہ جنات میں ہیں۔انسان میں خیر زیادہ ہے بہ نسبت جن کے۔ چونکہ جنات میں استعداد کم تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنات میں کوئی مستقل پیغمبر نہیں بھیجا ان کو انسانوں کے تابع رکھا۔ ان کی بودوباش بھی انسانوں میں ہے۔ ہر جگہ اور ہر گھر میں رہتے ہیں۔جس وقت نمازی نماز میں سلام پھیرتا ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے تو دائیں بائیں طرف والے نمازیوں کی نیت کرتا ہے۔

فقہائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جب انسان جنگل میں اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو سلام کے وقت دائیں بائیں والے فرشتوں کی نیت کرے اور اس کے آس پاس جو مومن جنات ہیں ان کی نیت کرے۔تو جنات ہر مقام پر موجود ہوتے ہیں۔ان کا ذکر ہے۔

فرمایا وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اور جس وقت پھیرا ہم نے ایک گروہ آپ کی طرف جنات کا يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ سنتے تھے وہ قرآن بڑے غور سے فَلَمَّا حَضَرُوْهُ پس جس وقت وہ حاضر ہوئے تلاوت کے وقت قَالُوْٓا کہا انھوں

نے ایک دوسرے کو اَنۡصِتُوۡا خاموش رہو۔قرآن پاک کے آداب میں سے ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ پھر نماز میں ہوں تو سننا فرض اور واجب ہے۔ اگر نماز میں کوئی آدمی امام کے ساتھ قرأت کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور نماز سے باہر اگر قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہو تو سننا مستحب ہے خاموشی اختیار کرے۔

اسی لیے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا گناہ گار ہے کیوں کہ لوگ اپنے کاموں میں لگے ہوتے ہیں یا سوئے ہوتے ہیں یا کوئی تعلیم میں لگا ہوا ہے یا کوئی بیمار ہے تو وہ تو نہیں سن سکتے لہٰذا بلند آواز سے پڑھنے والا یہ گناہ گار ہوگا۔ مگر قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی اور شور ہوگا اور ایسے لوگ پیدا ہوں گے قُرَّاء فَسَقَةٌ "پڑھنے والے نافرمان اور فاسق ہوں گے۔" قرآن پاک کا ادب یہ ہے کہ ایسی جگہ پڑھو جہاں لوگ توجہ کے ساتھ سنیں، نہیں سنتے تو آہستہ پڑھو۔

یہ مسئلہ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اگر ایک آدمی بھی نماز پڑھ رہا ہو تو بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا گناہ گار ہوگا لَا یَجُوْزُ بلند آواز سے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے خاموشی سے پڑھو۔

تو جنات نے ایک دوسرے کو کہا خاموش رہو فَلَمَّا قُضِیَ پس جس وقت قرآن کریم کی تلاوت پوری کر لی گئی وَلَّوۡا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ مُّنۡذِرِیۡنَ وہ پھرے اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے۔ یہاں سے واپس جا کر اپنی قوم کو رپورٹ پیش کی قَالُوۡا کہنے لگے یٰقَوۡمَنَاۤ اے ہماری قوم اِنَّا سَمِعۡنَا كِتٰبًا بے شک ہم نے سنی ہے ایک

کتاب اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی جو نازل کی گئی موسیٰ علیہ السلام کے بعد۔عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں لیا اس کی وجہ بعض حضرات تو یہ بتاتے ہیں کہ جنات یہودی تھے اس لیے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ نہیں اصل بات یہ ہے کہ مرکزی کتاب تو تورات ہی تھی انجیل کی حیثیت ضمیمے کی تھی جیسے اخبار شائع ہوتا ہے اور بعد میں ضمیمہ شائع کرتے ہیں۔

انجیل رب تعالیٰ کی سچی کتاب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے لیکن ہے تورات کا تتمہ اور ضمیمہ، اصل کتاب تورات ہی ہے۔اس لیے اس کا حوالہ دیا کہ جو کتاب موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے یہ اس کے بعد نازل ہوئی ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ جو تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں۔

تورات، انجیل، زبور کی تصدیق کرتی ہے اور دیگر آسمانی صحیفوں کی تصدیق کرتی ہے یَهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ یہ کتاب حق کی راہ نمائی کرتی ہے وَ اِلٰی طَرِیۡقٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ اور سیدھے راستے کی راہ نمائی کرتی ہے لہٰذا یٰقَوۡمَنَاۤ اے میری قوم اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰهِ بات مانو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ہم تو وہیں اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب تمھیں دعوت دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے داعی کی بات مان لو وَ اٰمِنُوۡا بِهٖ اور اس پر ایمان لے آؤ۔نتیجہ کیا ہوگا یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔اب تک جو گناہ تم نے کیے ہیں وہ رب تعالیٰ معاف کر دے گا وَ یُجِرۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ اور تمھیں پناہ دے گا پروردگار دردناک عذاب سے۔

اور یہ بھی ان کا بیان ہے وَ مَنۡ لَّا یُجِبۡ دَاعِیَ اللّٰهِ اور جو قبول نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کی بات کو فَلَیۡسَ بِمُعۡجِزٍ فِی الۡاَرۡضِ پس وہ

نہیں ہے عاجز کرنے والا زمین میں اللہ تعالیٰ کو۔ وہ رب تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹال نہیں سکتا۔ اور یاد رکھنا! وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اور نہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی کارساز، کوئی ساتھی، کوئی پناہ دینے والا۔ اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کے داعی پر ایمان لاؤ تمہاری نجات اسی میں ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے داعی کی بات نہیں مانتے اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں۔ یہ جنات کی تقریر ہے جو انھوں نے بطن نخلہ کے مقام پر مسلمان ہونے کے بعد واپس جا کر نصیبین کے مقام پر اپنے جنات کو رپورٹ پیش کی۔
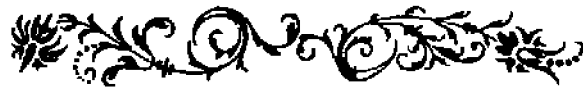
اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ لَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ؕ بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۳۳﴾ وَ یَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ ؕ اَلَیۡسَ ہٰذَا بِالۡحَقِّ ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّہُمۡ ؕ کَاَنَّہُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ۙ لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَۃً مِّنۡ نَّہَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَہَلۡ یُہۡلَکُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ع

اَوَلَمۡ یَرَوۡا کیا یہ نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین وَلَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ اور تھکا نہیں ان کو پیدا کرنے کی وجہ سے بِقٰدِرٍ اللہ تعالیٰ قادر ہے عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی اس بات پر کہ وہ زندہ کرے مردوں کو بَلٰۤی کیوں نہیں اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے وَیَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں عَلَی النَّارِ آگ پر اَلَیۡسَ ہٰذَا بِالۡحَقِّ کیا یہ دوزخ حق نہیں ہے قَالُوۡا وہ کہیں گے بَلٰی کیوں نہیں وَرَبِّنَا ہمارے رب کی قسم قَالَ رب تعالیٰ فرمائیں گے فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ پس چکھو تم عذاب بِمَا کُنۡتُمۡ

تَكْفُرُوْنَ اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں
كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ جیسے صبر کیا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے
وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ اور آپ جلدی نہ کریں ان کے لیے كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ
گویا کہ جس دن وہ دیکھیں گے مَا اس عذاب کو يُوْعَدُوْنَ جس کا ان
سے وعدہ کیا جاتا ہے لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر
ایک ہی گھڑی دن میں بَلٰغٌ یہ پہنچا دینا ہے فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
الْفٰسِقُوْنَ پس نہیں ہلاک کی جائے گی مگر وہ قوم جو نافرمان ہے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے دو قسم کے آدمیوں کا ذکر تھا۔ ایک وہ جو کہتے ہیں رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ ”اے میرے رب مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کروں ان نعمتوں کا جو آپ نے مجھ پر کیں اور میرے والدین پر کیں آپ کا وعدہ سچا ہے قیامت آئے گی۔“ اور اس کے مدمقابل دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر تھا جنھوں نے کہا اپنے والدین کو کہ تف تمہارے اوپر کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے۔ یعنی بڑی سختی کے ساتھ قیامت کا انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھانے کے لیے فرماتے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو جائے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین۔ اس بات کا انکار کرنے والا تو کافروں، مشرکوں کا ایک فرد بھی نہیں تھا کہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ

نے پیدا نہیں کیے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نے پیدا کیے ہیں۔ چند دہریوں کے سوا کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے اور یہ دہریے بھی بعد میں پیدا ہوئے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ خود بہ خود ہو رہا ہے رب کوئی نہیں ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے ان بڑی عمر والے حضرات کو یاد ہوگا کہ ۱۹۳۷ء یا ۱۹۳۸ میں جب روس پورے عروج پر تھا اور اس نے اپنے باطل نظریات منوانے کے لیے پانچ کروڑ انسانوں کو قتل کیا رب تعالیٰ کے خلاف بغاوت کی کہ رب کوئی شے نہیں ہے اور اپنے ملک سے دو جنازے نکالے ایک خدا کا اور ایک مذہب کا۔ وہ اس طرح کہ چارپائیوں پر علامتی چیزیں رکھیں اوپر پھول ڈالے اور بے شمار مخلوق بھنگڑے ڈالتی ہوئی ساتھ چلی سرحد پر جا کر ان کو لاتیں رسید کیں، ڈنڈے مارے اور پھینک کر واپس آگئے کہ ہم نے خدا اور مذہب کا جنازہ ملک سے نکال دیا ہے۔ یہاں اب نہ مذہب ہے اور نہ ہم خدا کو مانتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ہٹلر نے ان پر حملہ کر دیا اور روسیوں کو ایسا ذلیل کیا کہ وہی لیڈر جنھوں نے خدا اور مذہب کا جنازہ نکلوایا تھا انھوں نے اعلان کیا کہ ہر فرقے اور مذہب والا اپنے اپنے انداز میں دعا کرے کہ اس بلا سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ جب ہٹلر نے چھتر مارے تو ان کو خدا یاد آیا۔ لیکن مشرکین عرب رب تعالیٰ کے وجود کے قائل تھے۔

سورۃ الزمر آیت نمبر ۳۸ پارہ ۲۴ میں ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ "اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو یقیناً کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔" تو فرمایا کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ اور وہ نہیں تھکا ان کو پیدا کرنے کی وجہ سے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ بِقٰدِرٍ قادر ہے عَلٰٓى

اَنْ یُّحْیِ َالْمَوْتٰی کہ وہ زندہ کرے مردوں کو۔ جس نے زمین آسمان پیدا کیے ہیں، دریا پہاڑ پیدا کیے ہیں وہ رب مردوں کو پیدا نہیں کرسکتا بَلٰی کیوں نہیں وہ قادر ہے اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہندوستان پر جب انگریز قابض ہوا تو اس نے مسلمانوں کے ذہن بگاڑنے کے لیے کئی فتنے کھڑے کیے۔ ایک طرف عیسائیوں نے اپنی تبلیغ شروع کی، مرزا قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کروایا۔

دیانند سرسوتی کا قرآن پاک پر اعتراض :

آریہ سماج کے منہ پھٹ لیڈر دیانند سرسوتی کو کھڑا کیا۔ اس نے اسلام کے خلاف کتاب لکھی "ستیارتھ پرکاش" اس کے چودھویں باب میں اس نے قرآن پاک پر اعتراضات کیے ہیں۔ بسم اللہ سے لے کر والناس تک۔ اس آیت کریمہ پر بھی اس نے اعتراض کیا ہے۔ کہتا ہے کہ اے مسلمانو! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر تمہارا یہ قرآن سچا ہے تو یہ بتلاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ چوری کرنے اور زنا کرنے پر بھی قادر ہے کیونکہ چوری، زنا بھی تو شے ہیں۔ اگر قادر نہیں ہے تو پھر تمہارا قرآن جھوٹا ہے۔

بانی دار العلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اس سے مناظرے بھی کیے اور کتابیں بھی لکھیں۔ حضرت کی ایک کتاب ہے "انتصار الاسلام" اردو میں ہے۔ اس میں اس کے سوالات بھی ہیں اور جوابات بھی ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ چوری تو ہوتی ہے غیر کی ملک میں پنڈت جی! پہلے تم غیر کی ملک ثابت کرو دلیل سے پھر اعتراض کرنا۔ جب ہے ہی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تو اپنی شے میں چوری کا کیا مطلب ہے؟ رہی بات زنا کی تو زنا کے لیے آلاتِ زنا کی ضرورت ہے تم رب تعالیٰ کے لیے اعضاء ثابت کرو دلیل کے ساتھ پھر زنا کی بات کرنا۔ لہٰذا قرآن سچا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو منکر ہیں

قیامت کے ان کو اس دن معلوم ہو جائے گا وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں آگ پر۔ محشر والے دن جنت بھی سامنے ہوگی اور دوزخ بھی سامنے ہوگا وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ [الشعراء: ۹۰] ''اور قریب کردی جائے گی جنت متقیوں کے وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ '' اور ظاہر کردیا جائے گا دوزخ کو گمراہوں کے لیے۔'' ابھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حساب کتاب میں ہوں گے کہ جنت بھی سامنے اور دوزخ بھی سامنے۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ کیا یہ دوزخ حق نہیں ہے؟ اس وقت قَالُوْا کہیں گے بَلٰى کیوں نہیں حق ہے وَرَبِّنَا ہمارے رب کی قسم ہے۔ آج تو کہتے ہیں نا مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ قیامت کب آئے گی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا [النازعات: ۴۲] '' یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی۔'' تو آج تو یہ باتیں کرتے ہیں وہاں سب کچھ مان جائیں گے کیوں کہ ہر شے سامنے نظر آرہی ہوگی قَالَ رب تعالیٰ فرمائیں گے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ پس چکھو تم عذاب اس لیے کہ تم کفر کرتے تھے دوزخ کا، جنت کا، قیامت کا، اللہ تعالیٰ کی توحید کا، رسالت کا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا بھی ذکر کیا ہے اور رسالت کا بھی اور قیامت کا بھی۔ اور یہ تینوں اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔ ان کو جب آنحضرت ﷺ بیان فرماتے تھے تو کافر آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور ستاتے تھے زبانی بھی اور فعلی بھی۔ آپ ﷺ کو دیوانہ کہتے، جادوگر کہتے، مسحور کہتے، شاعر کہتے، کاہن کہتے اور پتھر بھی مارتے تھے۔ طبعی طور پر انسان کو ان چیزوں سے کوفت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو

خطاب کر کے فرماتے ہیں فَاصْبِرْ پس آپ اے نبی کریم ﷺ! صبر کریں ان کی باتوں پر كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ جیسے صبر کیا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے آپ سے پہلے۔ نوح علیہ السلام جب لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تو لوگ ان کو پاگل کہہ کر دھکے مار کر نکال دیتے تھے وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ [سورۃ القمر] "اور کہا انھوں نے یہ دیوانہ ہے اور جھڑک دیا۔" اور حضرت صالح علیہ السلام کو کہا هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ [ایضاً] "یہ بڑا جھوٹا اور شرارتی ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے جب طائف والوں کو توحید کی دعوت دی تو انھوں نے آپ ﷺ کے خلاف بڑی غلط زبان استعمال کی اور پتھروں کی بارش کر دی کہ آپ ﷺ لہو لہان ہو گئے۔ واپسی پر جب آپ ﷺ سد مآرب کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کو کھڑاک (کھڑکا) سا محسوس ہوا، دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام سامنے ہیں کہنے لگے کہ یہ میرے ساتھ ملك الجبال ہے اس کی ڈیوٹی پہاڑوں پر ہے۔ اس نے آگے آ کر بڑی عقیدت کے ساتھ سلام کیا۔ شراح حدیث فرماتے ہیں کہ اس کا نام اسماعیل علیہ السلام تھا عرض کرنے لگا کہ میری ڈیوٹی ان پہاڑوں پر ہے اور طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس پر رحمان غصے میں ہے اس نے مجھے بھیجا ہے اگر آپ ﷺ چاہیں تو ان پہاڑوں کو ایسے ملا دوں کہ یہ سب درمیان میں کچلے جائیں۔ یہ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں! ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو کسی وقت ہدایت دے دے یا ان کی اولاد در اولاد کو ہدایت دے دے۔ میں صبر کروں گا ان کو کچلنے کا حکم نہیں دیا۔ ان کو میری پہچان نہیں ہے اس لیے انھوں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ طائف والے آپ ﷺ کے ساتھ اتنے غلط طریقے سے پیش آئے کہ رب تعالیٰ ایسی حلیم ذات کو بھی غصہ آ گیا،

فرشتے بھی جذبات میں آگئے مگر آپ ﷺ نے صبر کیا۔

تو فرمایا آپ صبر کریں جیسا کہ ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ اور ان کے لیے جلدی نہ کریں عذاب کے مانگنے میں۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب وہ وقت آئے گا ان کی حالت دیکھنے والی ہوگی۔ فرمایا كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ گویا کہ جس دن وہ دیکھیں گے عذاب کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ قیامت والے دن کافر دوزخ کے عذاب میں جلیں گے وہ یوں محسوس کریں گے لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ کہ نہیں رہے وہ دنیا میں مگر ایک ہی گھڑی دن میں مثلاً: دن کے چوبیس گھنٹے ہیں تو کہیں گے ہم دنیا میں ایک ہی گھنٹہ رہے ہیں۔ واقعی آخرت کی لمبی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی گھنٹہ، منٹ اور سیکنڈ بھی نہیں ہے۔ آج ہم اس زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے اربوں کھربوں سال نہ ختم ہونے والی زندگی نہ رب تعالیٰ کی نعمتیں ختم ہوں گی اور نہ عذاب ختم ہوگا۔ وہ ابدالآباد، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ آج جو دنیا میں عذاب مانگتے ہیں اس دن جہنم کے داروغوں سے کہیں گے دعا کرواپنے پروردگار سے يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ [مومن:۴۹] '' کہ وہ تخفیف کردے ہم سے ایک دن ہی عذاب۔'' وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس نہیں آئے تھے رسول کھلی نشانیاں لے کر اس وقت تو تم نے ان کی بات نہیں مانی، تکبر کیا، غرور کیا اِنَّكُمْ مَّاكِثُونَ [زخرف:۷۷] '' تم رہنے والے ہو اسی مقام میں۔'' اللہ تعالیٰ نے یہ باتیں کھول کر سمجھائی ہیں۔

فرمایا بَلٰغٌ یہ پہنچا دینا ہے۔ ہم نے حق بات تم تک پہنچا دی ہے۔ اے مکے والو! اور دوسرے لوگو! کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے خبر نہیں ہوئی فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ

الْفٰسِقُوْنَ پس نہیں ہلاک کی جائے گی مگر وہ قوم جو نافرمان ہے۔ جو رب تعالیٰ کے احکام نہیں مانتے وہ ہلاک ہوں گے۔ دنیا میں بھی ہلاکت، قبر میں بھی ہلاکت، آخرت میں بھی ہلاکت۔ آج سمجھ جاؤ ورنہ ساری عمر ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹتے رہو گے۔ سورہ فرقان آیت نمبر ۲۷ پارہ ۱۹ میں ہے وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ ''اور جس دن کاٹیں گے ظالم لوگ اپنے ہاتھوں کو افسوس کی وجہ سے کاش کہ میں فلاں کو ساتھی نہ بناتا پیغمبر کا راستہ اختیار کرتا۔'' آج بڑا قیمتی وقت ہے اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ اپنی بھی اصلاح کرو اور اپنی اولاد کی اصلاح کی بھی فکر کرو۔ رب تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آج بہ روز جمعرات ۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ بہ تاریخ ۱۸ مارچ ۲۰۱۴ء

اٹھارھویں جلد مکمل ہوئی۔

والحمد للہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ، گوجرانوالا۔